وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

امین اوکاڑوی کا

تعاقب

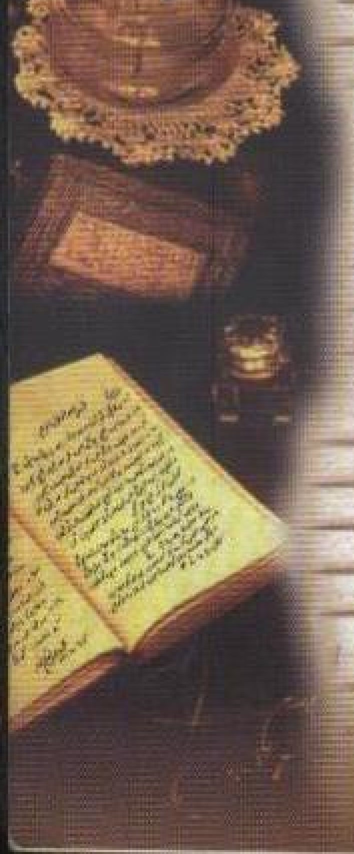

تالیف

حافظ زبیر علی زئی

نعمان پبلیکیشنز

اوکاڑوی کا تعاقب

تالیف: حافظ زبیر علی زئی

Islamic Research Centre Rawalpindi

مکتبۃ الحدیث حضرو۔ اٹک پاکستان

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فہرست عنوانات

پیش لفظ ۵

مقدمۃ الکتاب ۷

اہل حدیث اہل حق ہیں ۷

اوکاڑوی صاحب اور قادیانی باغ ۸

دیوبند اور انگریز ۹

دیوبند اور ہندو ۱۰

دیوبند اور قادیانیت ۱۱

بریلوی اور دیوبندی اختلاف ۱۲

سندھ کا مناظرہ ۱۳

آٹھ تراویح اور اکابر دیوبند ۱۶

اکاذیب اوکاڑوی ۱۶

جواب الجواب ۱۷

اوکاڑوی کا تعاقب ۲۱

امین اوکاڑوی کا تعارف ۲۱

گستاخِ رسول (ﷺ) ۲۲

اوکاڑوی حیاتی کا کذب وافتراء ۲۲

اوکاڑوی حیاتی کے تناقضات ۲۴

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

اوکاڑوی صاحب کا عقیدہ ۲۶
اوکاڑوی صاحب اور اہل حدیث ۲۶
لاڑکانہ سندھ کا مناظرہ ۲۷
تجلیات صفدر ۲۸
داڑھی منڈا دیوبندی مولوی ۲۹
نور العینین ۲۹
علی محمد حقانی ۲۹
محمد ولی درویش دیوبندی ۳۰
درویش اور صحابہ ۳۱
تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ ۳۱
اصل مردود کتاب ۳۳
دیوبندی حضرات اہل سنت نہیں ہیں ۳۳
امام ابوحنیفہ کے باغی ۳۵
علی بن الجعد اور صحیح بخاری ۷۷
اوکاڑوی صاحب جواب دیں ۸۰
نور المصابیح ۸۳
سنت خلفائے راشدین ۹۰
اطراف الاحادیث والآثار ۹۶
فہرست رجال ۹۸
انوار اوکاڑوی کے جواب میں ۱۱۱
امین اوکاڑوی کے پچاس (۵۰) جھوٹ ۱۳۴

❀❀❀

Islamic Research Centre Rawalpindi

پیش لفظ

عرصہ دراز سے دین کے نام پر "اوکاڑوی کلچر" کو فروغ دیا جا رہا ہے، جو کہ ظلمات، تحریفات، اکاذیب اور غلط تاویلات کا پلندا ہے۔ غیر جانبدار عام آدمی بھی اس حقیقت کو محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس گروہ کا مقصدِ حیات عامل بالقرآن والحدیث کی تحمیق و تجہیل، تضلیل و تقبیح اور تمسخر و تشنیع ہے بلکہ اس گروہ کے سرغنہ ماسٹر محمد امین سے تو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی محفوظ نہیں رہے۔

دیکھئے یہی کتاب (ص۲۲) اور حاشیہ تفہیم البخاری (۱/۷۰۳) وغیرہ

زیرِ نظر کتاب کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے "تراویح آٹھ رکعات سنت ہیں۔" کے موضوع پر "نور المصابیح" نامی ایک رسالہ لکھا جو کہ عوام وخواص میں بہت مقبول ہوا۔ اسی رسالہ پر عادت سے مجبور ہو کر اوکاڑوی صاحب نے ہرزہ سرائی کی تو جواب میں استاذ محترم نے اس کے اوہام وفریب کی قلعی اتار کر عوام الناس پر حقیقت حال کو "اوکاڑوی کا تعاقب" کی صورت میں آشکارا کیا۔

اللہ رب العزت استاذ محترم کی اس سعی عظیم کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو ذریعہ ہدایت بنائے۔ (آمین)

حافظ ندیم ظہیر

مدرسہ اہل حدیث حضرو

(۲۹۔جولائی ۲۰۰۴ء)

Islamic Research Centre Rawalpindi

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۃ الکتاب

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الأمین ، أما بعد :

یہ کتاب ''امین اوکاڑوی کا تعاقب'' ایک کھلا خط ہے جسے امین اوکاڑوی صاحب کی زندگی میں ان کی خدمت میں بھیجا تھا مگر وہ اس کتاب کی اصل شرط کے مطابق جواب نہ دے سکے، اب افادۂ عام کے لئے اسے تصحیح و تنقیح کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

اہل حدیث اہل حق ہیں

اوکاڑوی صاحب دن رات، اہلِ حدیث کو غیر مقلدین کہہ کر خوب مذاق اڑایا کرتے اور اہلِ حق: اہلِ سنت والجماعت سے خارج قرار دیتے تھے، جبکہ اس کے سراسر برعکس مفتی کفایت اللہ الدھلوی: دیوبندی (متوفی ۱۹۵۲ء) فرماتے ہیں:

''جواب - ہاں اہلِ حدیث مسلمان ہیں اور اہلِ سنت والجماعت میں داخل ہیں، ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا درست ہے۔ محض ترکِ تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہلِ سنت والجماعۃ سے تارکِ تقلید باہر ہوتا ہے۔ فقط''

(کفایت المفتی ۳۲۵/۱ جواب نمبر: ۳۷۰)

① مفتی کفایت اللہ صاحب مزید لکھتے ہیں:

''غیر مقلدوں کے پیچھے حنفی کی نماز جائز ہے'' (کفایت المفتی ۳۲۷/۱ جواب: ۳۷۳)

② دیوبندیوں کے ممدوح اور تفسیر حقانی کے مؤلف عبدالحق دھلوی صاحب (متوفی ۱۳۳۶ھ) لکھتے ہیں:

''اور اہلِ سنت: شافعی، حنبلی مالکی حنفی ہیں اور اہلِ حدیث بھی ان ہی میں داخل ہیں''

(عقائد الاسلام ص ۳)

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net
Islamic Research Centre Rawalpindi

تنبیہ: یہ کتاب ''عقائدالاسلام'' جناب محمد قاسم نانوتوی، بانی فرقہ دیوبندیہ کی پسند فرمودہ ہے۔ دیکھئے عقائدالاسلام (ص ۲۶۴)

③ دیوبندیوں کے مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب، مودودی صاحب کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہلِ حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلافِ انظار کے پیشِ نظر پانچ مکاتبِ فکر قائم ہو گئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہلِ حدیث۔ اس زمانے سے لیکر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا۔'' (احسن الفتاویٰ ۱/۳۱۶)

④ دیوبندیوں کے پیر عنایت اللہ شاہ گجراتی مماتی اپنے قلم سے مع دستخط لکھتے ہیں:

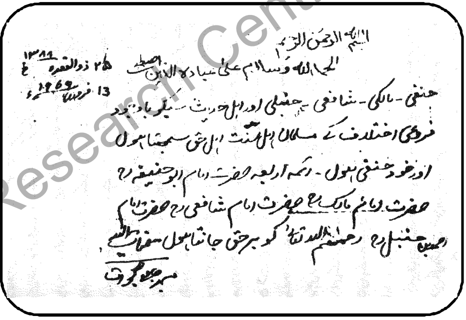
بسم اللہ الرحمن الرحیم
۲۵ ذوالقعدہ ۱۳۸۹ھ
13 فروری ۱۹۷۰ء
الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی
حنفی - مالکی - شافعی - حنبلی اور اہل حدیث سب کو باوجود
فروعی اختلاف کے مسلمان اہل سنت اہل حق سمجھتا ہوں
اور خود حنفی ہوں - ائمہ اربعہ حضرت امام ابو حنیفہ رح
حضرت امام مالک رح حضرت امام شافعی رح حضرت امام
احمد بن حنبل رح رحمہم اللہ تعالیٰ کو برحق جانتا ہوں عفا اللہ عنہ
[illegible]

ان چار گواہیوں سے معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک بھی اہلِ حدیث: اہلِ سنت اور اہلِ حق ہیں۔ والحمدللہ

اوکاڑوی صاحب اور قادیانی باغ

ماسٹر امین اوکاڑوی کے بھائی میاں محمد افضل صاحب لکھتے ہیں:

'' ۱۹۴۹ء میں والد صاحب نے چک نمبر 1/4-R کی رہائش ترک کر دی اور چک 2-L/55 میں اقامت گزیں ہو گئے تا کہ برادر بزرگ مولانا محمد امین صفدرؒ غیر مقلدین سے

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net
Islamic Research Centre Rawalpindi

دور رہیں اور راہ ہدایت پر واپس لوٹ آئیں ۔اس گاؤں میں رہ کر والد صاحب نے چوہدری غلام قادر (قادیانی) کا باغ لگایا اور تقریباً سترہ سال قادیانی کی ملازمت بڑی خودداری اور غیرت اسلامی کے ساتھ کی“

(ماہنامہ الخیر کا امین اوکاڑوی نمبر۔اشاعت خاص،ص ۶۰۹)

محمد اسلم زاہد دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

”مولانا محمد احمد صاحب مظفر گڑھ والے سفر حج کے دوران مفتی سعودی عرب عبدالعزیز بن باز کے کمرہ میں چلے گئے وہ لیٹے ہوئے تھے مولانا نے ان کے نائبین سے دو سوال کئے ، بن باز صاحب جاگ رہے تھے وہ کہنے لگے ان کو نکال دو یہ مولانا محمد امین کا شاگرد معلوم ہوتا ہے مولانا نے دریافت کیا کیا کسی حدیث میں ہے کہ مولانا امین کے شاگرد کو جواب نہیں دینا بن باز کہنے لگے اب تو مجھے پکا یقین ہو گیا ہے کہ یہ محمد امین کا شاگرد ہے اس کو فوراً نکال دو۔“

(امین اوکاڑوی کی علمی مجالس ص ۲۶۱ مطبوعہ: دار الھدی پبلشرز)

اس عبارت سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

① سعودی عرب کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) شیخ الاسلام عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ، اہلِ حدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔

② امین اوکاڑوی صاحب، سعودی علماء کے نزدیک ناپسندیدہ شخصیت تھے۔

دیوبند اور انگریز

سید محمد نذیر حسین محدث دھلوی رحمہ اللہ نے جب انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا (علماء ہند کا شاندار ماضی ۴/۱۷۹، از قلم سید محمد میاں دیوبندی، انگریز کے باغی مسلمان ص ۲۹۳، از قلم جانباز مرزا) اس وقت دیوبندی علماء خانقاہوں اور مدارس میں روپوش تھے، کسی نے بھی جہاد کا فتویٰ نہیں دیا، بلکہ وہ اس کے برعکس انگریزوں کی فوج میں ”خضر علیہ السلام“ کو دیکھ رہے تھے!؟

Islamic Research Centre Rawalpindi

دیوبندیوں کے مولوی فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی نے ایک دن کہا:

''لڑنے کا کیا فائدہ؟ خضر کو تو میں انگریزوں کی صف میں پا رہا ہوں''

(حاشیہ سوانح قاسمی ۲/۱۰۳، وحاشیہ علمائے ہند کا شاندار ماضی ۴/۲۸۰)

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے محمد قاسم نانوتوی و رشید احمد گنگوہی وغیرہما کے بارے میں لکھا ہے:

''اور جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے'' (تذکرۃ الرشید ۱/۷۹)

مہربان سرکار (یعنی انگریزی حکومت) تازیست (یعنی ساری زندگی)

برٹش انڈیا کے لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز پامر نے مدرسہ دیوبند کا معائنہ کیا اور درج ذیل الفاظ لکھے:

''یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد معاون سرکار ہے''

(محمد احسن نانوتوی ص ۲۱۷، تصنیف: محمد ایوب قادری دیوبندی، وفخر العلماء ص ۶۰)

جناب اشرفعلی تھانوی دیوبندی صاحب کے بارے میں بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ ''انگریزی'' حکومت کی طرف سے انھیں چھ سو روپیہ ماہوار ملتا تھا۔

(مکالمۃ الصدرین ص ۹، تقریر شبیر احمد عثمانی، دیوبندی)

اس بات کا تذکرہ، تھانوی صاحب نے الافاضات الیومیہ (۶/۵۶، ملفوظ نمبر: ۱۰۸) میں بھی کیا ہے۔

دیوبند اور ہندو

مدرسہ دیوبند (کی تعمیر) کے لئے جن ہندوؤں نے چندہ دیا تھا بعض کے نام درج ذیل ہیں:

''منشی تلسی رام، رام سہائے، منشی ہردواری لال، لالہ بیجناتھ، پنڈت سری رام، منشی موتی لال، رام لال، سیوارام سوار'' (سوانح قاسمی ۲/۳۱۷)

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

قاری محمد طیب دیوبندی، مہتمم ''دارالعلوم'' دیوبند فرماتے ہیں:

''چنانچہ دارالعلوم کی ابتدائی روداد میں بہت سے ہندوؤں کے چندے بھی لکھے ہوئے ہیں''

(خطبات حکیم الاسلام ۱۴۹/۹)

ایک غیراہلِ حدیث، اور دیوبندیوں کے ممدوح مولوی صاحب نے کرم داس گاندھی کے بارے میں اعلان کیا:

''البتہ یہ جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد میرے اوپر گاندھی جی کا حکم نافذ ہے۔''

(کتاب: شیخ الاسلام حسین احمد مدنی، تصنیف: فرید الوحیدی دیوبندی ص ۳۵۰)

ان دیوبندی ہندو تعلقات کو اس وقت عروج حاصل ہوا جب دیوبند کی صد سالہ تقریب میں آنجہانی اندرا گاندھی کو بطورِ مہمان خصوصی بلایا گیا اور اس نے وہاں تقریر کی۔

دیوبند اور قادیانیت

ایک دفعہ کسی شخص نے جوش میں مرزا غلام احمد قادیانی (کذاب دجال) کو بُرا کہہ دیا تو اشرفعلی تھانوی دیوبندی صاحب بولے:

''یہ زیادتی ہے، توحید میں ہمارا ان کا کوئی اختلاف نہیں، اختلاف رسالت میں ہے اور اس کے بھی صرف ایک باب میں یعنی عقیدۂ ختمِ رسالت میں بات کو بات کی جگہ پر رکھنا چاہیئے''

(سچی باتیں ص ۲۱۳، تصنیف: عبدالماجد دریاباری و ترتیب: حکم ہلال اکبرآبادی)

محمد حسین بٹالوی (اہلِ حدیث) کے مقابلے میں تقلیدی (دیوبندی و بریلوی) حضرات اپنا جو مناظر لائے تھے اس کا نام غلام احمد قادیانی ہے۔

دیکھئے بشیر احمد قادری دیوبندی کی کتاب ''ترکِ تقلید کے بھیانک نتائج'' (ص ۴۷، ۴۸)

محمد قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا'' (تحذیر الناس ص ۸۵)

Islamic Research Centre Rawalpindi

مفتی کفایت اللہ الدھلوی دیوبندی فرماتے ہیں:

''اگر یہ شخص خود مرزائی عقیدہ اختیار کرنے والا ہے یعنی اس کے ماں باپ مرزائی نہ تھے تو یہ مرتد ہے، اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں، لیکن اگر اس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہلِ کتاب کے حکم میں ہے، اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے۔''

(کفایت المفتی ۱/۳۱۴ جواب: ۳۴۹)

ص ۸ پر گزر چکا ہے کہ امین اوکاڑوی صاحب کے والد نے غلام قادر قادیانی کا باغ لگایا تھا اور سترہ سال اس کی ملازمت کی تھی۔

بریلوی اور دیوبندی اختلاف

محمد یوسف لدھیانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

''میرے لئے ''دیوبندی بریلوی اختلاف'' کا لفظ ہی موجب حیرت ہے...... الغرض یہ دونوں فریق اہل سنت والجماعت کے تمام اصول وفروع میں متفق ہیں ...... اس لئے ان دونوں کے درمیان مجھے اختلاف کی کوئی صحیح بنیاد نظر نہیں آتی''

(اختلاف امت اور صراطِ مستقیم ص ۲۵ و ترمیم شدہ ایڈیشن ص ۳۸)

بریلوی و دیوبندی اختلاف کا نقطۂ آغاز اس وقت شروع ہوا جب دیوبندیوں نے امکانِ نظیر (یعنی نبی ﷺ کا ہم مثل ونظیر ممکن ہے!!) کا مسئلہ چھیڑا۔

دیکھئے کتاب ''محمد احسن نانوتوی'' (ص ۹۴)

اسی مسئلے امکانِ نظیر کے لئے متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں مثلاً نانوتوی صاحب کی ''تحذیر الناس''

قاری طیب دیوبندی صاحب اپنا ایک خواب بیان کرتے ہیں جس میں انھوں نے محمد قاسم نانوتوی صاحب کو دیکھا تھا نانوتوی صاحب نے قاری صاحب سے کہا:

''اچھا امکانِ نظیر پر تقریر کرو'' طیب صاحب نے کہا: ''میں بہت تیزی سے فر فر تقریر کرنے لگا''

(مجالس حکیم الاسلام ص ۳۵ و اکاذیب آلِ دیوبند ص ۱۳۱)

Islamic Research Centre Rawalpindi

ایک سوال کے جواب میں اشرفعلی تھانوی صاحب دیوبندی لکھتے ہیں:

''آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے، کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے'' (حفظ الإیمان ص ۱۳، دوسرا نسخہ ص ۱۱۶)

نیز دیکھئے الشہاب الثاقب (ص ۹۸)

اس گستاخانہ عبارت اوراس قسم کی دوسری عبارات کی وجہ سے احمد رضا خان بریلوی صاحب اوران کے متبعین سخت مشتعل ہوئے اور دیوبندیوں پر (کفرکا) فتویٰ لگادیا۔

مولوی محمد امجد بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

''وہ چند باتیں جو حال میں وہابیہ نے اللہ عزوجل اور نبی ﷺ کی شان میں بکی ہیں غیر مقلدین سے ثابت نہیں......'' (بہار شریعت حصہ اول ص ۴۷ پسند کردہ احمد رضا خان بریلوی صاحب)

اوکاڑوی صاحب نے بھی رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کر رکھی ہے۔ دیکھئے (ص ۲۲)

تنبیہ: محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب نے ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ کو محمد نعیم ملتانی (دیوبندی) کو اپنی کتاب ''تجلیاتِ صفدر'' کی اشاعت کا اجازت نامہ لکھ کر دے دیا۔

(دیکھئے تجلیاتِ صفدر ۱/۲۹)

اوکاڑوی صاحب کے چاروں بیٹوں اور بیگم صاحبہ نے بھی اشاعت نامہ محمد نعیم کو دے دیا۔

(تجلیاتِ صفدر ۱/۳۰)

سندھ کا مناظرہ

اوکاڑوی صاحب سے مناظرہ کرنے کے لئے میں، لاڑکانہ سندھ گیا تھا مگر وہ سکھر بھاگ گئے تھے دیکھئے ''اوکاڑوی کا تعاقب'' (ص ۲۷، ۲۸) مناظرے والے دنوں میں

Islamic Research Centre Rawalpindi

جس شرائط نامے پر فریقین کے دستخط ہوئے تھے اس کا عکس درج ذیل ہے:

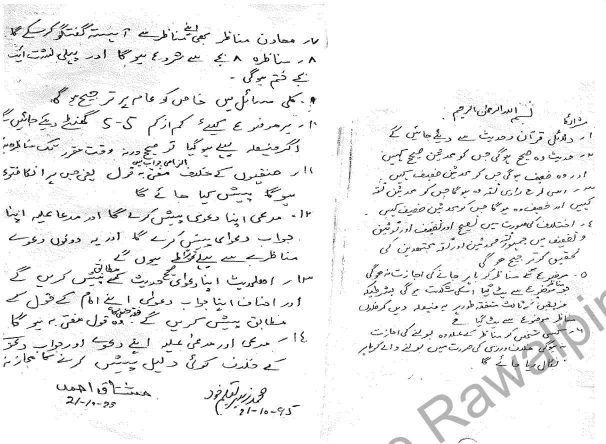
بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرائط

۱۔ دلائل قرآن وحدیث سے دیئے جائیں گے
۲۔ حدیث وہ صحیح ہوگی جس کو محدثین صحیح کہیں اور وہ ضعیف ہوگی جس کو محدثین ضعیف کہیں
۳۔ اسی طرح راوی ثقہ وہ ہوگا جس کو محدثین ثقہ کہیں اور ضعیف وہ ہوگا جس کو محدثین ضعیف کہیں۔
۴۔ اختلاف کی صورت میں تصحیح اور تضعیف اور توثیق و تضعیف میں جمہور ثقہ محدثین اور ثقہ مجتہدین کی تحقیق کو ترجیح ہوگی
۵۔ موضوع سے مناظر کو باہر جانے کی اجازت نہ ہوگی جو مناظر موضوع سے ہٹ گیا اسکی شکست ہوگی بشرطیکہ فریقین کے ثالث متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیں کہ فلاں مناظر موضوع سے ہٹ گیا ہے
۶۔ کسی شخص کو مناظر کے علاوہ بولنے کی اجازت نہ ہوگی خلاف ورزی کی صورت میں بولنے والے کو باہر نکال دیا جائے گا

۷۔ معاون مناظر بھی اپنے مناظر سے آہستہ گفتگو کرسکے گا
۸۔ مناظرہ ۸ بجے سے شروع ہوگا اور پہلی نشست ایک بجے ختم ہوگی۔
۹۔ عملی مسائل میں خاص کو عام پر ترجیح ہوگی۔
۱۰۔ ہر موضوع کیلئے کم از کم 5-5 گھنٹے دیئے جائیں گے اگر فیصلہ پہلے ہوگیا تو صحیح ورنہ وقت مقرر تک مناظرہ ہوگا
۱۱۔ حنفیوں کے خلاف مفتی بہ قول یعنی جس پر انکا فتویٰ ہوگا پیش کیا جائے گا الزامی جواب میں
۱۲۔ مدعی اپنا دعویٰ پیش کرے گا اور مدعا علیہ اپنا جواب دعوای پیش کرے گا اور یہ دونوں دعوے مناظرے سے پہلے تحریراً طے ہوں گے
۱۳۔ اہلحدیث اپنا دعوای صحیح حدیث کے مطابق پیش کریں گے اور احناف اپنا جواب دعوای اپنے امام کے قول کے مطابق پیش کریں گے۔ وہ قول فقہ حنفیہ میں مفتی بہ ہوگا
۱۴۔ مدعی اور مدعی علیہ اپنے دعوے اور جواب دعویٰ کے خلاف کوئی دلیل پیش کرنے کا مجاز نہ

مشتاق احمد
21-10-95

محمد زبیر تعلیم خود
21-10-95

جو اشخاص فی الفور اہل حدیث ہوئے تھے ان کی دستخطی تحریر درج ذیل ہے:

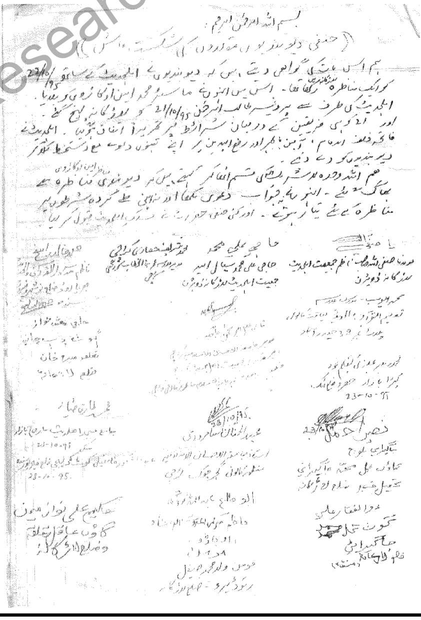
بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حنفی دیوبندیوں مقلدوں کی شکست فاش)

ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ دیوبندیوں نے اہلحدیث کے ساتھ 22/10/95 کو ایک مناظرہ رکھا تھا۔ اس میں انہوں نے ماسٹر محمد امین اوکاڑوی کو بلایا۔ اہلحدیث کی طرف سے پروفیسر طالب الرحمن 21/10/95 کو ...... پہنچ گئے۔ اور 21 کو ہی فریقین کے درمیان شرائط پر تحریراً اتفاق ہوا۔ اہلحدیث نے فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر اور رفع الیدین پر اپنے تینوں دعوے مع دستخط تحریر دیوبندیوں کو دے دئیے۔

ہم اللہ وحدہ لاشریک کی قسم اٹھا کر کہتے ہیں کہ دیوبندی مناظرہ امین اوکاڑوی مناظرہ سے بھاگ گئے۔ انہوں نے جواب دعویٰ لکھا اور نہ ہی طے شدہ شرائط پر مناظرہ کے لئے تیار ہوئے۔ [illegible]

Islamic Research Centre Rawalpindi

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت اہلحدیث لاڑکانہ اور احناف دیوبند لاڑکانہ کے درمیان 7/9/95
کو فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر اور رفع یدین پر مناظرہ ہونا طے پایا تھا جس کے
لئے 22/10/95 کی تاریخ مقرر کردی گئی۔ اہلحدیث کی طرف سے پروفیسر طالب الرحمٰن اور
حافظ زبیر علیزئی حضرو والے 21/10/95 کو لاڑکانہ پہنچ گئے۔ حنفیوں نے ماسٹر محمد
امین اوکاڑوی کو مناظرہ کرنے کے لئے بلایا تھا۔ فریقین کے درمیان جب شرطیں طے ہو گئیں
اور ان پر دونوں فریقوں (اہلحدیث اور دیوبندی) کے صدر مناظر کے دستخط ہو گئے تو دیوبندیوں
نے تینوں مسائل پر دعوے مانگے اہلحدیثوں نے دعوے تحریر کر دئیے۔ اس کے بعد
دیوبندی بھاگ گئے اور نہ دعویٰ لکھا اور نہ اپنی دستخط شدہ شرطوں پر مناظرہ کے لئے
تیار ہوئے۔ تو درج ذیل اشخاص نے اہلحدیث ہونے کا اعلان کیا۔

ہم آج 22/10/95 کو اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے مسلک اہلحدیث کے
دلائل سن لئے ہیں۔ اور یہ دیکھ لیا ہے کہ یہی مسلک حق ہے اور دیوبندی حضرات
جھوٹے ہیں اور مناظرہ سے بھاگ گئے ہیں۔ لہٰذا ہم آج سے اپنے اہلحدیث ہونے
کا باقاعدہ اعلان کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں ثابت قدم رکھے۔ آمین۔

(۱) مختیار علی بروہی ولد نور الدین بروہی تعلق قمبر شہداد کوٹ
ضلع لاڑکانہ، تحصیل قمبر علی خان۔ MA Barohi

(۲) [illegible] جاگیرانی گاؤں [illegible] لاڑکانہ

(۳) حاجی محمد عظیم جاگیرانی [illegible] — حاجی محمد عظیم

(۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ غیر مقلد مناظر نے مناظرہ سے پہلے ہی تسلیم کر لیا کہ امام کے پیچھے الحمد کا
پڑھنا واجب نہیں اور صرف سورت فاتحہ پر مقتدی کو فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی
یہ قرآن پاک میں بالکل نہیں ہے۔ اب ہم اپنا مسئلہ ان شاء اللہ العزیز قرآن پاک
سے ثابت کر دیں گے۔ اور جب تک قرآن پاک سے مسئلہ حل ہو سکے کسی اور طرف
جانے کی ضرورت نہیں۔ (۲) حدیث کی صحت اور ضعف کے بارہ میں غیر مقلد مناظر
پوری کوشش کے ساتھ بحوالہ اس کو دبا رہا ہے جب آپ کے ہاں دلیل صرف اللہ تعالیٰ
اور نبی پاک کا ارشاد ہے تو آپ کو حدیث کا صحیح ہونا دلیل سے ہی ثابت کرنا پڑے گا
آپ نے اس کو کیوں اس لکھ ایک طرف قرآن حدیث کی توہین کی ہے دوسرے یہ تسلیم
کر لیا ہے کہ ہمارا مسئلہ صرف قرآن حدیث سے ثابت نہیں ہو سکتا اور ساتھ یہ
بھی تسلیم کر لیا ہے کہ قرآن نے ہمیں خاص اس مسئلہ میں یتیم کر دیا ہے وہ ہمارے سر پہ
ہاتھ رکھنے کو تیار نہیں۔ اسی طرح غیر مقلد دوسرے دو مسائل میں آمین منفرد، مقتدی
اور امام اور رفع یدین کا دعویٰ نفی کا دعویٰ اثبات دوام کی صراحت جو نہ کر سکا وہ
بے نماز اور حدیث کو دلیل نہیں اللہ رسول کے ارشاد سے صحیح ثابت کرنا۔ اس کا جواب
نہیں ملا۔ فقط محمد امین صفدر عفا اللہ عنہ
21-10-95

Islamic Research Centre Rawalpindi

آٹھ تراویح اور اکابر دیوبند

حنفیوں و دیوبندیوں کے اکابرین نے یہ تسلیم کیا ہے کہ آٹھ رکعات تراویح سنت ہیں، مثلاً:

① ابن ہمام حنفی (فتح القدیر و براہین قاطعہ ص ۸)

② طحطاوی حنفی (حاشیہ علی الدر المختار ۱/۲۹۵)

③ احسن نانوتوی (حاشیہ کنز الدقائق ص ۳۶)

④ عبدالشکور لکھنوی (علم الفقہ ص ۱۹۸)

⑤ خلیل احمد سہارنپوری (براھین قاطعہ ص ۱۹۵)

میں نے قیام رمضان (تراویح) کے مسئلے پر ایک مضمون ''نور المصابیح'' لکھا تھا، جسے اس کتاب کے آخر میں لگا دیا گیا ہے۔ (ص ۸۳) والحمد للہ

آخر میں احادیث و آثار اور اسماء الرجال کی فہرست بھی لگا دی ہے۔

اکاذیب اوکاڑوی

راقم الحروف نے امین (اوکاڑوی) صاحب کے بہت سے اکاذیب (جھوٹ) جمع کر رکھے ہیں جن میں سے بعض اسی کتاب میں درج ہیں دیکھئے ص ۲۲، ان شاء اللہ ان اکاذیب میں سے بعض کو ''اکاذیب آلِ دیوبند'' میں جمع کر دیا جائے گا تا کہ اوکاڑوی صاحب کا اصلی چہرہ لوگوں کے سامنے واضح ہو جائے۔

نیز [امین اوکاڑوی کے پچاس جھوٹوں کے لئے] دیکھئے یہی کتاب صفحہ ۱۳۲۔۱۶۰

﴿ وما توفیقی اِلا باللّٰہ ط علیه توکلت واِلیه اُنیب ﴾

وما علینا إلا البلاغ

حافظ زبیر علی زئی

(۲۲/ جولائی ۲۰۰۴ء)

مدرسہ اہل الحدیث حضرو، ضلع اٹک

Islamic Research Centre Rawalpindi

جواب الجواب

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علىٰ رسوله الأمین ، أما بعد :

راقم الحروف نے تعدادِ رکعاتِ قیامِ رمضان کے سلسلے میں چند مضامین لکھے تھے جنھیں بعد میں کتابی شکل میں شائع کر دیا۔اس اشاعت کا محرک ایک عامی مسعود احمد خان اور ''قاری'' چن محمد دیوبندی غلام خانی تھے۔ان دونوں نے تو خاموشی میں ہی اپنی نجات سمجھی مگر اوکاڑوی باسی کڑھی میں اُبال آیا تو محرّفِ آلِ دیوبند نے توڑ موڑ، کذب وافتراء، شعبدہ بازی اور قلابازیوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے بعض عبارات کا جواب دیوبندی رسالہ ''الخیر ملتان'' میں شائع کر دیا۔

محمد عمران صاحب لاہوری، سابق دیوبندی وحال اہلِ حدیث نے یہ مضمون فراہم کیا تو راقم الحروف نے آلِ دیوی بند کے تمام مضمون کو متن میں درج کر کے اس کا مکمل ومسکت جواب لکھا اور چیلنج کیا کہ ''اب آپ کوشش کریں کہ اوکاڑوی صاحب میرے اس مضمون اور کتاب کا مکمل جواب دیں۔اگر وہ انھیں متن میں رکھ کر مکمل جواب نہیں دیں گے تو اُن کے جواب کو باطل وکالعدم سمجھا جائے گا'' (اوکاڑوی کا تعاقب قلمی ص ۵۰ مطبوع ص ۸۲)

چونکہ میرے جوابی مضمون میں آلِ دیوی بند کی موت تھی لہٰذا اوکاڑوی صاحب نے اس شرطیہ عبارت کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے مضمون کے بعض حصوں کا خود ساختہ خلاصہ نکال کر ''الخیر'' جون، جولائی اور اگست ۲۰۰۰ء میں شائع کر کے یہ ثابت کر دیا کہ آلِ دیوبند کا جواب ''باطل وکالعدم'' ہے۔والحمد للہ

راقم الحروف نے مجموعہ رسائل اوکاڑوی، وغیرہ سے ثابت کیا کہ اوکاڑوی گستاخِ رسول ہے۔اوکاڑوی صاحب نے اس گستاخی کو بالواسطہ تسلیم کر کے ذمہ داری ناشر پر ڈال دی اور

Islamic Research Centre Rawalpindi

لکھا کہ ''اب یہ رسائل دوسرے ناشر کو دیئے جارہے ہیں ۔ وہ اغلاط کی تصحیح کے بعد شائع کرے گا'' (الخیر۔ جولائی ۲۰۰۰ء ص ۴۱)

حالانکہ یہ عبارت ''غیر مقلدین کی غیر مستند نماز'' نامی اوکاڑوی رسالہ میں بھی موجود ہے ۔ اوکاڑوی صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث منسوب کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: '' **لا جمعة إلا بخطبة** '' (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۶۹)

راقم الحروف نے جب اس حدیث کا مطالبہ کیا تو اوکاڑوی صاحب نے امام زہری رحمہ اللہ کا قول: ''بلغني'' سنا دیا۔ (الخیر۔ ایضاً ص ۴۱)

معلوم ہوا کہ امام زہری رحمہ اللہ آلِ دیوبند کے رسول اقدس ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

تناقضات کے سلسلے میں آلِ دیوبند نے لکھا ہے کہ

''کسی کو کہتے ہیں کہ جھوٹ بولتا ہے۔ بالفرض ایسا ہو تو میرا ذاتی گناہ ہوگا'' (ایضاً ص ۴۲)

اس ذاتی گناہ سے معلوم ہوا کہ مذہبِ اوکاڑوی باطل ہے کیونکہ مذہب کا بانی ہی بہ اعترافِ خود کذب کا گنہ گار ہے تو اس مذہب کا کیا انجام ہے (یا کیا انجام ہوگا)؟

تناقضات میں سے عطاء بن ابی رباح اور ام یحییٰ کے بارے میں یہ تحریف کی کہ یہ الزامی جوابات ہیں مگر ابن ابی لیلیٰ کے سلسلہ میں مکمل خاموشی برتی ہے ۔ یاد رہے کہ اوکاڑوی صاحب کی محولہ عبارات میں الزامی جواب کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ لاڑکانہ کے مناظرہ سے اوکاڑوی صاحب اور ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب دم دبا کر بھاگ گئے تھے۔ اس کے برعکس آلِ دیوبند نے لکھا ہے کہ: ''یہ دستخط بھی نہ کر سکے اور بھاگ اُٹھے'' (الخیر ص ۴۳)

آلِ دیوبند نے میری بہت سی عبارات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مثلاً:

1. ابن ابی لیلیٰ (اوکاڑوی کا تعاقب/مخطوط ص ۴، طبع جدید ص ۲۵، ۲۶)
2. سیلانی بزرگ سید شمس الحق شاہ صاحب (ص ۵، جدید ص ۲۶)
3. کشف (ص ۵، جدید ص ۲۶)
4. ان محدثین کا ظلم سنو (ص ۵، جدید ص ۲۶)

Islamic Research Centre Rawalpindi

⑤ اوکاڑوی کا داماد (طبع جدید ص ۲۶، ۲۷)

⑥ سندھی اور بلوچ جو اہلِ حدیث ہوئے (ص ۶، جدید ص ۲۷، ۲۸)

⑦ تقلید اور روافض (ص ۶، جدید ص ۲۸)

⑧ داڑھی منڈا مولوی (ص ۷، جدید ص ۲۹)

⑨ نور العینین (ص ۷، جدید ص ۲۹)

⑩ علی محمد حقانی، دیوبندی (ص ۸، جدید ص ۲۹)

⑪ درویش دیوبندی (ص ۸، جدید ص ۳۰) وغیرہ

کل (قلمی) مضمون کے پچاس صفحات ہیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اوکاڑوی، آلِ دیوبند کا جواب الجواب باطل اور کالعدم ہے۔ والحمد للہ

آلِ دیوبند نے اپنے رسائل ومضامین میں ''جامع مانع تعریف'' کا بار بار مطالبہ کیا ہے، عرض ہے کہ پہلے آپ اپنے مزعوم امام ابوحنیفہ سے ''جامع مانع تعریف'' کی تعریف ثابت کردیں، دیدہ باید!

امام ابن مہدی کے قول: ''معرفتِ حدیث الہام ہے'' کا مطلب (ہے): خالص پیشہ ورانہ تجربہ ہے جس کی بدولت ایک جوہری وصراف فی البدیہ طور پر جواہر یا زیورات کے بارے میں اصلی یا جعلی ہونے کا فیصلہ کردیتا ہے۔ اس سے دیوبندیوں، صوفیاء اور دیگر مبتدعین کا الہام وکشف مراد نہیں جس سے ''وہ غیب کی خبریں'' اور قصص مکذوبہ تراش لیتے ہیں۔

(دیوبندیوں کے کشف والہام کے لئے) دیکھئے تجلیات صفدر (ج ۱ ص ۱۰، ۱۱، ۱۳) وغیرہ

آخر میں آلِ دیوبند کے تازہ مضمون کے چند اکاذیب وافتراءات پیش خدمت ہیں:

① ''چنانچہ آپ ﷺ کی پیشین گوئی الآیات بعد المأتین کے مطابق تیرھویں صدی میں کچھ لوگ مادر پدر آزاد گئے'' (الخیر، جون ۲۰۰۰ء ص ۴۰)

② ''ان میں ایک شخص محمد جونا گڑھی نامی ہوا تو یہ اس کی طرف نسبت کرکے محمدی کہلانے لگے'' (ایضاً ص ۴۰)

Islamic Research Centre Rawalpindi

③ ''مارکر کے ساتھ ہر صفحہ پر چند سطریں لکھی ہیں'' (ایضاً ص ۴)

④ ''ایک بڑا گاؤں تھا'' (ایضاً ص ۴۱)

⑤ ''انور شاہ، مفتی رشید احمد، ابن تیمیہ، عبدالحئ لکھنوی، وحید الزمان ...... وغیرہ کے اقوال کو بطورِ دلیل پیش کیا ہے۔'' (ص ۴۴) رد کے لئے دیکھئے اوکاڑوی کا تعاقب ص ۵۲، ۵۳

⑥ ''تمام فقہاء کرام کو کذاب، دجال......لکھ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے'' (ایضاً ص ۴۴)

⑦ ''لاڑکانہ سے بھاگا'' (ایضاً ص ۴۸)

⑧ ''پہلے تقلید کی بحث چھیڑی'' (ایضاً ص ۴۸)

⑨ ''صادق سیالکوٹی (جو آپ کے رسول ہیں'' (الخیر: اگست ۲۰۰۰ء ص ۳۸)

⑩ ''علامہ سیوطی خود ایک ہی امام، امام شافعی کے مقلد ہیں'' (ایضاً ص ۴۱)

غرض اس قسم کے اکاذیب وافتراءات آلِ دیوبند کی تحریروں اور تقریروں میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ دیوبندی مذہب کے بانی محمد قاسم نانوتوی صاحب اعتراف کرتے ہیں کہ ''میں سخت نادم ہوا اور مجھ سے بجز اس کے کچھ بن نہ پڑا کہ میں جھوٹ بولوں لہٰذا میں نے جھوٹ بولا اور صریح جھوٹ میں نے اسی روز بولا تھا''

(ارواح ثلاثہ ص ۲۹۰ حکایت نمبر ۳۹۱، معارف الاکابر ص ۲۶۰)

نومولود دیوبندی مذہب کے دوسرے رکن رکین رشید احمد گنگوہی صاحب علی الاعلان لکھتے ہیں کہ ''جھوٹا ہوں، کچھ نہیں ہوں'' (مکاتیبِ رشیدیہ ص ۱۰، فضائل صدقات حصہ دوم ص ۵۵۶)

یاد رہے کہ گنگوہی صاحب نے خواب میں نانوتوی صاحب سے نکاح کر لیا تھا۔جس طرح زن وشوہر کو ایک دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے انھیں بھی ایک دوسرے سے فائدہ پہنچا۔ دیکھئے تذکرۃ الرشید (ج ۲ ص ۲۸۹)

اس خواب کی عملی تعبیر کے لئے دیکھئے حکایات اولیاء (ص ۳۰۷، حکایت نمبر: ۳۰۵)

وما علینا إلا البلاغ

حافظ زبیر علی زئی حضرو ضلع اٹک (۵/۹/۲۰۰۰)

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اوکاڑی کا تعاقب

إن الحمد للّٰه نحمده و نستعينه ، من يهده اللّٰه فلا مضل له ، و من يضلل فلا هادي له ، و أشهد أن لا إله إلا اللّٰه وحده لا شريك له ، و أن محمدًا (ﷺ) عبده و رسوله ، أما بعد :فإن خير الحديث كتاب اللّٰه و خير الهدي هدي محمد(ﷺ) ، و شر الأمور محدثاتها ، و كل بدعة ضلالة.

برادرم محمد عمران صاحب حفظہ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا جس میں دیوبندی رسالہ ''الخیر'' میں ماسٹر محمد امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی حیاتی کا مضمون ''نمازِ تراویح کا تحقیقی جائزہ'' بھی منسلک ہے۔

میں آج کل سنن نسائی پر مختصر تحقیقی حاشیہ (عمدۃ المساعی فی تحقیق سنن النسائی) لکھنے میں مصروف ہوں تاہم آپ کی درخواست پر حیاتی صاحب کے مضمون کا مختصر و جامع جواب پیشِ خدمت ہے:

امین اوکاڑوی کا تعارف

(ماسٹر محمد) امین صفدر (اوکاڑوی) حیاتی دیوبندیوں کے مناظر اور ''مجموعہ رسائل'' کے مصنف کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں، راقم الحروف کے ایک دوست (طالب الرحمٰن صاحب) کا ان سے کوہاٹ (صوبہ سرحد) میں مناظرہ ہوا تھا جس کے نتیجہ میں مناظرہ کرانے والا دیوبندی سلطان نامی اہل حدیث ہوگیا تھا، والحمدللہ۔ سندھ والے مناظرہ کی تفصیل آگے آرہی ہے (ان شاء اللہ) راقم الحروف نے اپنی شدید مصروفیات سے وقت نکال کر حیاتی صاحب کے ''مجموعہ رسائل'' اور ''تجلیات صفدر'' نامی کتاب کا مطالعہ کیا ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi

گستاخِ رسول

ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ "اگر (کالا) کتا سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔" (مسلم ۱/۱۹۷ ح ۵۱۰)

اس حدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے اوکاڑوی حیاتی لکھتا ہے کہ

"لیکن آپؐ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی، اور ساتھ گدھی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی"

(غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ص ۴۳، و مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۵۰، حوالہ نمبر: ۱۹۸)

رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نماز کی حالت میں، کتیا اور گدھی کی شرمگاہوں پر نظر ڈالنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتِ اقدس پر (اوکاڑوی کا) بہت بڑا افتراء ہے۔

جب ایک عام آدمی کا خیال اس طرف نہیں جاتا تو یہ کس طرح جرأت کی جا سکتی ہے کہ معاذ اللہ: خیر البشر، خاتم النبیین، رحمت للعالمین محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان جانوروں کی شرمگاہوں پر نظر ڈالتے تھے یا آپ کی نظر پڑ جاتی تھی۔ **معاذ اللہ، أستغفر اللہ**

الالعنة اللّٰہ علی الظالمین

اوکاڑوی حیاتی کا کذب وافتراء

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

"رسولِ اقدسؐ نے فرمایا ہے: "**لا جمعة اِلا بخطبة**" خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔"

(صلوٰۃ الرسول پر ایک نظر ص ۱۷، و مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۶۹)

حالانکہ ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیثِ مرفوع کسی کتاب میں بھی نہیں ہے۔

والمتهم به الأوكاروي وهو الذي وضعه

[اس حدیث کو گھڑنے میں اوکاڑوی متہم ہے۔]

حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ نے سنن دارقطنی، مستدرک الحاکم اور السنن الکبریٰ للبیہقی

Islamic Research Centre Rawalpindi

سے جناب (سیدنا) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ''آمین بالجہر'' کے بارے میں نقل کی ہے۔ (دیکھئے) اہل حدیث کے امتیازی مسائل (ص ۳۷) ورفع یدین اور آمین (ص ۲۱)

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ دارقطنی نے کہا ہے: اس کی سند اچھی ہے، اسے حاکم نے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور بیہقی نے حسن کہا ہے۔ (ملخصاً)

مناظرِ دیوبندیت اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

''حالانکہ نہ ان تین کتابوں میں یہ حدیث ہے، نہ ہی ان لوگوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔''

(غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ص ۲۷، مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۳۵، درذیل نمبر: ۱۰۰)

اس پر ''مناظر'' صاحب نے ''غیر مقلدین کا عجیب فراڈ'' عنوان باندھا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث ان تینوں کتابوں میں موجود ہے:

① سنن الدارقطنی مع التعلیق المغنی (ج ۱ ص ۳۳۵، ح ۷، باب التأمين في الصلوة بعد فاتحة الكتاب والجهر بها، مطبوعہ ''دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور پاکستان'')

سنن دارقطنی (ج ۱ ص ۳۲۹ حدیث: ۱۲۵۹، مطبوعہ: عباس احمد الباز۔ مکہ المکرّمہ)

اس حدیث کے بارے میں امام دارقطنی نے فرمایا: **'' هذا إسناد حسن''**

سنن دارقطنی کے محقق نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔

② المستدرک للحاکم (ج ۱ ص ۲۲۳ وقال: **'' صحيح على شرط الشيخين '' إلخ** ووافقہ الذہبی مطبوعہ: ''دار الکتب العربی، بیروت لبنان'')

③ السنن الکبریٰ للبیہقی

(ج ۲ ص ۵۸، ونقل عن الدارقطنی قال: **'' هذا إسناد حسن ''** مطبوعہ: دار المعرفۃ بیروت لبنان)

یہ روایت صحیح ابن حبان میں بھی موجود ہے۔ (موارد الظمآن ج ۲ ص ۱۷۶، ۱۷۷ ح ۴۶۲)

اس کتاب کے عرب محققین (یا محقق) نے اس حدیث کے حاشیہ پر لکھا ہے:

'' إسناد حسن '' یہ روایت صحیح ابن خزیمہ (ج ۱ ص ۲۸۷ ح ۵۷۱) میں بھی موجود ہے۔

اسے ابن قیم نے بھی صحیح کہا ہے۔ (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۳۹۷)

Islamic Research Centre Rawalpindi

قارئین کرام!

اوکاڑوی صاحب سے پوچھیں کہ کیا اُن کے پاس سُرمہ نہیں ہے؟ انھیں چاہئے کہ آنکھوں میں سرمہ بھی ڈالیں اور ماہر امراضِ چشم کے پاس بھی جائیں تاکہ انھیں یہ حدیث نظر آسکے۔ چوری بھی کر رہے ہیں اور اس پر سینہ زوری بھی کر رہے ہیں۔

تنبیہ:

اس حدیث کے ایک راوی اسحاق بن ابراہیم الزبیدی پر جرح مردود ہے جس کی تفصیل راقم الحروف کی مطبوعہ کتاب ''القول المتين في الجهر بالتأمين'' میں ہے۔ (ص ۲۹، ۳۰) حافظ روپڑی رحمہ اللہ نے بھی مذکور کتاب ''رفع یدین اور آمین'' کے ص ۲۲ پر اس جرح کا جواب دیا ہے۔ مختصراً عرض ہے کہ ابوداود اور محمد بن عوف (رحمہما اللہ) سے جرح کا صدور ہی ثابت نہیں ہے، ان سے جرح کا راوی ابوعبید محمد بن علی بن عثمان الآجری ہے جس کے حالات نامعلوم ہیں، سوالات آجری کے محقق کو بھی اس کے حالات نہیں ملے۔ (ص ۴۱) آجری کا شاگرد، محمد بن عدی بن زحر المنقری، سوالات کا راوی ہے (ص ۷۸) اس کے حالات بھی نامعلوم ہیں۔ مجہول کی نقل کردہ جرح کو جمہور محدثین کی توثیق کے مقابلے میں پیش کرنا اوکاڑوی جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کی جرح کا بھی صحیح و ثابت حوالہ مطلوب ہے لہٰذا بعض لوگوں کا محمد بن عوف وغیرہ سے غیر ثابت جرح کی بنیاد پر امام حاکم و ذہبی و دارقطنی وغیرہم پر تنقید کرنا عجیب ہے۔ (سامحه الله، أي الشيخ ناصر الدين الألباني رحمه الله فى الصحيحة ج ١ ص ٧٥٤ ح٤٦٤)

اوکاڑوی حیاتی کے تناقضات

① ایک جعلی و موضوع مناظرے کا تذکرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب نے کہا:

''میں نے کہا سرے سے یہ ہی ثابت نہیں کہ عطاء کی ملاقات دوسو صحابہ سے ہوئی ہو اور یہ تو بالکل ہی غلط ہے کہ ابن زبیرؓ کے وقت تک کسی ایک شہر میں دوسو صحابہ

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

موجود ہوں'' (تحقیق مسئلہ آمین ص ۴۴ ومجموعہ رسائل ج ۱ص ۱۵۶، تاریخ اشاعت، اکتوبر ۱۹۹۱ء)

یہاں مسئلہ آمین بالجہر کا تھالہٰذا عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی زیارتِ صحابہ پر جرح کر دی، جب اس کتاب میں فاتحہ فی الجنازہ کا مسئلہ آیا تو اوکاڑوی صاحب کا قلم لکھنے لگا کہ

''مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے، حضرت عطاء بن ابی رباح یہاں کے مفتی ہیں۔ دوسو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے''

(نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی شرعی حیثیت ص ۹ ومجموعہ رسائل ج ۱ص ۲۶۵ طبع قدیم)

ایک جگہ ملاقات کا انکار کررہے ہیں اور دوسری جگہ ملاقات کرا رہے ہیں۔ سبحان اللہ! وادی تناقض وتعارض میں مناظرِ دیوبندیت کا کتنا اونچا مقام ہے۔!

② ایک روایت پر اوکاڑوی صاحب جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''اور ام یحییٰ مجہولہ ہیں'' (نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا ص ۱۰، ومجموعہ رسائل ج ۱ص ۳۴۶)

جبکہ اسی ام یحییٰ کی روایت سے (دوسرے مقام پر) استدلال کرتے ہیں۔

(مرد اور عورت کی نماز میں فرق ص ۳۵، ومجموعہ رسائل ج ۱ص ۳۲۲ بحوالہ کنز العمال ج ۷ص ۳۰۷)

ہمارے نسخہ میں یہ روایت کنز العمال ج ۷ص ۴۳۱ ح ۱۹۶۴۰ پر بحوالہ طبرانی موجود ہے۔ المعجم الکبیر للطبرانی میں (ج ۲۲ص ۱۹، ۲۰) اور مجمع الزوائد (ج ۲ص ۱۰۳، ج ۹ص ۳۷۴) میں یہ روایت موجود ہے۔

ان کتابوں میں '' تجعل '' کا لفظ ہے جسے اوکاڑوی ٹکسال میں '' ترفع '' بنادیا گیا ہے اور اس کا ترجمہ بھی ''اٹھائے'' لکھا ہے۔

③ اوکاڑوی صاحب نے اپنی مرضی کے خلاف ایک حدیث کی سند کے راوی محمد بن ابی لیلیٰ کو ''ضعیف'' لکھا ہے۔ (صلوٰۃ الرسول پر ایک نظر ص ۱۲، ومجموعہ رسائل ج ۲ص ۱۶۴ نمبر ۳۹)

یاد رہے کہ کاتب کی غلطی سے ''محمد بن ابی یعلی'' چھپ گیا ہے حالانکہ (سنن) ابن ماجہ میں ابن ابی لیلیٰ ہی ہے۔

اس کے برخلاف (دوسرے مقام پر) اپنی مرضی کی (ایک) حدیث پیش کی ہے جس

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

میں یہی ابن ابی لیلیٰ ہے۔ (تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۶، ۷، ومجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۸۲، ۱۸۳)
اصل مقصد اپنے فرقہ دیوبندیت کی حمایت ہے اور بس!

اوکاڑوی صاحب کا عقیدہ

وسیلہ، دنیاوی حیات النبی وسماع موتی کے علاوہ اوکاڑوی صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ

"ایک سیلانی بزرگ سید شمس الحق شاہ صاحب قدس سرہ جو فاضل دیوبند تھے تشریف لائے......فرمایا: ولی محمد! (اوکاڑوی صاحب کے والد) گھبراؤ نہیں تم اللہ کے فضل وکرم سے سات بیٹوں کا منہ دھوو گے......میرے بعد چھ بھائی پیدا ہوئے اور والد صاحب رحمہ اللہ نے واقعی سات بیٹوں کا منہ دھویا"

(تجلیات صفدر ج ۱ ص ۱۰)

"حضرت اقدس رحمہ اللہ نے بڑے پیار سے میرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: ولی محمد! یہ لڑکا مولوی بنے گا مناظر بنے گا" (ایضاً ص ۱۱)

آگے صفحہ ۱۳ پر احمد علی لاہوری صاحب کے "کشف" کا ایک موضوع واقعہ لکھا ہے۔

(ایضاً ص ۱۳)

اوکاڑوی صاحب اور اہلِ حدیث

اوکاڑوی صاحب دن رات اہل الحدیث کو سب وشتم کرتے رہتے ہیں، ان کے "مستند رہنما" زاہد کوثری نے امام شافعی، امام احمد وغیرہما ائمہ حدیث بلکہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ پر شدید تنقید کر رکھی ہے جس کی تفصیل تانیب، ترحیب، التنکیل اور اللمحات الیٰ مافی انوار الباری من الظلمات میں موجود ہے۔

زکریا صاحب تبلیغی حیاتی دیوبندی، محدثین پر نیش زنی کرتے ہوئے "فرماتے" ہیں:

"ان محدثین کا ظلم سنو" (تقریر بخاری ج ۳ ص ۱۰۴ مطبوعہ مکتبۃ الشیخ کراچی)

میں جب اوکاڑہ گیا تو میں نے امین اوکاڑوی صاحب کے کلین شیو داماد (محمود

Islamic Research Centre Rawalpindi

صاحب) سے ملاقات کی ، میرے ساتھ محمد حسین ظاہری صاحب ، عبداللطیف تبسم صاحب ، (عبدالجلیل صاحب ، حافظ جمیل صاحب) اور لشکرِ طیبہ کے ایک ساتھی (مبشر احمد ربانی صاحب) تھے ۔ یہ داماد مسلکاً اور خاندانی اہلِ حدیث ہے ، وہاں اوکاڑوی صاحب کے نواسوں کو بھی دیکھا ، داماد نے بتایا کہ میرے بیٹے دادا (اہلِ حدیث) کے مسلک (یعنی دینِ اسلام) پر ہیں ، نانا اوکاڑوی کے مسلک پر نہیں ہیں ۔ والحمدللہ

یاد رہے کہ یہ داماد پہلے بھی ، باوجود اپنی خامیوں کے ، مسلکاً اہل حدیث تھا اور اب بھی ہے ۔

[تنبیہ : یہ داماد بعد میں اوکاڑوی پارٹی کی کوشش سے دیوبندی ہو چکا ہے ۔]

لاڑکانہ سندھ کا مناظرہ

ایک دفعہ حاجی علی محمد سیال صاحب (رحمہ اللہ) اور آل دیوبند کے درمیان مناظرہ طے ہوا ، راقم الحروف اپنے ایک مناظر دوست (طالب الرحمٰن صاحب) کے ساتھ لاڑکانہ پہنچا ، دیوبندیوں کے ساتھ شرائطِ مناظرہ طے کیں ، ان کا ایک داڑھی منڈا ''مولوی'' اور باقی داڑھی والے مولوی تھے ، فریقین کے شرائط پر دستخط ہوئے ۔ اوکاڑوی صاحب کو دیوبندیوں نے بلوایا ہوا تھا ، انھوں نے **المسلمون علٰی شروطھم** کی مخالفت کرتے ہوئے ان شرائط کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ایسی خود ساختہ شرائط پیش کر دیں جن کا اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں کوئی ثبوت نہیں ہے ، مثلاً :

○ ''حدیث وہ صحیح ہے جسے رسول اللہ ﷺ صحیح کہیں''

مقررہ وقت پر راقم الحروف اپنے سندھی (مستوئی قبیلہ کے) اور بلوچ (جاگیرانی قبیلہ کے) ساتھیوں کے ساتھ دیوبندیوں کے مدرسہ میں علمی مذاکرہ کے لئے پہنچا ۔ ''جناب اوکاڑوی صاحب : مناظرِ دیوبندیت اور ڈاکٹر خالد محمود سومرو دیوبندی صاحب اپنے مدرسہ ''جامعہ اسلامیہ ، اشاعت القرآن والحدیث'' [لاڑکانہ] سے بھاگ چکے تھے ، مناظرہ تو خیر نہ ہوا ، ان بھاگے ہوئے حضرات کو ان کے اپنے مدرسہ میں لانا جوئے شیر بہانے کے

Islamic Research Centre Rawalpindi

مترادف تھا۔ تاہم بہت سے لوگ اہلِ حدیث ہو گئے تھے۔ مثلاً:

① مختیار علی برڑو ولد نور الدین برڑو، تعلقہ قمبر گاؤں گھٹھڑ

② سکندر ولد قیصر خان جاگیرانی، گاؤں گل محمد جاگیرانی، تعلقہ قمبر، ضلع لاڑکانہ، سندھ

③ حاجی محمد عظیم جاگیرانی ④ حاجی محمد مرید ولد قیصر خان جاگیرانی

⑤ منیر احمد ولد حاجی محمد مرید بلوچ

یہ واقعہ ۲۲/۱۰/۱۹۹۵ کو ہوا، اس کا تحریری ثبوت میرے پاس موجود ہے۔ اس دن کے بعد بھی وہاں بہت سے لوگ اہلِ حدیث ہوئے۔ والحمد للہ

☆ اس مناظرہ کا ذکر ماسٹر امین نے تجلیاتِ صفدر (ج ۱ ص ۱۰۳) میں ذکر کیا ہے مگر جھوٹ بولنے کے مقابلے میں اپنے رافضی بھائیوں کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

☆ دیوبندیوں کے نزدیک تقلید واجب ہے، اسی طرح ان کے بھائیوں رافضیوں کے نزدیک بھی تقلید واجب ہے اس بنیادی عقیدہ میں دونوں متفق ہیں۔

تجلیاتِ صفدر

آلِ دیوبند کے مفتری نے ''تجلیات صفدر'' میں ایک باب باندھا ہے:

''کھلا خط بنام چوہدری ابوطاہر محمد زبیر علیزئی'' (ج ۱ ص ۵۴۹)

حالانکہ میں پٹھان افغانی ہوں، پٹھانوں کے قبیلہ ''علی زئی'' کا ایک فرد ہوں۔

محمد زبیر بن مجدد خان بن دوست محمد خان بن جہانگیر خان بن امیر خان بن شہباز خان بن کرم خان بن گل محمد خان بن پیر محمد خان بن آزاد خان بن اللہ داد خان بن عمر خان بن خواجہ محمد خان بن جہا بن اخگر بن بنگش بن پیر داد خان، قوم افغان علی زئی

پیر داد خان، افغانستان کے ضلع غزنی علاقہ ''غوڑہ مرغتی'' سے علاقہ ''چھچھ'' حضرو آیا تھا، ہمارا گاؤں ''پیرداد'' اسی کے نام پر آباد ہے، یہاں ہمارا قبیلہ بڑی تعداد میں موجود ہے، رہا ''گوجر'' اور ''چوہدری'' ہونا تو یہ وضاع آلِ دیوبند کا صریح افتراء ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi

راقم الحروف نے ایک کتاب ''نور العینین فی مسئلہ رفع الیدین'' لکھی ہے جو دس سال پہلے چھپی تھی اور اب اس کی دوبارہ اشاعت کا پروگرام ہے۔ **یسر اللّٰہ لنا طبعه**
اس کتاب کا جواب آج تک - میرے علم کے مطابق - کہیں بھی نہیں چھپا، بے شمار لوگ یہ کتاب پڑھ کر اہلِ حدیث ہوئے ہیں۔ والحمدللہ

داڑھی منڈا دیوبندی مولوی

لاڑکانہ میں ایک داڑھی منڈے دیوبندی مولوی نے شرائط والے دن مجھے بتایا تھا کہ وہ میری کتاب کا جواب لکھ رہا ہے اب یہ پتہ نہیں کہ یہ جواب میری زندگی میں ہی مجھ تک پہنچ جائے گا یا میرے مرنے کے بعد ظہور پذیر ہوگا؟

اوکاڑوی صاحب کو چاہئے کہ اپنے اس داڑھی منڈے شاگرد کو داڑھی کے بارے میں دیوبندی فقہ کا مفتی بہ قول سنائیں۔

نور العینین

تقریباً چار صفحات کے اس اوکاڑوی خط میں نور العینین کا ایک حوالہ بھی غلط ثابت نہ کیا جا سکا، اوکاڑوی صاحب نے خود ساختہ شرائط والے مطالبہ کے ساتھ، منطق یونان کے ''قضیہ شخصیہ'' ''قضیہ مہملہ'' ''جزئیہ یقینی'' اور ''تکرار مشکوک المراد'' کی بحث چھیڑ دی، جس کا رفع یدین کے موضوع کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

راقم الحروف کے ایک شاگرد (محترم) رحمت الٰہی محمدی (صاحب) نے اس خط کا جواب انھی دنوں میں بھیج دیا تھا، جس کا جواب الجواب ابھی تک نہیں آیا۔

علی محمد حقانی

لاڑکانہ والے مناظرہ کے دوران (میں) بعض سندھی بھائیوں نے مجھے علی محمد حقانی (دیوبندی) کی کتاب ''نبوی نماز'' مدلل سندھی پاگو پھریوں'' دی، جسے ڈاکٹر خالد محمود سومرو دیوبندی نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے ص ۱۶۹ پر لکھا ہوا ہے کہ

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

زيلعي فرمائيندو آهي تہ هن جي سند ۾ يزيد بن ابي زياد آهي ۽ اهو ضعيف آهي.
حافظ ابن حجر تقريب ۾ فرمائيندو آهي تہ ضعيف آهي ڪراڙپ ۾ ان جي حالت بدلجي وئي هئي ۽ اهو شيعو هو.

یہاں مسئلہ مسح علی الجوربین تھا لہٰذا یزید بن ابی زیاد ضعیف بھی ہے، مختلط اور شیعہ بھی (!)
لیکن جب مسئلہ رفع الیدین آیا تو حقانی صاحب نے لکھا:

جواب: يزيد بن ابي زياد ڪوفيءَ تي توڙي جو بعض محدثين ڪلام ڪيو آهي مگر اهو ثقہ آهي امام مسلم فرمائيندو آهي تہ هو سچو آهي ۽ ان کان روايت بہ ڪري سگهجي ٿي (مقدمہ

(نبوی نماز مدلل سندھی پاگو پھریوں ص ۳۵۵)

یعنی اب یزید بن ابی زیاد ثقہ بھی ہے (اور) سچا بھی اور امام مسلم نے اس سے روایت کی ہے۔
یہ ہے ان لوگوں کا انصاف! ایک ہی راوی اگر اپنی مرضی کی حدیث میں ہے تو ثقہ ہے اور اگر مرضی کے خلاف روایت میں ہے تو وہی ضعیف وشیعہ وغیرہ ہے۔ إنا للہ و إنا إلیہ راجعون

ابو یوسف محمد ولی درویش، دیو بندی

راقم الحروف کے ایک دوست ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ ہیں، ابو یوسف محمد ولی درویش دیو بندی "استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ، یوسف بنوری ٹاؤن کراچی" نے ان کے رد میں ایک کتابچہ "کیا نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا سنت ہے؟" لکھا ہے۔ اس میں درویش صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ صحابی کا قول: "من السنۃ" مرفوع کے حکم میں نہیں ہے۔ (دیکھئے ساری کتاب وص۲ وغیرہ)
اسی درویش کی ایک دوسری کتاب ہے "د پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مونځ"
تنبیہ: ځ کو عام پشتو میں ز - یا - ج کے مشابہ پڑھا جاتا ہے۔
اس کتاب میں (درویش صاحب) ہاتھ باندھنے کے مسئلہ میں صحابی کے قول "من السنۃ" سے مراد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیتے ہیں:

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

”أو دسنتو نه مراد د نبی ﷺ سنت دی“

”وهذا ينصرف إلى سنة النبي ﷺ“ (ایضاً ص ۱۸۵)

درویش اور صحابہ (رضی اللہ عنہم)

درویش صاحب نے جناب (سیدہ) بسرہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی کرتے ہوئے، ربیعہ الرائے سے منسوب ایک غیر ثابت قول کی بنیاد پر لکھا ہے:

عمل کوی۔ قسم په خدائ که بسره رض دد ے پنهو په باره کبن گواهی ورکړی۔ نو څه به ئے گواهی قبوله نه کړم۔

(ص ۵۴ بحوالہ طحاوی ج ا ص ۵۵)

یعنی اللہ کی قسم ہے کہ میں بسرہ رضی اللہ عنہا کی گواہی ان (معمولی) چپلیوں (جوتیوں) پر بھی قبول نہیں کروں گا۔ (إنا لله و إنا إليه راجعون) یہ ہے دیوبندیوں کی صحابہ سے محبت! غالباً اسی عقیدہ کی بنیاد پر یہ ”حضرات“ لکھتے ہیں کہ

”ولو قذف سائر نسوة النبي ﷺ لا يكفر ويستحق اللعنة“

اور اگر کوئی شخص، نبی ﷺ کی ساری بیویوں پر (سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے) زنا کی تہمت لگائے تو اسے کافر نہیں کہا جائے گا اور وہ شخص لعنت کا مستحق ہوگا۔

(فتاوی عالمگیری عربی ج ۲ ص ۲۶۴ مطبوعہ: ”بلوچستان بکڈ پو، مسجد روڈ کوئٹہ“ و مجموعہ رسائل ابن عابدین ص ۳۵۹)

الا لعنة الله على الظالمين

تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ

راقم الحروف کے بعض مضامین کا مجموعہ ”تعداد رکعاتِ قیامِ رمضان کا تحقیقی جائزہ“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے، لاہور کے اہلِ حدیث کتب خانوں سے اسے طلب بھی کیا جاسکتا ہے۔ اوکاڑوی صاحب کو چاہئے تھا کہ جس طرح خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی نے عبدالسمیع رامپوری کی کتاب ”انوار ساطعہ“ کو اوپر لکھ کر نیچے ”براہین قاطعہ“ کے نام سے

Islamic Research Centre Rawalpindi

اس کا جواب لکھا تھا۔ میری اس کتاب کو متن میں درج کر کے نیچے حاشیہ پر اس کا مکمل جواب لکھتے تاکہ عام لوگوں کے سامنے دونوں موقف واضح ہو جائیں۔

خیر ان لوگوں کی یہ ہمت نہیں کہ وہ ایسا کرسکیں۔ والحمدللہ

راقم الحروف اس مضمون میں اوکاڑوی صاحب کے مضمون کا مکمل جواب لکھ رہا ہے، پہلے اوکاڑوی مضمون کا عکس (Scanning) ہوگا، جس پر راقم الحروف کے نمبرز ''عـہ'' کے ساتھ ہوں گے اور پھر ان کا جواب ہوگا۔ **وما علینا إلا البلاغ**

❀❀❀

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

(1)

بحث و نظر

نمازِ تراویح کا تحقیقی جائزہ

مناظر اہلسنت [عہ ۱] حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب مدظلہ

نماز تراویح ایک خاص نماز ہے جو صرف رمضان المبارک میں ادا کی جاتی ہے [عہ ۲] اس کے بارہ میں دو تین مفصل مضامین پہلے ماہنامہ "الخیر" میں چھپ چکے ہیں [عہ ۳] اس موضوع پر استاذ العلماء، سلطان المشائخ، جامع بین الشریعت والطریقت حضرت [عہ ۴] اقدس مولانا خیر محمد صاحب جالندھری قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ "خیر المصابیح" اور دیگر مضامین "آثار خیر" میں چھپ چکے ہیں۔ تاہم رمضان المبارک کی مناسبت سے ایک مختصر تحریر یہ بھی ہے۔

جواب:

۱ پرائمری ماسٹر محمد امین اوکاڑوی صاحب حیاتی دیوبندیوں کے مناظر ہیں، دیوبندیوں کا اہلِ سنت ہونا ثابت نہیں ہے، بلکہ (آلِ دیوبند کے معتمد علیہ) امام سیوطی کے بقول یہ لوگ اہلِ سنت سے خارج ہیں، جس کی تفصیل آگے ص ۳۴ (اور اسی صفحے) پر آرہی ہے۔

۲ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے جس کا اعتراف مشہور غالی دیوبندی انور شاہ کاشمیری نے بھی کیا ہے۔ دیکھئے (فیض الباری ج ۲ ص ۴۲۰، العرف الشذی ج ا ص ۱۶۶)

۳ راقم الحروف نے یہ مضامین نہیں دیکھے۔

۴ اس قسم کے خودساختہ القاب کی بنیاد پر تقلید پرست اپنے احبار ورھبان کے بارے میں انتہائی مبالغہ کرتے ہیں، خیر محمد جالندھری ایک غالی مقلد دیوبندی، شیخ التقلید اور شیخ الدیوبندیین تھا اور بس!

یہ سچ ہے کہ پیر نہیں اڑتے مگر مرید انھیں اڑاتے ہیں۔

دیوبندی حضرات اہلِ سنت نہیں ہیں

دیوبندیوں کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ امتِ مسلمہ پر مسائل اجتہادیہ میں ائمہ اربعہ

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

(مالک، شافعی، احمد، ابوحنیفہ) میں سے صرف ایک امام کی تقلید شخصی واجب ہے۔

مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی "فرماتے" ہیں:

"ورنہ مقلد کے لئے صرف قولِ امام ہی حجت ہوتا ہے"

(ارشاد القاری الی صحیح البخاری ج ۱ ص ۲۸۸)

نیز فرماتے ہیں کہ

"اس لئے کہ ہم امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قولِ امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلۂ اربعہ کہ ان سے استدلال وظیفۂ مجتہد ہے"

(ارشاد القاری ج ۱ ص ۴۱۲)

یعنی ان (تقلیدیوں) کے نزدیک چار دلیلیں حجت نہیں ہیں:

① قرآن ② حدیث

③ اجماع ④ اجتہاد

ان کے نزدیک صرف قولِ امام ہی حجت ہے، اس دعوی کی تفصیل آگے آرہی ہے، تاہم صحیح یہ ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک آلِ دیوبند کا قول ہی حجت ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا نام وہ دھوکا دینے کے لئے لیتے (استعمال کرتے) ہیں۔

دیوبندیوں کے اس عقیدہ کہ "امام ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے" کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وأما أن يقول قائل :إنه يجب على العامة تقليد فلان أو فلان فهذا لا يقوله مسلم" اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ عوام پر فلان یا فلان کی تقلید واجب ہے تو یہ بات کوئی مسلم نہیں کہتا۔ (مجموع فتاویٰ ج ۲۲ ص ۲۴۹)

آلِ دیوبند کے معتمد علیہ امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والذي يجب أن يقال: كل من انتسب إلى إمام ، غير رسول الله ﷺ يوالي على ذلك ويعادي عليه ، فهو مبتدع خارج عن السنة

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

والجماعة سواءً كان في الأصول أو الفروع"

اور واجب یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ ہر آدمی جو کسی امام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے، بشرطیکہ وہ امام رسول اللہ ﷺ نہ ہوں، اور وہ اسی پر دوستی بھی رکھے اور اسی پر دشمنی بھی کرے تو وہ بدعتی ہے اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔

(الکنز المدفون والفلک المشحون ص ۱۴۹، مطبوعہ: مکتبۃ احیاء العلوم العربیۃ فیصل آباد۔ پاکستان)

سیوطی کے اس فتویٰ سے معلوم ہوا کہ دیوبندی ''حضرات'' اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں لہٰذا اوکاڑوی صاحب کا بریلویوں کی تقلید میں اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ کے باغی

یاد رہے کہ دیوبندی حنفی بھی نہیں ہیں بلکہ امام ابوحنیفہ کے سراسر باغی ہیں، چند دلائل درج ذیل ہیں:

۱ امام ابوحنیفہ نے تقلید (شخصی ہو یا غیر شخصی) سے منع کیا ہے۔

(فتاوی ابن تیمیہ ۲۰/ ۲۱۰، ۲۱۱، مقدمہ عمدۃ الرعایۃ ص ۹، لمحات النظر فی سیرۃ الامام زفر للکوثری ص ۲۱)

اس فتوے کے سراسر برخلاف دیوبندی حضرات یہ راگ الاپتے ہیں کہ ائمہ اربعہ میں سے صرف ایک امام کی تقلید شخصی واجب ہے۔

۲ (کہا جاتا ہے کہ) امام ابوحنیفہ قرآن مجید کی تخصیص: خبر واحد کے ساتھ جائز سمجھتے تھے۔ (الاحکام للآمدی ج ۲ ص ۳۴۷، غیث الغمام للکھنوی ص ۲۷۷)

اس کے مقابلے میں معتزلہ کے پیروکار آلِ دیوبند کہتے ہیں کہ خبر واحد کے ساتھ قرآن کی تخصیص جائز نہیں ہے۔

۳ امام ابوحنیفہ غیر مقلد تھے۔

(حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار ج ا ص ۵۱، مجالس حکیم الامت ص ۳۴۵، از مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی)

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

اس کے مقابلے میں اوکاڑوی صاحب وغیرہ یہ کہتے (پھرتے) ہیں کہ غیر مقلد گمراہ ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ

۴ امام ابوحنیفہ سے یہ قطعاً ثابت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ یا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہما مشکل کشا تھے۔ اس کے مقابلے میں دیوبندی کہتے ہیں کہ ''علی مشکل کشا'' ہیں۔

(دیکھئے کلیات امدادیہ ص ۱۰۳، تعلیم الدین ص ۱۷۱)

اول الذکر کتاب امداد اللہ ''مفرور مکی'' کی (لکھی ہوئی) ہے، اور ثانی الذکر کتاب اشرفعلی تھانوی کی (لکھی ہوئی ہے۔)

دیوبندی حضرات رسول اللہ ﷺ کو مشکل کشا کہتے ہیں۔ دیکھئے کلیات امدادیہ (ص ۹۱)

خواجہ محمد عثمان، دیوبندیوں کے ''مشکل کشا'' اور ''پیر دستگیر'' ہیں۔

دیکھئے عبدالحمید سواتی کی کتاب فیوضات حسینی (ص ۶۸)

دیوبندیوں کے نزدیک نبی ﷺ عاجزوں کی دستگیری اور بے کسوں کی مدد فرماتے ہیں۔ دیکھئے فضائل درود (ص ۱۲۱، دوسرا نسخہ ص ۱۲۸) و تبلیغی نصاب (ص ۸۰۶)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے میرا مضمون ''دیوبندی حضرات حنفی نہیں ہیں - دھرم کوٹی کا جواب'' (ص ۱ تا ۷، یہ مضمون ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔)

امام ابوحنیفہ کے اور بھی بہت سے مسائل ہیں جن کے آل دیوبند سراسر مخالف ہیں، مثلاً:

① مسح علی الجوربین ② صبح کی دو سنتیں

③ جنازہ میں قیام ④ صفات باری تعالیٰ پر ایمان

⑤ امامت کی تنخواہ، وغیرہ

جن کی تفصیل ان شاء اللہ علیحدہ مضمون میں لکھوں گا۔

(دیکھئے میری کتاب ''نصر المعبود فی الرد علی سلطان محمود'')

''مسند الامام الاعظم'' میں ایک حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تھا۔

(ص ۲۳ کتاب الطہارت حدیث نمبر: ۴)

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

دیوبندی حضرات اس حدیث کا مذاق اڑاتے ہیں، مقصد صرف امام ابوحنیفہ اور اہل الحدیث پر طعن کرنا ہوتا ہے اور بس!

(2) تراویح : (۱) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی اربع رکعات فی اللیل ثم یتروح فاطال حتی رحمتہ فقلت بابی انت و امی یا رسول اللہ قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا (بیہقی ص۴۹۷ ج۲) "حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں چار رکعت کے بعد ترویحہ (آرام) فرماتے۔ پس نماز کو لمبا کرتے۔ یہاں تک کہ مجھے رحم آتا۔ تو میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی سب لغزشوں کو معاف فرما دیا۔ فرمایا تو کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں۔" ۱

(۲) عن زید بن وهب قال کان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یروحنا فی رمضان یعنی بین الترویحتین قدر ما یذهب الرجل من المسجد الی سلع (بیہقی ۴۹۷ ج۲) "حضرت زید بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دو ترویحوں کے درمیان اتنا وقفہ کرتے تھے کہ آدمی مسجد نبوی سے سلع پہاڑی تک جا سکے۔" ۲

۳ امام بیہقی سیدہ عائشہؓ کی حدیث کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اگر صحیح ہے تو نماز تراویح میں امام کی ترویحہ کرنے کی دلیل ہے۔ اور دوسری روایت کے بعد امام بیہقی فرماتے ہیں کہ شاید حضرت عمرؓ کے وقفہ کرانے کا یہ مطلب ہو کہ آپ کا مقرر کردہ امام تراویح یہ وقفہ کراتا تھا۔

(۴۷)

جواب:

۱ امام بیہقی نے اس روایت کے بعد فرمایا ہے کہ **"تفرد به المغيرة بن زياد وليس بالقوى"** یعنی اس روایت کے ساتھ مغیرہ بن زیاد اکیلا ہے اور وہ قوی نہیں ہے۔ ☆

اس جرح کو اوکاڑوی صاحب نے چھپالیا (ہے۔) اس روایت کے دوسرے تمام راویوں کی توثیق بھی مطلوب ہے مثلاً الروذباری، المحمد آبادی وغیرہما

[☆ یہ راوی قولِ راجح میں حسن الحدیث ہے۔]

۲ اس روایت کی سند میں ابوبکر بن عیاش راوی ہے جس کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعۃً ہیں، اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (!!)

محمد احتشام الدین مرادآبادی اپنی کتاب "نصیحۃ الشیعۃ" میں لکھتے ہیں کہ

Islamic Research Centre Rawalpindi

''ابوبکر بن عیاش کا حال یہ ہے کہ آخر میں اس کا حافظہ ایسا خراب ہو گیا تھا اور وہم ایسا غالب ہو گیا تھا کہ کچھ کا کچھ اس کو یاد آجاتا تھا'' (ج۳ص۵۵۱)

دوست محمد قریشی نقشبندی صاحب فرماتے ہیں کہ ''ابوبکر بن عیاش، محدثین کے نزدیک اتنا قابل حجت نہیں ہے'' الخ (اہلسنت پاکٹ بک ص۴۰)

لعل شاہ بخاری دیوبندی، غلام خانی صاحب لکھتے ہیں کہ

''ابوبکر بن عیاش راوی ضعیف ہے'' (حضرت معاویہؓ واستخلاف یزید ص۳۶۲)

[تنبیہ: قولِ راجح میں ابوبکر بن عیاش جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق یعنی حسن الحدیث راوی ہے۔ دیکھئے نور العینین طبع جدید ص۱۶۸۔۱۷۰]

۱۳ امام بیہقی کا یہ کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

3

یہاں امام بیہقی سنی سوچ کا معیار بتا رہے ہیں کہ نماز تراویح میں امام اگر کوئی وقفہ بھی کرتا تو وہ بھی امر فاروقی ہی ہوتا تھا۔ اگرچہ صراحتاً امر کا صیغہ مذکور نہیں ہے۔ یہ سوچ تو تابعی جلیل حضرت زید بن وہب کی ہے جو مخضرم ہیں۔ یعنی آپ نے خود رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک زمانہ بھی پایا۔ اب پندرھویں صدی کے غیر مقلد دوست [ع۱] کی سوچ بھی ملاحظہ ہو۔ زبیر علی زئی نامی غیر مقلد کا بیان ہے کہ دور فاروقی میں مسجد نبوی میں [ع۲] جو نماز تراویح پڑھی جاتی رہیں اور باجماع [ع۳] امت جس پر استقرار ہوا ''وہ نہ تو خلیفہ کا حکم تھا نہ خلیفہ کا عمل' نہ خلیفہ کے سامنے لوگوں کا عمل (تعداد قیام رمضان ص۲۳) یہ سوچ [ع۴] کہ دور فاروقی میں صحابہ و تابعین مسجد نبوی میں نبی پاک کی سنت اور امر فاروقی کے خلاف کیا کچھ کرتے رہتے تھے اس کا حضرت عمرؓ کو قطعاً کوئی علم نہ تھا۔ بقول زبیر صاحب 'گیارہ رکعت سنت رسول اللہ' سنت خلفاء راشدین اور سنت صحابہ ہے (ص۲۳) مگر دور [ع۵] فاروقی میں ہی استقرار بیس رکعت پر ہوا۔ اور بقول شیخ عطیہ [ع۶] سالم اس دن سے آج تک مسجد نبوی میں بیس تراویح پر ہی عمل ہے۔ ۱۴ھ سے لے کر آج ۱۴۲۰ھ تک کسی ایک سال کے ایک رمضان میں کسی ایک رات بھی صرف آٹھ تراویح وہاں نہیں پڑھی گئیں۔'' جس طرح مسجد نبوی میں ہر سال [ع۷] رمضان میں بیس رکعت تراویح تواتر کے ساتھ ثابت ہیں اور شیخ عطیہ سالم وزیر مملکت سعودیہ نے اپنے رسالہ میں صدی وار اس کو ثابت کیا ہے۔ اسی طرح ۱۴ھ سے ۱۴۲۰ھ تک کے طویل عرصہ میں صرف ایک رات کے بارہ میں اسی قسم کے تواتر سے ثابت کر دے کہ فلاں رات صرف آٹھ رکعت تراویح کے بعد مسجد نبوی خالی ہو گئی تھی۔ اور جس طرح اس دور میں بیس رکعت پر استقرار کا ذکر تمام مذاہب نے بالاجماع ذکر کیا ہے' ہر صدی میں ہر مذہب والے

Islamic Research Centre Rawalpindi

> نے ہر علاقے میں اس کا ذکر کیا ہے[عشہ]۔ اسی طرح ہر صدی میں ہر مذہب والے نے ہر علاقہ میں لکھا ہو کہ فلاں ایک رات میں سب لوگ آٹھ رکعت پڑھ کر بھاگ گئے تھے اور مسجد نبوی خالی ہو گئی تھی۔ اس تواتر سے ایک مستند حوالہ اگر کوئی پیش کردے تو ہم اس کی علمی حیثیت کا اعتراف بھی کریں گے اور مبلغ ایک لاکھ روپیہ[ع۹] انعام بھی دیں گے۔ اسی طرح ایک مستند حوالہ دکھادیں کہ ۱۴ھ سے لے کر ۱۴۲۰ھ تک مسجد نبوی میں بیس رکعت کی بدعت[منہ] پر عمل ہو رہا ہے اور اس دن سے کسی صدی میں کسی عالم نے اس بدعت کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ البتہ اس کو بدعت ضلالہ کہتے رہے۔ تو ایسے مستند حوالہ پر بھی علمی اعتراف کے ساتھ مبلغ ایک لاکھ روپیہ کا انعام دیا جائے گا۔

جواب:

۱ مقلد اور غیر مقلد کے بارے میں کچھ بحث گزر چکی ہے، اوکاڑوی صاحب کے ممدوح عینی صاحب فرماتے ہیں کہ

> "**فالمقلد ذهل والمقلد جهل وآفة كل شيء من التقليد**"
>
> پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا مرتکب ہوتا ہے اور ہر چیز کی آفت تقلید کی وجہ سے ہے۔ (البنایہ فی شرح الہدایہ ج۱ص۳۱۷)

آلِ تصوف کے ممدوح سلطان باہو صاحب کیا خوب فرماتے ہیں:

> "کلید سراسر جمعیت ہے اور تقلید بے جمعیتی اور پریشانی بلکہ اہل تقلید، جاہل اور حیوان سے بھی بدتر ہوتے ہیں"

(توفیق الہدایت ص۲۰ مطبوعہ: پروگریسو بکس ۴۰ بی۔ اردو بازار لاہور)

۲ لائیے وہ حدیث جس میں یہ لکھا ہے کہ دورِ فاروقی میں لوگ مسجد نبوی میں بیس رکعات سنتِ مؤکدہ سمجھ کر پڑھتے تھے، ہم آپ کو دس پیسے (آج کل دس روپے) انعام دیں گے۔

۳ نہ تو مسجد میں بیس رکعات، سنتِ مؤکدہ سمجھ کر پڑھنے کا کوئی ثبوت ہے اور نہ اس پر کوئی اجماع ہے۔ قیام رمضان یعنی تراویح کے عدد میں لوگوں کا بہت اختلاف ہے:

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

(۱)	بعض	۴۱	کہتے ہیں۔
(۲)	″	۴۷	″
(۳)	″	۳۸	″
(۴)	″	۳۹	″
(۵)	″	۳۶	″
(۶)	″	۳۴	″
(۷)	″	۲۸	″
(۸)	″	۲۴	″
(۹)	″	۲۰	″
(۱۰)	″	۱۶	″
(۱۱)	″	۱۳	″
(۱۲)	″	۱۱	″

یہ سارا اختلاف " **العدد المستحب** " کے بارے میں ہے۔

(دیکھئے عینی کی عمدۃ القاری ۱۱/۱۲۶،۱۲۷) وغیرہ

اتنے بڑے اختلاف کے باوجود حیاتی صاحب یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ اس پر اجماع ہے......!!

۲ اوکاڑوی سوچ تب صحیح ہوسکتی ہے جب وہ یہ ثابت کردیں کہ عہد عمر رضی اللہ عنہ میں لوگ مسجد نبوی میں بیس رکعات، سنتِ موکدہ سمجھ کر پڑھتے تھے۔ **إذ ليس فليس**

قارئین کرام:

آلِ دیوبند وغیرہم کا یہ موقف ہے کہ "بیس سنتِ مؤکدہ ہے اس سے کم کا پڑھنے والا سنت مؤکدہ کا تارک ہوگا۔" (امداد الفتاویٰ ۱/۳۲۸، نیز دیکھئے فتاوی "دارالعلوم" دیوبند ۴/۲۵۵، ۲۹۶)

Islamic Research Centre Rawalpindi

بتائیں کہ ۱۶، ۱۳، یا ۱۱ پڑھنے والے مثلاً ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، وغیرہما تارکین سنت ہیں یا نہیں؟

باقی تفصیل تو تعداد رکعاتِ قیامِ رمضان میں پڑھ لیں، فی الحال دو مزید حوالے پیش خدمت ہیں:

① " وقال أشهب بن عبدالعزيز عن مالك :الذي آخذ به لنفسي في قيام رمضان هو الذي جمع به عمر بن الخطاب الناس، إحدى عشرة ركعة وهي صلاة رسول الله ﷺ ولاأدري من أحدث هذا الركوع الكثير، ذكره ابن مغيث "

اشہب بن عبدالعزیز (شاگرد امام مالک) نے کہا: امام مالک نے کہا: میں اپنے لئے قیام رمضان یعنی تراویح کا عدد گیارہ (۱۱) رکعات لیتا ہوں، جس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا تھا، اور یہی رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے، مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ بہت سی رکعتیں کس نے ایجاد کر دی ہیں؟ اسے ابن مغیث (مالکی) نے ذکر کیا ہے۔ (کتاب التہجد ص ۱۷۶، نمبر: ۸۹۰، مطبوعہ بیروت، دوسرا نسخہ ص ۲۸۶، مطبوعہ مصر، مصنف: عبدالحق اشبیلی، متوفی ۵۸۱ھ)

اشہب بن عبدالعزیز ثقہ فقیہ تھے، ۲۰۴ھ میں فوت ہوئے۔ (تقریب: ۵۳۳ وغیرہ) پیدائش ۱۴۰ھ ہے۔ الامام الفقیہ المحدث، شیخ الاندلس ابوالولید یونس بن عبداللہ بن محمد بن مغیث القرطبی ۳۳۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۲۹ھ میں فوت ہوئے، آپ کتاب "المتہجدین" کے مصنف ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۱۷ ص ۵۷۰)

ظن غالب یہی ہے کہ یہ قول انکی کتاب "المتہجدین" میں مذکور ہوگا۔ واللہ اعلم

عینی صاحب بھی فرماتے ہیں کہ

" وهو اختيار مالك لنفسه " (عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۲۷)

② امام ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی (متوفی ۶۵۶ھ) نے کہا:

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

” ثم اختلف في المختار من عدد القيام ... وقال كثير من أهل العلم : إحدى عشرة ركعة ، أخذاً بحديث عائشة المتقدم “

پھر (یہ کہ) قیام کے عدد مختار میں اختلاف ہے...اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ گیارہ رکعات، انھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو گزر چکی ہے، سے استدلال کیا ہے۔

(المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم ج۲ص ۳۸۹،۳۹۰)

معلوم ہوا کہ ساتویں صدی ہجری میں جبکہ مدرسہ دیوبند و آلِ دیوبند کا دنیا میں نام و نشان تک نہ تھا، جمہور علماء ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے آٹھ رکعات تراویح ثابت کرتے تھے۔

۵ دعویٰ بلا دلیل ہے۔

۶ اوکاڑوی صاحب یہ تو بتائیں کہ یہ عطیہ سالم کیا چیز ہے؟

کیا یہ امام ابوحنیفہ کا لقب ہے، جس کے مقلد ہونے کے آپ دعویدار ہیں؟ آپ عطیہ سالم کے کب سے مقلد ہوئے ہیں؟

عطیہ نے جو دلائل پیش کئے ہیں وہ دلائل پیش کریں، خالی نام کا رعب جمانے کی ضرورت نہیں ہے۔

۷ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر آج تک ہر دور میں مسجد نبوی میں بیس رکعات بطورِ سنت موکدہ سمجھ کر پڑھنے کا ثبوت پیش کریں، میں نے ایک مشہور سعودی شیخ عبداللہ المعتاز سے ریاض میں پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ سنت آٹھ ہی ہیں اور ہم حرمین میں بیس رکعات بطور سیاست پڑھتے ہیں، میرے ساتھ قاری اقبال عابد سمندری فیصل آباد اور حافظ عبدالمتین، منڈی وار برٹن ضلع شیخوپورہ وغیرہما بھی موجود تھے۔

آپ یہ بتائیں کہ حرمین کا عمل کون سی شرعی دلیل ہے؟ [اگر دلیل ہے تو ائمہ حرم رفع الیدین بھی کرتے اور جہری آمین بھی کہتے ہیں۔ کیا خیال ہے؟]

۸ دعویٰ بلا دلیل ہے

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

(۹) ہم آپ کو دس پیسے (آج کل دس روپے) انعام دیں گے اگر آپ امام ابوحنیفہ سے باسند صحیح ثابت کر دیں کہ صرف بیس رکعات تراویح سنت موکدہ ہے، نہ کم نہ زیادہ!

(۱۰) اگر کوئی شخص بطور نفل بیس یا چالیس وغیرہ پڑھتا ہے تو کوئی شخص بھی اسے بدعت نہیں کہہ سکتا۔ اگر وہ انھیں سنت موکدہ کہہ یا سمجھ کر پڑھتا ہے تو ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ سنت سے ثابت تو کرو!

یہ تو بتایئے کہ امام مالک نے "أحدث" وغیرہ الخ کے جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں ان کا کیا مطلب ہے؟

امام مالک پر آپ کا کیا فتویٰ ہے جو ان بہت سی رکعتوں کو بدعت کہہ رہے ہیں؟

معنی تراویح : مذکورہ دونوں احادیث سے نماز تراویح کے نام کی اصل زمانہ نبوی اور زمانہ فاروقی میں ثابت ہوئی۔ پوری امت نے اس نام کو قبول کیا اور عجیب بات ہے کہ غیر مقلدین نے بھی قبول کرلیا۔ یہاں تک کہ زبیر علی نے بھی اپنے رسالہ کا نام نور المصابیح فی مسئلہ التراویح رکھا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس نماز کا نام تراویح سنت سے ثابت ہے یا بدعت ہے۔ اگر سنت سے ثابت ہے اور یہ مذکورہ احادیث ہی اس کی دلیل ہیں تو یہ بتایئے کہ دونوں کا صحیح ہونا کس دلیل شرعی سے ثابت ہے۔ ہم اہل سنت والجماعت تو یہ کہتے ہیں کہ امت نے اس نام کو قبول کرلیا۔ تمام مذاہب فقہاء و مجتہدین اس کو تراویح کہتے ہیں۔ اس تلقی بالقبول سے ان احادیث کا صحیح ہونا بھی ثابت ہوگیا۔ آپ کے ہاں تو دلیل شرعی صرف اللہ و رسولؐ کا فرمان ہے اور اللہ و رسولؐ نے کسی ایک حدیث کو بھی نہ صحیح فرمایا نہ ضعیف۔ اس لئے آپ کو تو نہ ہی کسی حدیث کے صحیح کہنے کا حق ہے نہ ضعیف کہنے کا۔ ہاں اہل سنت کا اصول یہ ہے کہ جب اللہ و رسولؐ نے اس حدیث کو نہ صحیح فرمایا نہ ضعیف تو آپؐ کی امت جس کو خیر الامم کہا گیا' جس کو امت وسط (معتدل) کہا گیا نے خصوصاً خیر القرون میں اس حدیث کو عملاً قبول فرمایا یا عملاً رد کردیا۔ اگر قبول فرمالیا تو وہ حدیث تلقی بالقبول کی وجہ سے مقبول قرار پائے گی۔ اور اگر خیر القرون میں استقرار اس کے خلاف ہوا تو یہ حدیث تلقی بالرد کی وجہ سے مردود ہوگی۔ تلقی کی حیثیت سورج کی ہے۔ جب سورج طلوع ہوجائے تو سندی بحثوں کے سب چراغ بجھا دیئے جاتے ہیں۔ سورج کو چراغ دکھانے کی جہالت اور جسارت کوئی غیر مقلد ہی کرسکتا ہے۔ اہل سنت والجماعت ایسی حماقتوں اور جہالتوں سے محفوظ ہیں۔

تلقی بالقبول سے مراد ائمہ مجتہدین کا قبول کرنا یا رد کرنا مراد ہے۔ اہل اسلام میں اگرچہ بہت سے مجتہدین گزرے ہیں جن کا مجتہد ہونا اگرچہ قرآن و حدیث میں تو منصوص نہیں، مگر

Islamic Research Centre Rawalpindi

> اہل فن کا اجماع ہے کہ وہ مجتہدین ہیں۔ ان ہی میں ائمہ اربعہ کا مجتہد ہونا بھی ہے[ع ۷]۔ اہل سنت والجماعت کے ہاں چونکہ اجماع دلیل شرعی ہے[ع ۸] اس لئے ان کے ہاں ان کا مجتہد ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہے۔ دور برطانیہ[ع ۹] میں جب خودرائی، خود سری اور ذہنی آوارگی کی رو چلی تو کئی برخود غلط لوگ بھی اپنے کو مجتہد سمجھنے لگے یا ایک دوسرے کو مجتہد کہنے لگے۔ جب کہ ان کا مجتہد ہونا نہ اللہ و رسولؐ سے منصوص نہ ہی ان کے مجتہد ہونے پر اہل فن کا اجماع ہے۔ وہاں تو صرف ''من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو'' والا معاملہ ہے۔ ان کی حیثیت ائمہ مجتہدین کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے جیسے حضرت جنید بغدادی، حضرت فضیل بن عیاض جیسے اولیاء کرام کے سامنے مست ملنگ چرسیوں

جواب:

(۱) قیام رمضان کا ایک اصطلاحی نام تراویح بھی ہے، یہ نام سنت سے ثابت نہیں مگر یہ ہرکس وناکس کو معلوم ہے کہ اصطلاحات میں جھگڑا نہیں ہوتا۔ کئی الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا لغوی معنی علیحدہ ہوتا ہے اور اصطلاحی علیحدہ مثلاً:

① دیوبندی، لغت میں ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جو دیوبند کا باشندہ ہو چاہے وہ شخص مسلم ہو یا غیر مسلم ہندو ہو یا سکھ یا نصرانی وغیرہ

② اصلاح میں اس شخص کو دیوبندی کہا جاتا ہے جو علماءِ دیوبند کا ہم عقیدہ ومعتقد ہو (یعنی مقلد ہو)

(۲) آپ کی پیش کردہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں، ان کا ضعیف ہونا سورہ الحجرات کی آیت نمبر: ۶، اور اس حدیث (وغیرہ) سے ثابت ہے جسے اشرفعلی تھانوی صاحب دیوبندی نے اپنے ملفوظات میں بیان فرمایا ہے۔ دیکھئے الکلام الحسن ج ۲ ص ۶۱ ''وجبت'' مطبوعہ: مکتبہ جامعہ اشرفیہ لاہور

(۳) یہ گزر چکا ہے کہ دیوبندی لوگ ''اہل سنت والجماعت'' نہیں ہیں۔ (ص ۳۳)

(۴) قرآن وحدیث سے اجماع کا حجت ہونا ثابت ہے لہٰذا اجماع بھی حجت شرعی ہے، قرآن وحدیث سے اجتہاد کا جواز بھی ثابت ہے، یہ اجتہاد عارضی اور وقتی ہوتا ہے اسے دائمی

Islamic Research Centre Rawalpindi

قانون کی حیثیت حاصل نہیں۔ یہاں پر بطورِ تنبیہ عرض ہے کہ قرآن، حدیث اور اجماع سے استدلال کرنا صرف اہلِ حدیث کا کام ہے، اسی طرح اجتہاد کرنا بھی صرف اہلِ حدیث علماء کا کام ہے، دیوبندی حضرات کے نزدیک یہ تینوں دلائل شرعیہ اور اجتہاد متروک ہیں، مثلاً:
مفتی رشید احمد دیوبندی کے نزدیک صرف قولِ امام ہی حجت ہے، ادلہ اربعہ حجت نہیں ہیں کما تقدم ص ۳۴

۵ دیوبندی حضرات اہلِ سنت نہیں ہیں کما تقدم ص ۳۳
اہلِ سنت صرف اہلِ حدیث ہیں، اور اہلِ حدیث کا اجماع ہے کہ صحیح حدیث کی پانچ شرطیں ہوتی ہیں:

① راوی کا عادل ہونا ② راوی کا ضابط ہونا
③ سند کا متصل ہونا ④ شاذ نہ ہونا
⑤ معلول نہ ہونا (دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح وغیرہ اور عام کتب اصول حدیث)

اہلِ حدیث کا اس پر بھی اجماع ہے کہ راوی کا عادل و ضابط ہونا محدثین کرام کی گواہیوں سے معلوم ہوتا ہے، اہلِ حدیث کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ جرح و تعدیل، تصحیح و تضعیف میں محدثین کرام کی گواہیاں تسلیم کرنا تقلید نہیں ہے، مثلاً امام ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الاسفرائنی فرماتے ہیں:

" ولا يكون تقليدًا في جرحه لأن هذا دليله وحجته "
اور یہ جرح تسلیم کرنا تقلید نہیں ہوتا کیونکہ یہ (گواہی) اسکی دلیل اور حجت ہے۔

(جواب الحافظ المنذری من اسئلة فی الجرح والتعدیل ص ۶۳، ۶۴)

۶ تلقی بالقبول کا مطلب ہے: تمام محدثین کا یا تمام اُمتِ مسلمہ کا کسی حدیث کو قبول کرنا، یہ اجماع ہے اور اجماع حجت ہے کما تقدم، اس سے صرف دیوبندیوں کا تلقی بالقبول مراد نہیں ہے۔

کتنی ہی احادیث کو تلقی بالقبول حاصل ہے جنھیں آلِ دیوبند: خبر واحد، ظنی الثبوت،

Islamic Research Centre Rawalpindi

غیر فقیہ کی روایت وغیرہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں۔

۷ یہ چاروں مجتہدین و دیگر علماء تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں کما تقدم، لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ دیوبندی حضرات ان چاروں مجتہدین کے مخالف ہیں۔

۸ دیوبندیوں کے نزدیک اجماع حجت شرعی نہیں بلکہ صرف قولِ امام ہی حجت شرعی (ہوتا) ہے۔ کما تقدم ص ۳۴

۹ دور برطانیہ میں مدرسہ دیوبند کی بنیاد پڑی، دیکھئے تعداد رکعاتِ قیامِ رمضان ص ۴۸، ۴۹ دیوبندی اکابر، خضر علیہ السلام کو انگریزوں کی صف میں دیکھتے تھے۔

(حاشیہ سوانح قاسمی ج ۲ ص ۱۰۳ و ''علماء ہند کا شاندار ماضی'' ج ۴ ص ۲۸۰)

فتویٰ جہاد پر دیوبندی اکابر نے دستخط نہیں کئے تھے، اس پر دستخط تھے تو سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے تھے۔

دیکھئے ''انگریز کے باغی مسلمان'' (ص ۲۹۳) از جانباز مرزا و دیگر کتب

اوکاڑوی صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ ''دوربین'' یا ''خوردبین'' لگا کر اس فتویٰ میں سے نانوتوی، گنگوہی (اور) ''مفرور ملی'' وغیرہم کے نام نکال کر بتائیں!

(5)

۳۰

کی' یا امام بخاری' امام مسلم جیسے محدثین کے سامنے پرویز اور تمنا عمادی کی۔ قانونی مسائل میں جیسے چیف جسٹس کے سامنے چمار کی یا مستند ڈاکٹر کے سامنے کمہار کی۔ اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اجماع یا تلقی میں قبول یا رد کرنے والوں کا صرف مجتہد ہونا ہی کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان کا وہ مذہب اصول و فروع کے اعتبار سے مدون ہو اور متواتر ہو۔ اور اہل سنت میں چار ہی ائمہ مذاہب کی فقہ متواتر ہے اور اصول فقہ بھی۔ اس لئے ان چاروں کے متواتر مذاہب کے اتفاق کو تلقی بالقبول اور اجماع کا نام دیا جائے گا۔ اگر کسی سابقہ مجتہد کا قول ان چاروں کے خلاف ہوگا تو دیکھا جائے گا کہ جس طرح ان چاروں کا مذہب متواتر ہے وہ قول بھی اسی قسم کے تواتر سے ثابت ہے۔ تو پھر وہ قادح اجماع ہوگا اور اگر اس کا ثبوت بطریق ہے تو بصورت سند صحیح بھی وہ شاذ ہوگا۔ اور جس طرح متواتر قرآن کے خلاف شاذ قرات مقبول نہیں نہ اس سے اس قرآن کے تواتر میں کوئی فرق پڑتا ہے تو اس قول کو بوجہ شذوذ رد کر دیا جائے گا۔ اور تلقی یا اجماع پر اس کا ذرہ بھر اثر نہ ہوگا۔ اور اگر وہ قول سنداً بھی صحیح نہیں تو وہ منکر اور مردود ہوگا۔

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

> اور ائمہ اربعہ کے اجماع پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ عـ۲
>
> رکعات تراویح کے بارہ میں مذاہب اربعہ متواترہ کے متون متواترہ سے ایک حوالہ بھی پیش نہیں کیا جا سکتا کہ تراویح صرف آٹھ رکعت ہی سنت ہیں عـ۳ اس سے زائد بدعت ہیں۔ گویا بیس رکعت کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور آٹھ رکعت کو تلقی بالرد۔ جب انہوں نے بھی مان لیا کہ اس نماز کا نام تراویح ہے تو یاد رہے کہ تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ چار عـ۴ رکعت کے بعد ایک دفعہ آرام کرنے کو کہتے ہیں۔ تو چار رکعت کے بعد ایک ترویحہ ہوگا۔ آٹھ رکعت کے بعد دو ترویحے ہوں گے جن کو ترویحتین کہا جائے گا۔ کیونکہ عربی میں دو کو تثنیہ کہتے ہیں، جیسے والدین، طرفین، جانبین وغیرہ۔ اور بارہ رکعت کے بعد تین ترویحے ہوں گے۔ تو اب جمع کا صیغہ تراویح بولا جائے گا۔ ۱۲ رکعت سے کم رکعتوں پر تراویح کا لفظ ہی نہیں بولا جا سکتا۔ اسی لئے پورے خیر القرون میں ایک فرمان نبوی یا کسی ایک صحابی کا قول یا تابعی اور تبع تابعی کا قول بھی پیش نہیں کیا جا سکتا جس میں بارہ رکعت سے کم پر تراویح کا لفظ استعمال ہوا ہو۔
>
> سیدنا علی کرم اللہ وجہہ : عن ابی الحسنا ان علیا امر رجلا ان یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعت۔ ”حضرت ابوالحسناء سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات تراویح پڑھایا کرے۔“ عـ۵

جواب:

(۱) دلیل کیا ہے؟

اگر خلفائے راشدین و دیگر صحابہ سے ایک مسئلہ ثابت ہو تو کیا اسے دیوبندی مذہب کی وجہ سے رد کر دیا جائے گا؟

گواہی کے سلسلہ میں ابن ابی لیلیٰ کے قول پر کیوں فتویٰ دیا گیا ہے؟

(۲) یہ تمام دعاوی (دعوے) بلا دلیل ہیں۔

(۳) آٹھ رکعات کا سنت ہونا امام مالک، ابن العربی، القرطبی (اور) ابن ہمام وغیرہم سے ثابت ہے: ”ابن ھمام (حنفی) نے آٹھ کو سنت اور زائد کو مستحب لکھا ہے“ (براہین قاطعہ ص ۸)

”اور سنت مؤکدہ ہونا تراویح کا آٹھ رکعت تو باتفاق ہے اگر خلاف ہے تو بارہ میں ہے“

(براہین قاطعہ ص ۱۹۵)

قارئین کرام! براہین قاطعہ کا مصنف خلیل احمد انبیٹھوی مشہور غالی دیوبندی مقلد تھا۔

Islamic Research Centre Rawalpindi

۴ یا دو رکعت، کیا شریعتِ دیوبند میں ایسی کوئی دلیل ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ دو رکعت پڑھ کر آرام کرنے کو ترویحہ نہیں کہتے اور یہ کہ دو رکعت کے بعد آرام کرنا حرام ہے؟ بے شمار دیوبندی مساجد میں چار پر بھی آرام نہیں کرتے، اس طرح خیبر میل کی رفتار سے تراویح پڑھتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔

۵ اس پر بحث آگے آرہی ہے۔

6

الخیر ۳۱ نماز تراویح...

مصنف ابن ابی شیبہ : زید بن علی عن ابیہ عن جدہ عن علی رضی اللہ عنہم انہ امر الذی یصلی بالناس صلوۃ القیام فی شھر رمضان ان یصلی بھم عشرین رکعۃ یسلم فی کل رکعتین ویراوح مابین کل اربع رکعات فیرجع ذوالحاجۃ ویتوضا الرجل وان یوترھم من اخر اللیل حین الانصراف (مسند الامام زید ص۱۳۹) ع1 ”امام زید اپنے والد امام زین العابدین سے‘ وہ اپنے والد گرامی امام حسینؓ وہ اپنے والد محترم حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ رمضان میں نماز تراویح پڑھانے والے کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیتے۔ وہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتا اور ہر چار رکعت کے بعد وقفہ (ترویحہ) کرتا کہ صاحب حاجت حاجت سے فراغت کر سکے‘ بے وضو وضو کر سکے اور وتر رات کے آخری حصہ میں پڑھائے۔“

ان دونوں احادیث میں خلیفہ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حکم بھی ہے بیس رکعت پڑھانے کا اور لفظ تراویح بھی ہے۔ اور اس کو تلقی بالقبول بھی حاصل ہے۔ اب غیر مقلدین سے ہمارا مطالبہ یہی ہے کہ وہ بھی حضرت علیؓ آخری خلیفہ راشد سے آٹھ رکعت ع2 کا حکم اور اس کے ساتھ تراویح کا لفظ دکھا دیں۔ ہم نے دو احادیث پیش کی ہیں‘ وہ ایک ہی پیش کر دیں جس میں یہ تینوں باتیں ہوں۔ یہ تو زبیر علی کے بس کی بات نہیں۔ البتہ ابوالحسناء ع3 تابعی ان کا کہنا ہے‘ تعارف نہیں ہے۔ وہ حضرت علیؓ کے شاگرد ہیں ع4 حضرت امام حسینؓ اور حضرت ابو عبدالرحمن السلمی کے ہم جماعت ہیں۔ ان کی یہ روایت تلقی بالقبول کا شرف پا چکی ہے۔ اس کے مقابلہ مین آپ اس پر ایسی مفسر جرح کریں جو متفق علیہ بھی ہو اور اس کا ثبوت بھی تواتر سے ہو۔ جس روایت کو تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہو اس کو رد کرنا صرف جہالت ہی نہیں شرارت بھی ہے۔

عن سعید بن عبید ان علی بن ربیعہ کان یصلی بھم فی رمضان خمس ترویحات و یوتر بثلاث (مصنف ابن ابی شیبہ) ”حضرت سعید بن عبید سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ربیعہ رمضان میں ہمیں پانچ ترویح (بیس رکعت تراویح) اور تین وتر پڑھاتے تھے۔“ ع5

یہ علی بن ربیعہ حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت علیؓ کے شاگرد ہیں۔ اس میں بھی تراویح کا لفظ موجود ہے اور تا قیامت ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ اس پہلی صدی میں آٹھ رکعت کے ساتھ تراویح کا لفظ استعمال ہوا ہو یا ایک شخص کا نام بتایا جائے جو بیس تراویح کی جماعت سے آٹھ پڑھ

Islamic Research Centre Rawalpindi

کر بھاگ جاتا ہو۔

٦

عن ابی البختری انہ کان یصلی خمس ترویحات فی رمضان ویوتر بثلاث (ابن ابی شیبہ)

٤٧٩

جواب:

(١) زیدی شیعوں کی یہ مسند زید، موضوع اور سفید جھوٹ ہے۔

(دیکھئے تعداد رکعاتِ قیامِ رمضان کا تحقیقی جائزہ ص ۲۹)

اس کا راوی عمرو بن خالد الواسطی ہے جو کہ اوکاڑوی حیاتی کی طرح کذاب ہے، امام احمد نے اسے کذاب کہا ہے۔ (تعداد رکعات ایضاً)

امام احمد بن حنبل کے باغیوں کا اس موضوع کتاب سے استدلال کرنا خود ان لوگوں کی رسوائی کا باعث ہے۔

(٢) جب ہم جناب (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ سے آٹھ کا حکم ثابت کرتے ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں صحابی سے ثابت کرو، اگر ہم قولی حدیث پیش کردیں مثلاً مسئلہ وتر، تو یہ فعلی حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں، اگر ہم فعلی احادیث پیش کریں مثلاً مسئلہ رفع الیدین تو یہ قولی حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں (!) سارا مقصد مذہبِ دیوبند کو بچانا ہے اور بس!

اوکاڑوی صاحب خود لکھتے ہیں:

''مدعی سے خاص دلیل کا مطالبہ کرنا کہ یہ خاص قرآن سے دکھاؤ یا خاص ابوبکرؓ و عمر فاروقؓ کی حدیث دکھاؤ یا خاص فلاں فلاں کتاب سے دکھاؤ یہ محض دھوکا اور فریب ہے کتاب و سنت نے دلیل خاص کی ہرگز پابندی عائد نہیں کی ...... یہ خالص مرزا قادیانی کی سنت ہے'' (تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۲۱ و مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۹۷)

معلوم ہوا کہ اوکاڑوی صاحب نے مرزا قادیانی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے خاص ''حضرت'' علی رضی اللہ عنہ سے حدیث کا مطالبہ کیا ہے، اور ان (اوکاڑوی) کا یہ مطالبہ محض دھوکا

Islamic Research Centre Rawalpindi

اور فریب ہے۔

اوکاڑوی صاحب اگر ہم آپ سے خاص دلیل کا مطالبہ کر بیٹھیں تو آپ کو بھاگنے کا راستہ بھی نہ ملے گا۔ اچھا چلو خاص اپنے مزعوم امام ابوحنیفہ سے باسند صحیح ثابت کرو کہ صرف بیس رکعات تراویح سنتِ مؤکدہ ہیں اور ان سے کم یا زیادہ کا فاعل گنہ گار ہے۔

۳ کتب اسماء الرجال سے ابوالحسناء کا ثقہ ہونا اور تابعی ہونا ثابت کریں۔

۴ یہ بھی ثابت کریں کہ یہ ابوالحسناء جناب (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ کا شاگرد تھا۔

۵ **الف:** کیا مصنف ابن ابی شیبہ، ائمہ اربعہ کی کتب متون میں سے ہے۔

ب: کیا علی بن ربیعہ رحمہ اللہ یہ رکعتیں سنتِ مؤکدہ سمجھ کر پڑھنے کے قائل تھے؟ مجرد پڑھنا پیش کرنے کی ضرورت نہیں، اپنے دعویٰ کے مطابق دلیل لائیں۔

۶ اس روایت کی سند (یہ ہے): **حدثنا غندر عن شعبة عن خلف عن ربیع**

(ابن ابی شیبہ ج۲ ص۳۹۳)

آپ خلف اور ربیع کا کتبِ رجال سے تعارف کرائیں اور یہ بھی ثابت کریں کہ وہ یہ رکعتیں سنتِ مؤکدہ سمجھ کر پڑھتے تھے۔ **إذلیس فلیس**

7

نماز تراویح... ۳۲

"حضرت ابوالبختری رمضان میں پانچ ترویحے اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔"

حضرت ابوالبختری جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کے شاگرد ہیں اور ۸۳ھ میں شہید ہوئے آپ بھی پہلی صدی ہجری کے امام التراویح ہیں۔ اور آپ بیس تراویح پڑھاتے تھے۔ اس روایت میں بھی تراویح کا لفظ ہے نہ یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ اس صدی میں کسی نے آٹھ رکعت کے ساتھ تراویح کا لفظ استعمال کیا' نہ یہ کہ کوئی آٹھ پڑھ کر بھاگ جاتا ہو' نہ یہ کہ کسی نے بیس رکعت تراویح کو بدعت قرار دیا ہو' نہ یہ کہ کسی نے بیس رکعت کے خلاف اشتہار بازی کی ہو' انعامی چیلنج دیئے ہوں اور مناظرے کا شور مچایا ہو۔

ثنا ابوالخصیب قال کان یومنا سوید بن غفلة فی رمضان خمس ترویحات عشرین رکعة (بیہقی ص۴۹۶' ج۲) حضرت ابوالخصیب سے روایت ہے کہ حضرت سوید بن غفلہ رمضان میں پانچ ترویحے بیس رکعات پڑھاتے تھے۔ یہ بھی جلیل القدر تابعی ہیں۔ ۸۲ھ میں وصال فرمایا۔ اس میں بھی بیس رکعت کے ساتھ تراویح کا لفظ موجود ہے۔ کیا اس کے مقابلہ میں اس پہلی صدی میں

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

پوری اسلامی دنیا میں ایک مسجد کا امام بتایا جا سکتا ہے کہ وہ رمضان میں صرف آٹھ رکعت پڑھاتا اور اس کو نماز تراویح کہتا ہو۔

اسی طرح حضرت شتیر بن شکل ۶۵ھ جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت علیؓ سیدہ حفصہ اور سیدہ ام حبیبہ کے شاگرد ہیں بیس تراویح پڑھایا کرتے تھے (بیہقی ص۴۹۶ ج۲) امام حارث ہمدانی جو حضرت علیؓ کے شاگرد ہیں بھی بیس تراویح پڑھایا کرتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ) امام ابن ابی ملیکہ ۱۱۷ھ بھی بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ) اس کے بعد مذاہب اربعہ مدون ہو کر متواتر ہوگئے۔ ان کے بارہ میں علامہ سید محمد انور شاہ نوراللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں: لم یقل احد من الائمہ الاربعہ باقل من عشرین رکعت فی التراویح والیہ جمہور الصحابہ رضوان اللہ علیہم (العرف الشذی ص۳۰۹ ج۱) "ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی بیس رکعت سے کم تراویح کا قائل نہیں اور جمہور صحابہ رضوان اللہ علیہم بھی اسی کے قائل تھے۔ یہاں تک کہ امام ترمذی نے ۸ رکعت تراویح کسی کا مذہب ہونا ذکر ہی نہیں کیا۔

ایک اور دعویٰ: صاحب رسالہ نے ص۱۳ پر یہ دعویٰ کیا ہے: "تہجد، تراویح، قیام اللیل، قیام رمضان، وتر ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں"۔ مگر اس دعویٰ پر نہ کوئی قرآن پاک کی آیت دلیل میں پیش کی ہے اور نہ ہی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ

(۳/۱۰)

جواب:

① یہ بھاگنے والے، اس دور میں آپ کے دیوبندی بھائی ہی ہوتے ہیں۔ اہلِ حدیث تو پڑھتے ہی آٹھ ہیں سنت سمجھ کر، اور پڑھتے بھی اہلِ حدیث کے پیچھے ہی ہیں۔

② امام مالک رحمہ اللہ کا قول (ص ۴۱) پر گزر چکا ہے، میرے علم میں کسی مستند عالم نے بیس رکعات کو سنت مؤکدہ نہیں کہا ہے، رہے مقلدین حضرات تو ان کا قول اور عدمِ قول ایک برابر ہے۔

③ نفل سمجھ کر پڑھنے والا بیس رکعات پڑھے یا چالیس، اس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں، اختلاف صرف سنتِ مؤکدہ سمجھ کر پڑھنے میں ہے۔ کیا سوید بن غفلہ رحمہ اللہ یہ بیس رکعات سنتِ مؤکدہ سمجھ کر پڑھتے تھے؟ **هاتوا برهانكم إن كنتم صادقين**

(نیز دیکھئے نمبر ۴ تا نمبر ۶)

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

④ اس کی مکمل سند مع توثیقِ رواۃ وتصحیح السند بمطابق اصولِ حدیث پیش کریں۔

(نیز دیکھئے نمبر ۵ ونمبر ۶)

⑤ حارث ہمدانی کا تعارف اسماء الرجال سے کرائیں اور حارث تک سند کی تصحیح بھی ثابت کریں۔ نیز دیکھئے نمبر ۶ [حارث الاعور کو امام شعبی کذاب کہتے تھے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب وغیرہ]

⑥ کیا ابن ابی ملیکہ (وحارث وشتیر وسوید بن غفلہ) یہ رکعتیں سنتِ مؤکدہ سمجھ کر پڑھتے تھے؟ مصنف ابن ابی شیبہ (ج ۲ ص ۳۹۳) کے محولہ صفحہ پر لکھا ہوا ہے کہ

① عبدالرحمٰن بن الاسود ۴۰ + ۷ = ۴۷ رکعتیں پڑھتے تھے۔

② داود بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں لوگوں کو ۳۶ + ۳ = ۳۹ رکعتیں پڑھتے ہوئے پایا ہے۔ [ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۳ ح ۷۶۸۸ وسندہ صحیح]

③ سعید بن جبیر ۶ ترویحات اور ۷ ترویحات پڑھتے تھے۔

اوکاڑوی صاحب ۴ رکعتوں کو ترویحہ کہتے ہیں لہٰذا یہ ۲۴ اور ۲۸ رکعتیں ہیں، کیا یہ لوگ یہ رکعتیں سنتِ مؤکدہ سمجھ کر پڑھتے تھے؟

اگر یہ سنتِ موکدہ نہیں ہیں تو بیس رکعات بھی سنتِ موکدہ نہیں ہیں۔

⑦ انور شاہ صاحب ایک غالی دیوبندی تھے جو وتر والی صحیح حدیث کا جواب چودہ (۱۴) سال تک سوچتے رہے۔ دیکھئے العرف الشذی (ص ۱۰۷) وتعداد رکعات قیامِ رمضان (ص ۵۶) آخری عمر میں وہ اپنی ان کارروائیوں پر سخت شرمندہ تھے۔

دیکھئے وحدت امت (ص ۱۸ تا ۲۰)

دیوبندیوں کی یہ عادت ہے کہ اہلِ حدیث کے خلاف اپنی کتابوں، مضامین اور تقریروں میں اپنے مقلد مولویوں کے اقوال وغیرہ پیش کرتے (رہتے) ہیں، حالانکہ ان کے یہ صنادید فریقِ مخالف کی حیثیت رکھتے ہیں۔

یہاں پر بطورِ تنبیہ عرض ہے کہ ہم، دیوبندیوں اور تمام گمراہوں کے خلاف ان کے اکابر، احبار ورھبان کے اقوال وغیرہ بطورِ الزام الخصم واتمامِ حجت پیش کرتے ہیں جس کی

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

دلیل ہمارے پاس صحیح احادیث ہیں۔ میں نے یہ مسئلہ نیل المقصود فی التعلیق علیٰ سنن ابی داود (ج ۲ ص ۵۶۹ ح ۱۲۶۲) وغیرہ میں مدلل لکھا ہے۔ والحمدللہ

انور شاہ صاحب تہجد و تراویح کو ایک ہی نماز سمجھتے ہیں۔ دیوبندی اس بات کو صرف ''غیر مقلدین'' کا موقف ہی سمجھتے ہیں۔ انور شاہ صاحب کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ آٹھ رکعات تراویح پڑھتے تھے۔ (العرف الشذی ۱/۱۶۶)

۸ ص ۱۳ (تا ۱۶) پر اس دعویٰ کی دس دلیلیں مذکور ہیں، قارئین سے درخواست ہے کہ ''تعدادِ رکعاتِ قیامِ رمضان کا تحقیقی جائزہ'' کا خود مطالعہ کریں۔

۹ اس دعویٰ کی دلیل نمبر: ا یہ لکھی ہوئی ہے: ''نبی ﷺ سے تہجد اور تراویح کا علیحدہ علیحدہ پڑھنا قطعاً ثابت نہیں ہے'' (ایضاً ص ۱۳، طبع جدید ص ۱۶)

اوکاڑوی صاحب کا کام ہے کہ اس دلیل کو وہ حدیث پیش کر کے توڑ دیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ نبی ﷺ تہجد علیحدہ پڑھتے تھے اور تراویح علیحدہ پڑھتے تھے۔ اس دعویٰ کی آخری دلیل نمبر ۱۰ بھی حدیث ہی ہے۔ والحمدللہ

8

الخیر ۳۴ نماز تراویح ....

جو دیواروں پر لکھتے ہیں: اہل حدیث کے دو اصول' فرمان خدا فرمان رسول' یہ محض جھوٹ ہے' ع ۱ سراسر دھوکا ہے۔ یہ حضرات دو رخی پالیسی کے ماہر ہیں۔ ص ۸۳ پر نوٹ دیتا ہے: ''مقلدین مثلاً ملا علی قاری وغیرہ کے حوالے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابوحنیفہ' مالک' شافعی' احمد' بخاری' مسلم وغیرہم یا ان جیسے علماء کے حوالے پیش کریں'' ع ۲ ۔ اب پہلا سوال تو یہ ہے کہ آپ نے ان چھ حضرات کی تقلید کا کب سے التزام فرمایا ہے؟ ع ۳ اور کس دلیل سے یہ التزام فرمایا ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ جناب نے ص ۱۴ پر امام زیلعی حنفی' امام ابن حجر عسقلانی شافعی' امام ابن ہمام حنفی' امام عینی حنفی' امام سیوطی شافعی کے حوالے کس لئے پیش کئے ہیں ع ۴ ۔ ام تقولون مالا تفعلون۔ دیگراں را نصیحت خود میاں فضیحت۔ اور پھر یہ پانچوں اس بات کے قائل ہیں کہ استقرار بیس رکعت تراویح پر ہوا ع ۵ ۔ اور ان میں سے کسی ایک کے بارہ میں آپ ثابت نہیں کرسکتے کہ وہ آٹھ پڑھ کر مسجد سے بھاگ جاتا ہو۔ ع ۶

دیوانے کی بڑ : کہتا ہے چودہ سو سال میں کسی ایک ثقہ محدث سے ثابت کریں کہ حدیث عائشہؓ کا تعلق نماز تراویح کے ساتھ نہیں۔ جناب من! امام مالک' امام عبدالرزاق' امام مسلم' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابوداؤد' امام ابوعوانہ' امام ابن خزیمہ' امام دارمی' امام مروزی' صاحب

Islamic Research Centre Rawalpindi

مشکوۃ- یہ حضرات محدث[7] تھے یا نہیں؟ ان کی کتابوں میں تراویح کے ابواب ہیں یا نہیں؟ مگر ان میں سے کوئی بھی حدیث عائشہؓ کو تراویح کے باب میں نہیں لایا[8]- امام بخاری اس حدیث کو تہجد کے باب میں لائے اور قیام رمضان میں بھی تاکہ تراویح کے بعد تہجد پڑھی جائے- چنانچہ امام بخاری خود تراویح کے بعد تہجد پڑھا کرتے تھے (تیسیر[9] الباری ص۴۹ ج۱) میاں نذیر[10] حسین بھی آپ کے نزدیک محدث تھے یا نہیں؟ وہ بھی تراویح کے بعد تہجد پڑھا کرتے تھے (الحیات بعد الممات ص۱۳۸) میاں نذیر حسین کے دادا استاد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بھی محدث[11] تھے یا نہیں؟ وہ صاف صاف تصریح فرماتے ہیں کہ حدیث عائشہؓ کا کوئی تعلق نماز تراویح سے نہیں (حاشیہ مالا بد منہ ص۶۹ فتاوٰی عزیزی ص۴۸۱ تا ص۴۸۶)

دوسری بڑ : چودہ سو سال میں کسی ایک ثقہ محدث سے ثابت کریں کہ تراویح اور تہجد من حیث کل الوجوہ علیحدہ علیحدہ نمازیں ہیں[12]- چودہ سو سال کے محدثین نے جس طرح ظہر اور عصر کے باب الگ الگ باندھے ہیں مغرب اور عشاء کے باب الگ الگ باندھے ہیں- جمعہ اور عیدین کے ابواب الگ الگ باندھے ہیں- اسی طرح تہجد' قیام رمضان اور وتر کے ابواب بھی الگ الگ

۴۸۱

جواب:

(۱) الحمد للہ ہم قرآن وحدیث کو حجت سمجھتے ہیں، قرآن وحدیث سے اجماع کا حجت ہونا ثابت ہے، ہم اس کے بھی قائل ہیں، قرآن وحدیث اور اجماع سے اجتہاد کا جواز ثابت ہے ہم بھی اس کے جواز کے قائل ہیں۔ ہر اجتہاد عارضی ووقتی ہوتا ہے، اسے دائمی قانون کی حیثیت حاصل نہیں، قرآن وحدیث اور اجماع سے تقلید کی ممانعت ثابت ہے لہٰذا ہم تقلید کے مخالف ہیں۔ والحمد للہ

دیوبندیوں کے نزدیک نہ قرآن حجت ہے اور نہ حدیث، نہ اجماع حجت ہے اور نہ اجتہاد کرنا، وہ صرف اور صرف (بقولِ خود) امام ابوحنیفہ کے قول کے مقلد ہیں۔ کما تقدم (ص ۳۴)

لہٰذا اوکاڑوی ہو یا کوئی دیوبندی، اصولاً انھیں صرف امام کا قول پیش کرنا چاہئے، قرآن کی کسی آیت، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی کسی حدیث اور اجماع سے وہ صرف اس وقت استدلال کر سکتے ہیں جب ان کے مزعوم امام نے ان سے استدلال کیا ہو۔ إذلیس فلیس

یہ بے اصول لوگ اپنے خودساختہ اصولوں پر کبھی قائم نہیں رہتے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi

۲ یہ لغت یا اصطلاح کی کس کتاب کا مسئلہ ہے کہ کسی امام کے قول پیش کرنے کا مطالبہ تقلید کہلاتا ہے؟

جنابِ والا! میں آپ کو اس سوال کے ذریعے یہ سمجھاتا ہوں کہ آپ اپنے اس مسئلہ: ''بیس رکعات سنت مؤکدہ ہیں'' میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی وغیرہم کے مخالف ہیں۔

۳ ائمہ اربعہ ودیگر اماموں نے تقلید سے منع کیا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۰ ص ۱۰، ۲۱۱ وغیرہ)

نیز دیکھئے ص ۳۵

لہٰذا ان کی تقلید کرنے والا ان اماموں کا مخالف ہے۔

۴ (یہ حوالے) آپ پر بطورِ الزام و اتمامِ حجت پیش کئے ہیں۔ ص ۱۵، پر ان جیسے ایک قول کے بعد یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ''یہ مخالفین کے گھر کی گواہی ہے''

۵ زبانی دعویٰ نہ کریں بلکہ ان علماء سے باحوالہ کتاب، جلد و صفحہ وغیرہ یہ ثابت کریں کہ

① بیس رکعات تراویح سنتِ موکدہ ہیں۔

② تہجد اور تراویح علیحدہ نماز ہے۔

③ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعلق تراویح کے ساتھ نہیں ہے۔

۶ کیا وجہ ہے کہ آپ کے دیوبندی آپ کی تقلید نہیں کرتے؟ اور آٹھ پڑھ کر بھاگ جاتے ہیں؟!

۷ یہ تمام محدثین تھے مگر ان میں سے ایک بھی یہ نہیں کہتا کہ حدیثِ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا تعلق تراویح کے ساتھ نہیں ہے، کسی کا باب نہ باندھنا آپ کے دعوی کی دلیل نہیں ہے۔

آپ رفع یدین کے خلاف، بے انصافی کا ارتکاب کرتے ہوئے حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ پیش کرتے ہیں حالانکہ ان و دیگر محدثین میں سے کسی نے بھی اس پر ترک رفع یدین کا باب نہیں باندھا۔

۸ اس کا جواب ص ۷ پر گزر چکا ہے۔

۹ تیسیر الباری سے اسکی امام بخاری تک پوری سند پیش کریں اور اس سند کا صحیح ہونا

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

بھی ثابت کریں، چونکہ تہجد بھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی سنت ہے لہٰذا یہ بھی ثابت کریں کہ امام بخاری رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح، سنتِ مؤکدہ سمجھ کر اور بعد میں تہجد، سنت سمجھ کر پڑھتے تھے۔ إذليس فليس

⑩ بے شک وہ محدث تھے، آپ کے ممدوح خواجہ غلام فرید نے غلو کرتے ہوئے ان (سید نذیر حسین دھلوی رحمہ اللہ) کے بارے میں کہا: ''وہ تو ایک صحابی معلوم ہوتے ہیں''

(مقابیس المجالس ص ۷۹۶)

سید نذیر حسین الدہلوی رحمہ اللہ گیارہ رکعات کے قائل تھے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ا ص ۶۳۵)

لہٰذا (۸+۳) گیارہ (۱۱) رکعات سنت سمجھ کر پڑھنے کے بعد رات کے کسی حصے میں کچھ نوافل پڑھ لیے تو اس سے آپ کا دعویٰ کہاں سے ثابت ہو گیا؟

⑪ محدث تو تھے مگر ان کا ثقہ ہونا معلوم نہیں، فتاویٰ عزیزی کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ معتدل قسم کے مقلد تھے اور مقلد کا ثقہ ہونا ثابت نہیں ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب موضوع و بے اصل احادیث کو ''صحیح احادیث'' لکھتے ہیں۔
دیکھئے (فتاوی عزیزی ص ۷۴۴ و مختصر منہاج السنة للذہبی ص ۲۸)
خیر القرون سے لے کر انگریزی دور تک اوکاڑوی صاحب کو کوئی محدث نہیں ملا!

⑫ اوکاڑوی صاحب اس سلسلہ میں کچھ بھی ثابت نہیں کر سکے۔ والحمد للہ

(9) الخیر (۳۴) نماز تراویح...

باندھے ہیں۔ اسی طرح چودہ سو سال کے فقہاء نے بھی اپنی کتابوں میں ان نمازوں کے مسائل الگ الگ بیان کئے ہیں۔

تیسری بڑ : چودہ سو سال میں کسی ایک محدث سے ثابت کریں کہ بیس رکعت تراویح کے سنت ہونے پر اجماع ہے۔ جناب سے گزارش ہے کہ پہلے سنت اور اجماع کی جامع مانع تعریف دلیل شرعی سے ثابت کریں۔ اہل سنت والجماعت کے ہاں سنیت کے لئے مواظبت اور استقرار ضروری ہے۔ اور تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ استقرار بیس رکعت تراویح پر ہی ہوا ہے۔ امام ابن قدامہ حنبلی (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں بیس تراویح کا ذکر کرکے هذا كالاجماع المغنى (المغنی ص ۸۰۳ ج ا) ملا علی قاری فرماتے ہیں: فصارا اجماعا (شرح نقایہ ص ۱۰۴ ج ا) نواب صدیق حسن

Islamic Research Centre Rawalpindi

فرماتے ہیں: قد عدوا ما وقع فی زمن عمر کالاجماع (عون الباری ص۳۰۷،ج۴) هذا کالاجماع ۔ (اوجزالمسالک) اب جناب کا فرض ہے کہ کسی ایک ثقہ محدث یا مجتہد سے آٹھ رکعت پر استقرار اور اجماع ثابت کریں جس کی نقل اسی طرح ہر صدی میں متواتر ہوتی آ رہی ہو۔

چوتھی بڑ : چودہ سو سال میں کسی ایک ثقہ محدث سے ثابت کریں کہ آٹھ رکعت سنت نبوی نہیں (ص ۸۳)

(۱) امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: "جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تراویح کے باب میں کوئی معین عدد ثابت ہے جو کم و بیش نہیں ہوسکتا وہ غلطی پر ہے" (فتاویٰ ابن تیمیہ ص۴۶،ج۲) ۳

(۲) علامہ سبکی شافعی فرماتے ہیں: "یہ منقول نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان راتوں میں کتنی رکعتیں پڑھیں۔ بیس یا اس سے کم (مصابیح ص۴۴) ۴

(۳) علامہ شوکانی فرماتے ہیں: "تراویح کو کسی خاص عدد میں منحصر کردینا اور اس میں خاص مقدار قرات کا مقرر کرنا ایسی بات ہے جو سنت میں وارد نہیں ہوئی (نیل الاوطار ص۴۶،ج۳) ۵

(۴) علامہ وحیدالزمان فرماتے ہیں: "رمضان کی راتوں کی تراویح کے لئے کوئی عدد معین نہیں" (نزل الابرار ص۱۲۶،ج۱) ۶

(۵) میر نورالحسن صاحب فرماتے ہیں: "تراویح کا کسی مرفوع حدیث میں کوئی معین عدد نہیں آیا (عرف الجادی ص۸۴) ۷ ۸

(۶) نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں: "عدد معین مرفوع روایت میں نہیں ہے (الانتقاد الرجیح

جواب:

① اوکاڑوی صاحب!

آپ بیس رکعات کے سنتِ مؤکدہ ہونے اور اس پر اجماع کے قائل ہیں لہٰذا آپ پر یہ لازم ہے کہ سنتِ مؤکدہ اور اجماع کی تعریف اپنے مزعوم امام سے باسند صحیح ثابت کریں۔

② مغنی ابن قدامہ (ج ۱ ص ۴۵۶ مسئلہ ۱۰۹۵) میں بیس رکعات کے سنتِ موکدہ ہونے پر اجماع مذکور نہیں بلکہ صرف "المختار" پر " کالاجماع " لکھا ہوا ہے، یعنی اجماع نہیں ہے مگر اجماع جیسا ہے۔

اسی مغنی ابن قدامہ (ج ۱ ص ۱۸۱ مسئلہ ۴۲۶) پر یہ لکھا ہوا ہے کہ جرابوں پر مسح کے بارے

Islamic Research Centre Rawalpindi

میں اجماع ہے کہ جائز ہے۔"فكان إجماعًا" اوکاڑوی صاحب وغیرہ اس اجماع کے سراسر مخالف ہیں۔ ملا علی قاری، صدیق حسن بھوپالی وغیرہما کے حوالے فضول و مردود ہیں۔

۳ فتاویٰ ابن تیمیہ کی بحث مذکور کی مکمل فوٹوسٹیٹ اور اس کا ترجمہ پیش کریں۔

مجموع فتاوی ابن تیمیہ (ج ۲۳ص ۱۱۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ گیارہ (۱۱) رکعات تراویح پڑھنا حسن یعنی اچھا ہے۔ نیز دیکھئے انوار مصابیح (ص ۵۶تا۵۹)

۴ السبکی کا پورا کلام لکھیں اور پھر اس کا ترجمہ کریں، اسی کلام میں سبکی صاحب لکھتے ہیں کہ "فإن ذلك من النوافل من شاء أقل ومن شاء أكثر"

پس یہ بات نوافل میں سے ہے، جس کی مرضی ہو کم تعداد میں پڑھے اور جس کی مرضی ہو زیادہ تعداد میں پڑھے۔

(الحاوی للفتاوی ج ا ص ۳۵۰ والمصابیح فی صلاۃ التراویح للسیوطی ص ۴)

اسی کلام میں گیارہ رکعات کو "هی صلوة رسول الله ﷺ" بھی لکھا ہوا ہے۔

(حوالہ مذکورہ انوار مصابیح ص ۶۰)

۵ نیل الاوطار وغیرہ کے حوالوں میں حبیب الرحمٰن اعظمی کذاب و وضاع نے جو خیانتیں کی تھیں، مولانا نذیر احمد رحمانی رحمہ اللہ نے انوار مصابیح (ص ۶۶) وغیرہ میں مفصل جواب دے دیا تھا مگر اوکاڑوی صاحب اُگلے ہوئے نوالے چبا رہے ہیں۔ نیل الاوطار میں ہی شوکانی صاحب نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ سے رمضان میں گیارہ (۱۱) کا عدد ثابت ہے۔

۶ اہلِ حدیث کے خلاف وحید الزمان، نور الحسن اور نواب صدیق حسن خان کے حوالے پیش کرنا اصولاً غلط ہے۔ دوسرے یہ کہ اوکاڑوی صاحب کی ایک طویل عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ "نواب صدیق حسن خان، وحید الزمان اور میر نور الحسن کی کتابیں، اہلِ حدیث علماء اور عوام سب کے نزدیک متروک ہیں۔

دیکھئے تجلیات صفدر (ج ا ص ۶۲۱ طبع جمعیۃ اشاعت العلوم الخ)، مجموعہ رسائل (ج ۳ص ۹۷)

بالاتفاق متروک کتابوں کے حوالے پیش کرنا کون سی دیوبندی عدالت کا انصاف ہے؟

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

''نزل الابرار'' کو حال ہی میں انتہائی گمراہ اور ساقط العدالت دیوبندیوں نے لاہور سے شائع کیا ہے اور اپنا نام ''جمعیت اہل سنت لاہور'' رکھ دیا ہے۔ حالانکہ دیوبندیوں کا اہلِ سنت سے کوئی تعلق نہیں ہے، اوکاڑوی حیاتی دیوبندی صاحب اپنے اکابر کی طرح کذاب اور متروک ہیں۔

بانی دیوبند، محمد قاسم نانوتوی صاحب کہتے ہیں کہ

''میں سخت نادم ہوا اور مجھ سے بجز اس کے کچھ بن نہ پڑا کہ میں جھوٹ بولوں لہٰذا میں نے جھوٹ بولا (اور صریح جھوٹ میں نے اسی روز بولا تھا)''

(ارواح ثلاثہ ص ۲۳۱ حکایت نمبر ۳۹۱ ومعارف الاکابر ص ۲۶۰)

اس پر اشرفعلی تھانوی صاحب حاشیہ لکھتے ہیں کہ

''چونکہ اس میں کسی کا ضرر نہ تھا اس لئے اباحت کا حکم کہا جائے گا'' (ایضاً)

یعنی نانوتوی صاحب، تھانوی صاحب کے نزدیک جھوٹ بولنا مباح ہے۔ میں نے ''نزل الابرار'' جو کہ متروک کتاب ہے کھول کر دیکھی اس میں لکھا ہوا ہے کہ

'' والأرجح أن يصلى أحدى عشرة ركعة (مع الوتر)''

راجح یہی ہے کہ گیارہ (۱۱) رکعات (وتر کے ساتھ) پڑھی جائیں۔ (نزل الابرار ج۱ ص ۱۲۶)

اسی ایک حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حیاتی صاحب نے نور الحسن اور صدیق حسن خان کے حوالوں میں کیا کیا خیانتیں نہ کر رکھی ہوں گی۔

۷، ۸: اس کا جواب سابقہ حوالے میں گزر چکا ہے۔

10 (ص ۶۱)

جناب ایک محدث کہتے تھے' یہاں چھ محدث ہیں جو کہہ رہے ہیں کہ حضور سے کوئی بھی عدد معین ثابت نہیں۔

ہمارا سوال : جناب نے ہر سوال میں محدث کی قید لگائی ہے۔ فقیہ اور مجتہد کی قید کیوں نہیں لگائی ہے جبکہ خداوند قدوس نے اپنے بندوں کو فقہا کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے: لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون- ''تاکہ وہ دین میں فقیہ بنیں اور اپنی قوم کو

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

ڈرائیں جب وہ لوٹیں ان کی طرف تاکہ وہ بچ جائیں۔" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فقہ کو خیر اور فقہاء کو خیار فرمایا (متفق علیہ) اور یہ بھی فرمایا کہ ہر حامل فقہ (محض محدث) فقیہ نہیں ہوتا (ترمذی) اور خود محدثین کا اعتراف ہے کہ فقہاء معانی حدیث میں ہم سے بڑے عالم ہیں (ترمذی) امام بخاری فرماتے ہیں: علیک بالفقہ فقہ کو لازم پکڑنا فانہ...... بے شک وہ حدیث کا پھل ہے (الحطہ) اور محدثین فقہاء کو طبیب اور اپنے آپ کو پنساری کہتے ہیں (تاریخ بغداد) اور یہ محدثین تو خود ائمہ اربعہ کے خوشہ چین اور مقلد ہیں۔ کسی کا ذکر طبقات حنفیہ میں ہے، کسی کا طبقات مالکیہ میں، کسی کا طبقات شافعیہ میں، کسی کا طبقات حنابلہ میں۔ محدثین کے حالات میں طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب کسی مسلمہ محدث یا مورخ نے لکھی ہی نہیں اور نہ ہی کسی مسلمہ محدث کا اعتراف ہے کہ میں نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا اور نہ تقلید کرتا ہوں بلکہ غیر مقلد ہوں۔ اب جناب کے سوالات ایسے احمقانہ ہوں گے جیسے کوئی پاگل یہ کہے کہ میں کسی ڈاکٹر کا نسخہ نہیں مانتا جب تک کوئی پنساری اس نسخہ کی توثیق نہ کرے۔ پھر یہ بھی بتائیے کہ محدثین کے مکمل اصول و فروع کہاں مدون اور متواتر ہیں۔ موجود متواتر فقہوں کو چھوڑ کر معدوم فقہ کی دعوت دنیا کو معدوم العقل والعلم ہی کر سکتا ہے۔

شعبدہ بازیاں: زبیر علی نے ص۸ پر یہ عنوان دیا ہے اور لکھا ہے کہ (مولانا) خیر محمد نیلوی چشتی دلاوری اعظم گڑھی نے ابو شیبہ بن عثمان جیسے متروک اور متہم بالکذب راوی کی تقویت اور دفاع کی کوشش کی ہے اور ص۷ پر بیس تراویح کی مرفوع حدیث کو موضوع لکھا ہے۔ اندھوں میں کانا راجا کی مثال تو سنی تھی غیر مقلدین اس کپڑا فروش کو امام الجرح والتعدیل کہتے ہیں جس کو تقریب التہذیب کی دو سطریں بھی صحیح پڑھنی نہ آئیں۔ ابن حجر مقلد شافعی نے جرح و تعدیل کے بارہ طبقوں کا ذکر کیا ہے۔ العاشرة من لم یوثق البتہ وضعف مع ذالک بقادح والیہ الاشارة بمتروک

نماز تراویح ۳۶

الحدیث او واھی الحدیث او ساقط۔ الحادیہ عشر من اتھم بالکذب الثانیہ عشر من اطلق علیہ اسم الکذب والوضع (تقریب ص۱۰) دسواں طبقہ ان راویوں کا ہے جن کی بالکل توثیق نہیں کی گئی اور ان کو ضعیف کہا گیا۔ جرح مفسر کے سبب سے اس کی طرف اشارہ متروک الحدیث یا واھی الحدیث یا ساقط سے کیا جائے گا۔ گیارھواں طبقہ وہ ہے کہ راوی متہم بالکذب ہو اور بارھواں طبقہ وہ ہے کہ راوی پر کذب اور وضع کا اطلاق ہو۔ پھر حافظ ابن حجر نے ص۲۲ پر لکھا ہے کہ ابوشیبہ سے صحاح ستہ والوں میں سے ترمذی اور ابن ماجہ نے حدیث لی ہے۔ وہ واسط کا قاضی ہے اور متروک الحدیث ہے۔ لیکن کپڑا فروش نے تینوں طبقات کو گڑبڑ کردیا ہے۔ موضوع بارھویں طبقے والے کی حدیث ہوتی ہے نہ کہ دسویں طبقے والے کی۔ جب کہ ابوشیبہ کا دسویں طبقہ میں شامل کرنا بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ دسویں طبقہ کے راوی میں دو باتیں ہونا ضروری ہیں: (۱) اس کی کسی نے توثیق نہ کی ہو جبکہ امام یزید بن ہارون نے اس کو نہ صرف عادل بلکہ اعدل قرار دیا ہے۔ (۲) دوسری بات یہ کہ اس پر جرح مفسر ہو۔ ابوشیبہ پر جرح مفسر صرف شعبہ نے کی ہے "کہ اس نے حکم سے ابن

Islamic Research Centre Rawalpindi

ابی یعلی سے روایت کیا ہے کہ جنگ صفین میں ستر بدری شریک تھے۔ شعبہ نے کہا یہ کذب ہے۔ خدا کی قسم! میں نے حکم سے مذاکرہ کیا تو ہم نے صفین میں خزیمہ کے سوا کوئی بدری نہ پایا۔ امام ذہبی فرماتے ہیں سبحان اللہ! وہاں علی حاضر تھے اور عمار شریک تھے" (میزان ص۴۷ ج۱) اب اس کی چارج شیٹ یہ ہے کہ ابوشیبہ نے حکم بن عتیبہ کے حوالہ سے شرکاء صفین میں اہل بدر کی گنتی غلط بتائی۔ تو ذہبی کے مطابق یہ غلطی تو خود حکم اور شعبہ سے بھی ہوئی۔ وہ کہتے ہیں کہ وہاں اہل بدر میں سے صرف خزیمہ تھے۔ حالانکہ حضرت علیؓ اور حضرت عمارؓ کا شریک صفین ہونا عوام بھی جانتے ہیں۔ اس لئے یہاں اگر کذب سے جھوٹ مراد لیا جائے تو صرف ابوشیبہ ہی ضعیف نہ ہوگا شعبہ اور حکم بھی اس سے بڑھ کر ضعیف ہوں گے۔ کیونکہ ان کا جھوٹ تو دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہے اور یہاں کذب سے خطا مراد لی جائے تو کوئی بھی ضعیف نہ رہے گا۔ اور کذب بھی خطاء کا اس قسم کی گفتگو میں رائج تھا۔ دو مثالیں عرض ہیں: (۱) بخاری شریف ص۱۳۶ پر ہے کہ محمد بن سیرین نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ رسول اقدسؐ نے کچھ دن قنوت نازلہ فجر کی نماز میں بعد رکوع پڑھی۔ عاصم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا تو انہوں نے قبل الرکوع کا ذکر کیا۔ میں نے کہا فلاں (محمد بن سیرین) تو بعد الرکوع کہتے ہیں۔ فقال کذب (بخاری) یہاں کذب کا معنی جھوٹ کریں تو محمد بن سیرین کی تمام روایات کو موضوع کہنا پڑے گا۔ اس لئے سب علماء یہاں

جواب:

① حاملِ فقہ سے مراد، اوکاڑوی صاحب نے حاملِ حدیث لیا ہے، جیسا کہ ان کی بریکٹ "محض محدث" سے ظاہر ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ حدیث والا (محدث) ہی فقیہ ہوتا ہے۔

اوکاڑوی صاحب!

فقہاء کی دو قسمیں ہیں: ① فقہائے حدیث یعنی محدثین کرام

② فقہائے اہل الرائے

فقہائے اہل الرائے چونکہ بقول عمر رضی اللہ عنہ اعداء السنن ہیں۔ (اعلام الموقعین [۱/۵۴] وغیرہ)

لہٰذا صحیح فقہاء صرف اور صرف محدثین کرام ہی ہیں، اوکاڑوی صاحب کا آلِ دیوبند، حسن بن زیاد لؤلؤی، بشر بن غیاث مریسی، محمد بن الحسن الشیبانی (اور) زاھد الکوثری وغیرہم کو فقہاء سمجھنا کذب محض اور ابطل الاباطیل ہے۔

جن لوگوں کے نزدیک فقیہ کی نشانی یہ ہو کہ وہ نماز صحیح نہ پڑھے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi

(دیکھئے تقریر ترمذی ص ۱۱، سطر ۱ تا ص ۴)

جن لوگوں کے نزدیک فقیہ وہ ہے جو دوسروں کو دھوکا دے۔
دیکھئے حسن العزیز (ص ۳۶۳ ملفوظ نمبر ۴۲۶)

جن لوگوں کے نزدیک فقیہ وہ ہے جو حیلوں کو جائز قرار دے، ان لوگوں کو شرم آنی چاہئے کہ وہ فقہاءِ حدیث یعنی محدثین کرام کے مقابلے میں اپنے کذاب ودجال، اہل الرائے کے نام نہاد "فقہاء" کو پیش کرتے ہیں۔

ان نام نہاد فقہاء کے بارے میں وہ حدیث صادق آتی ہے کہ ((فیبقی ناس جهال ، یستفتون فیفتون برأیهم فیضلون ویضلون)) پس جاہل لوگ رہ جائیں گے، ان سے لوگ مسئلے پوچھیں گے تو وہ اپنی رائے سے فتوے دیں گے، وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (صحیح بخاری: ۷۳۰۷)

رہے فقہاءِ محدثین تو یہی اہلِ حق اور طائفہ منصورہ ہیں۔ والحمدللہ

۲ یہ روایت بلحاظِ سند ثابت نہیں ہے جیسا کہ اللمحات إلی ما في أنوار الباري من الظلمات (نامی کتاب) میں مفصل درج ہے۔ محدثین کو پنساری اور اہل الرائے اعداء السنن کو عطار قرار دینا دیوبندی افتراءات واکاذیب کا بہت بڑا نمونہ ہے۔ والعیاذ باللہ

۳ ایک محدث بھی مقلد نہیں تھا، ان میں سے کسی محدث نے نہ اپنے آپ کو مقلد کہا اور نہ اپنے استاد کو مقلد کہا، بلکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" فهم علی مذهب أهل الحدیث ، لیسوا مقلدین " إلخ

پس وہ (محدثین) اہلِ حدیث کے مذہب پر ہیں، وہ کسی کے بھی مقلد نہیں ہیں۔

(مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۴۰)

اوکاڑوی صاحب کے ممدوح اشرفعلی تھانوی صاحب سے پوچھا گیا کہ
"تقلید کس کو کہتے ہیں؟

فرمایا: "تقلید کہتے ہیں امتی کا قول ماننا بلا دلیل، عرض کیا: کیا اللہ اور رسول کے قول کو ماننا

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

بھی تقلید کہلائے گا؟ فرمایا: اللہ اور رسول کا حکم ماننا تقلید نہ کہلائیگا۔ وہ اتباع کہلاتا ہے۔" (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ج ۳ ص ۱۵۹ ملفوظ: ۲۲۸)

۴ طبقات حنابلہ، شافعیہ وغیرہ میں کسی راوی کا درج ہونا علیحدہ بات ہے اور مقلد ہونا علیحدہ۔ طبقاتِ حنابلہ، شافعیہ، مالکیہ وحنفیہ کے مصنفین وغیرہم نے لوگوں کو اس لئے اپنی کتابوں میں درج نہیں کیا کہ وہ مقلدین تھے، بلکہ استادی شاگردی اور اصول میں موافقت کی وجہ سے حنفی، شافعی وغیرہ کہہ دیا ہے۔ بہت سے حنفی علماء نے اس بات کی صراحت کر رکھی ہے کہ تقلید کرنا ناجائز ہے، مثلاً:

① طحاوی (لسان المیزان [۱/۲۸۰] وغیرہ)

② زیلعی (نصب الرایہ [۱/۲۱۹] وغیرہ) ③ عینی (البنایہ [۱/۳۱۷])

بہت سے علماء بصراحتِ حنفیہ غیر مقلد تھے مثلاً قاضی ابو یوسف (اور) محمد (بن الحسن) الشیبانی وغیرہما، بہت سے علماء جو بذاتِ خود مجتہد اور غیر مقلد تھے مثلاً شافعی، احمد وغیرہما، ان کا تذکرہ انھی طبقات میں موجود ہے، کیا یہ بھی مقلدین تھے؟

ایک ہی عالم کو کئی طبقات والوں نے اپنے اپنے طبقہ میں ذکر کیا ہے، کیا ایسے علماء بیک وقت حنفی+شافعی+حنبلی یا مالکی تھے؟

بہت سے علماء نے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ

"وقد نقل أبو بكر القفال و أبو علي و القاضي حسين من الشافعية أنهم قالوا :لسنا مقلدين للشافعي بل وافق رأينا رأيه"

اور ابو بکر القفال، ابو علی، قاضی حسین، جو کہ شافعیوں میں سے تھے، سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ انھوں نے کہا: ہم شافعی کے مقلد نہیں ہیں، ہماری رائے اس کی رائے کے موافق ہوگئی ہے۔ (تقریرات الرافعی ۱/۱۱)

نیز دیکھئے التقریر والتحبیر (ج ۳ ص ۴۵۳)

اور النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر لعبد الحئ لکھنوی (ص ۷)

Islamic Research Centre Rawalpindi

اوکاڑوی صاحب!

ذرا طبقات مقلدین والی کتاب نکالو جسے کسی مستند وثقہ محدث نے لکھا ہے، تاکہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ اُمتِ مسلمہ میں کیا ایک بھی ثقہ انسان مقلد ہوا ہے یا؟ آپ کو طبقات المقلدین تو نہ ملے گی، کتاب (الایضاح فی) الرد علی المقلدین مل سکتی ہے۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۱۳/۳۲۹) وغیرہ امام ابن عبدالبر وغیرہ نے مقلد کو علماء کے گروہ سے خارج قرار دیا ہے، دیکھئے اعلام الموقعین (۷/۱ وغیرہ) راقم الحروف کا قاری چن محمد دیوبندی مماتی سے تقلید پر مناظرہ ہوا تھا، اس کی ویڈیو کیسٹ ''مدرسہ اشاعت القرآن (!) حضرو، ضلع اٹک'' سے منگوالیں۔

راقم الحروف نے چن کے ایک خط کے جواب میں ایک طویل مضمون ''البوارق المرسلۃ علی ظلمات التبصرۃ'' لکھا تھا، جس کا وہ بے چارہ تو جواب نہ دے سکا، آپ اس سے منگوا کر جواب لکھ دیں۔ اور حوالے چھوڑیئے ''ھدایۃ کالقرآن'' (ج ۳ ص ۱۳۲) کتاب ادب القاضی حاشیہ نمبر ۶ میں لکھا ہوا ہے کہ ''**یحتمل أن یکون مرادہ بالجاھل المقلد**'' اس کا احتمال ہے کہ صاحب ہدایہ کی جاہل سے مراد مقلد ہو۔!

اوکاڑوی صاحب! ''طبقات مقلدین'' نامی کتاب سے اپنے علماءِ دیوبند کے نام پیش کرو، پھر اُن پر وہ فتویٰ لگادو جو سلطان باہو نے لگایا ہے، کما تقدم ص ۳۹

۵ کپڑا بیچنا کون سے فقۂ دیوبند کے ذریعے حرام یا ناپسندیدہ ہے؟

امام ابوحنیفہ کا کون سا پیشہ تھا؟ ذرا اپنے مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی کی کتاب ''الامام اعظم ابوحنیفہ'' کا ص ۴۸ کسی استاد سے پڑھ لیں۔ نیز دیکھئے عام کتب مناقب ابی حنیفہ

الحمدللہ میں حلال روزی کماتا ہوں، اوکاڑوی اینڈ پارٹی کی طرح لوگوں کے ٹکڑوں پر پلا ہوا نہیں ہوں، اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے مگر اس پر اکتفا کرتا ہوں۔

۶ ابن حجر رحمہ اللہ کا مقلد ہونا ثابت نہیں، بلکہ تقریب وغیرہ کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ غیر مقلد تھے، دیکھئے ترجمہ ابراہیم بن ابی یحییٰ، تہذیب وتقریب (وغیرہما)

Islamic Research Centre Rawalpindi

7 یاد رہے کہ متروک اور مجہول راوی کی روایت بھی موضوع ہوسکتی ہے۔
دیکھئے ''الآثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعہ'' (ص ۴۳ لعبدالحیٔ لکھنوی) وغیرہ
امام ذہبی رحمہ اللہ ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:
" أحسبه موضوعًا وعمرو و شیخه متروکان "میں اسے موضوع سمجھتا ہوں، عمرو (بن الحصین) اور اس کا استاد دونوں متروک ہیں۔

(تلخیص المستدرک ۳/ ۱۳۸)

راوی کا متروک ہونا اس کے کذاب ہونے کے منافی نہیں ہے، مثلاً امام دارقطنی فرماتے ہیں:" إسحاق بن وهب الطهرمسي ، من قرى مصر ، كذاب ، متروك ، يحدث بالأ باطيل عن عبدالله بن وهب وغيره "(الضعفاء والمتروکون ص ۱۴۷ ت ۱۰۱)

8 درج بالا تفصیل کی رو سے یہ دعویٰ باطل ہے کہ موضوع صرف بارھویں طبقے کی روایت ہی ہوتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات ضعیف راوی کی روایت بھی موضوع ہوتی ہے، مثلاً ثابت بن موسیٰ الزاہد کی حدیث :من كثرت صلاته بالليل حسن وجهه بالنهار ،وغیرہ

9 اس کا جواب انوار مصابیح میں موجود ہے (ص ۱۸۲) مگر حیاتی صاحب اُگلے ہوئے نوالے چبار ہے ہیں، محکمۂ قضا میں کسی کا عادل ہونا روایتِ حدیث میں عادل ہونے کے مترادف نہیں ہے۔عدل فی القضاء تو بعض غیر مسلموں کا بھی مشہور ہے، کیا وہ بھی ثقہ ہیں؟

دوسرے یہ کہ ترجیح ہمیشہ جمہور محدثین کرام (جو کہ فقہاءِ اسلام ہیں) کو ہی حاصل ہے، اس بات کا اعتراف کئی دیوبندیوں کو بھی ہے مثلاً دیکھئے احسن الکلام وغیرہ۔

10 شعبہ وحکم تو بالاتفاق ثقہ ہیں، رہا ابوشیبہ تو وہ کذاب، متروک وضعیف ہے۔

شعبہ وحکم کے درمیان جو مذاکرہ ہوا تھا جس میں حکم صرف (سیدنا) خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نام ہی بتا سکے تھے۔اس کا مطلب ہے کہ علی رضی اللہ عنہ و عمار رضی اللہ عنہ کے علاوہ خزیمہ رضی اللہ عنہ شامل تھے، علی و عمار رضی اللہ عنہما کا شامل ہونا شعبہ وحکم کے علم سے خارج سمجھنا صحیح نہیں ہے۔یہ دونوں صحابی مشہور بدری صحابی ہیں اور جنگ کے سربراہوں میں سے ہیں، ان کی شمولیت

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

اوکاڑوی جیسے جاہلوں کو معلوم ہے تو کیا حکم وشعبہ کو معلوم نہ تھی؟

حکم وشعبہ نے غیر مشہور صحابیوں کی نفی کی ہے جو کہ بدری تھے سوائے خزیمہ رضی اللہ عنہ کے۔

اوکاڑوی صاحب اور (تمام) آلِ دیوبند سے درخواست ہے کہ باقی (٦٧) بدری صحابہ کے نام مع حوالہ لکھیں اور صفین میں ان کا شامل ہونا بھی ثابت کریں تا کہ ابوشیبہ کو کذاب کے خانے سے نکال کر متروک کے خانے میں داخل کیا جاسکے!

11 کذب کا معنی خطاء بھی ہے اور جھوٹ بھی لیکن اس کا معنی یہ نہیں کہ ہر کذاب راوی صرف مخطئ ہی ہوتا ہے جھوٹا نہیں ہوتا، قرینے کے ساتھ اس کا معنی خطاء کیا جا سکتا ہے مگر ابوشیبہ جیسے رجل مذموم (قابل مذمت آدمی) کے بارے میں کوئی قرینہ نہیں لہٰذا وہ کذاب یعنی جھوٹا ہی رہے گا۔

11

الخیر ٣٧ نماز تراویح

کذب کا معنی اخطاء کرتے ہیں کہ ان سے چوک ہوگئی۔ (٢) اسی طرح ابوداؤد' ترمذی میں ہے کہ وتر کے ایک مسئلہ کے ذکر میں حضرت عبادہؓ نے فرمایا کذب ابو محمد۔ یہ ایک اجتہادی اختلاف ہے۔ یہاں اگر کذب کا معنی جھوٹ لیا جائے تو حضرت ابو محمدؓ کو جو بدری صحابی ہیں واضع احادیث کہا جائے گا۔ اس لئے سب نے یہاں اخطاء کا معنی مراد لیا ہے۔ اب آپ کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ اگر شرکاء صفین کے بارہ میں ان تینوں کے بیان کو جھوٹ قرار دیں تو تینوں کو جھوٹا قرار دیں اور اگر چوک قرار دیں تو تینوں سے درگزر فرمائیں۔ پھر یہ چارج شیٹ بھی کوئی واضح نہیں۔ بقول شعبہ ابوشیبہ نے کہا کہ حکم نے ابن ابی یعلی سے بیان کیا کہ جنگ صفین میں ٧٠ بدری شریک تھے۔ اب شعبہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے حکم بن عتیبہ سے پوچھا تھا کہ کیا تو نے ابوشیبہ کو یہ بات کہی تھی۔ اور وہ کہتا کہ بالکل جھوٹ ہے تو پھر اعتراض ہوتا۔ جبکہ شعبہ نے سرے سے حکم سے یہ پوچھا ہی نہیں۔ پھر یہ کہ حکم بن عتیبہ دو ہیں۔ ایک قاضی حکم بن عتیبہ' ایک فقیہ حکم بن عتیبہ۔ تو آپ متعین کریں کہ قاضی ابوشیبہ نے یہ روایت قاضی حکم بن عتیبہ سے کی تھی یا فقیہ حکم بن عتیبہ سے اور یہ بھی ثابت کریں کہ شعبہ نے اسی حکم بن عتیبہ سے مذاکرہ کیا تھا جس سے ابوشیبہ نے یہ روایت لی تھی۔ پھر یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ شعبہ ابوشیبہ کا شاگرد ہے اور ابوشیبہ استاد ہے۔ چنانچہ تہذیب میں ہے: وعنہ شعبہ وھو اکبر منہ کہ ابوشیبہ سے شعبہ بھی روایت کرتے ہیں اگرچہ شعبہ عمر میں اس سے بڑے ہیں۔ اور تہذیب میں ہی لکھا ہے کہ شعبہ صرف ثقہ راویوں سے روایت کرتا ہے۔ تو جرح ہی ختم ہوگئی۔ اب وہ دسویں طبقہ کا راوی ہی نہ رہا۔ یہ بھی بات قابل غور ہے کہ یہی امام شعبہ جب آہستہ آمین کی حدیث روایت کرتے ہیں تو غیر

Islamic Research Centre Rawalpindi

مقلدین کہتے کہ اس ایک حدیث میں شعبہ نے چار غلطیاں کی ہیں' سند میں بھی اور متن میں بھی۔
انصاف کو آواز دو : بیس رکعت تراویح کی جس حدیث پر اتنی لے دے ہو رہی ہے اس کی سند یہ ہے: ابوشیبہ عن حکم عن مقسم عن ابن عباس۔ بالکل اسی سند سے ابن عباسؓ نے نقل کیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پر فاتحہ پڑھی یہ حدیث صادق سیالکوٹی نے صلوۃ الرسول میں لکھی ہے۔ اور صلوۃ الرسول پر (۱) مولانا داؤد غزنوی' (۲) مولانا اسماعیل گوجرانوالہ' (۳) مولانا عبداللہ ثانی امرتسری' (۴) مولانا نور حسین گرجاکھی' (۵) مناظر اسلام مولانا رحم دین گکھڑوی' (۶) مولانا محمد گوندلوی کی تقریظات ہیں جن میں اس کتاب کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ اس کے علاوہ روزنامہ ڈان کراچی' روزنامہ انقلاب لاہور' ہفت روزہ آفاق

جواب:

۱ صحیح تشریح تو میں نے بیان کر دی ہے، دیکھئے (جواب نمبر ۱۰ کا نمبر ۱۰) مگر نہ مانوں کا میرے پاس فی الحال کوئی علاج نہیں ہے، اب میرے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے وہ یہ کہ اوکاڑوی صاحب کذاب ومتروک ہیں لہٰذا جس روایت میں ان کا تفرد ہو وہ ''موضوع'' ہی ہے۔

۲ پتہ نہیں کہ اوکاڑوی صاحب نے کس سکول میں پڑھا ہے؟ انھیں راوی کے تعین کا علم ہی نہیں ہے، جناب والا!

راوی کا تعین اس کے شیوخ وتلامیذ سے ہوتا ہے اور دیگر قرائن سے بھی، ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی کا استاد الحکم بن عتیبہ الکندی ابو محمد ہے۔

دیکھئے تہذیب الکمال (ج ۵ ص ۹۴، ۹۵ وغیرہ) وتہذیب التہذیب وغیرہما

الحکم بن عتیبہ بن النہاس العجلی نہیں، العجلی سے تو سرے سے کوئی روایت ہی نہیں جیسا کہ مزی رحمہ اللہ وعسقلانی نے صراحت کر رکھی ہے۔ اوکاڑوی صاحب اس معمولی بات سے بھی جاہل ہیں مگر اپنے آپ کو ایک بڑے ''دیوبندی عالم'' کی حیثیت سے متعارف کرانا چاہتے ہیں۔

۳ اوکاڑوی شعبدہ بازی سے جرح کا ختم ہو جانا ناممکن ہے، ہاں یہ مؤدبانہ درخواست

Islamic Research Centre Rawalpindi

ہے کہ شعبہ کی وہ روایت کسی حدیث کی کتاب سے پیش کریں جو انھوں نے ابوشیبہ مذکور سے بیان کر رکھی ہے اور یہ بھی ثابت کریں کہ یہ تحدیث اس جرح کے بعد ہے جو کہ شعبہ سے ثابت ہے۔ إذليس فليس

۲ شعبہ کی روایتِ مذکورہ کو وہم وخطاء قرار دینے والے امام بخاری، امام ابوزرعہ، امام دارقطنی (اور) امام بیہقی وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین ہیں۔ دیکھئے القول المتین ص ۲۸ وغیرہ

لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ محدثین کرام، اوکاڑوی دیوبندی صاحب کے نزدیک غیر مقلدین تھے۔ والحمدللہ

لطیفہ:

ایک غالی دیوبندی محمد پالن حقانی گجراتی نے ایک کتاب لکھی ہے "شریعت یا جہالت" جس پر محمد زکریا تبلیغی، ابوالحسن الندوی (صوفی) اور حبیب الرحمٰن کی تصدیقات ہیں اس کتاب میں یہ دیوبندی لکھتا ہے:

"بڑی شرم کی بات ہے کہ ہمارے زمانے میں بعض لوگ فساد، بغض، عناد اور فرقہ پرستی کے جھگڑوں میں مبتلا ہو گئے ہیں اپنی پیٹ بھرائی کے لئے دوسروں کو لہابی، وھابی، بدعتی، گمراہ، کافر (اور) غیر مقلد وغیرہ کہتے پھرتے ہیں۔ ایسے لوگ نفس پرست ہوتے ہیں ان کو مذہب کا اور مسلمانوں کی بربادی کا کچھ بھی خیال نہیں ہوتا۔ اور جہاں پر اُن کے وعظ ہوتے ہیں وہاں پر سوائے آگ لگانے کے اور لوگوں کو لڑانے کے علاوہ کچھ بھی نصیحت نہیں ہوتی"

(شریعت یا جہالت ص ۱۰۸، مطبوعہ مکتبہ خلیل لاہور، وص ۱۰۲ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی، نیز دیکھئے ص ۱۳۴، ونسخہ ثانیہ ص ۱۱۵)

خلاصہ یہ ہے کہ پالن صاحب، زکریا صاحب، ندوی صاحب وغیرہم کے نزدیک اوکاڑوی صاحب نفس پرست، فسادی، بغیض، معاند اور فرقہ پرست ہیں۔ اوکاڑوی صاحب کو مذہب اور مسلمانوں کی بربادی کا کچھ بھی خیال نہیں ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

۵ یہ روایت اس وجہ سے موضوع نہیں ہے کہ اس کے بہت سے شواہد ہیں۔

(دیکھئے صلاۃ الرسول ص ۴۶۶ بتحقیقی وطبع جدید ص ۳۵۲ وکتبِ حدیث)

حکیم محمد صادق سیالکوٹی صاحب نے اس روایت سے پہلے صحیح بخاری کی روایت پیش کی ہے، جو کہ بالکل صحیح ہے اور ''أنہا سنۃ'' کی وجہ سے مرفوع ہے۔ ابوشیبہ کی روایت اس روایت کا شاہد ومؤید ہے، ظاہر ہے کہ اگر ایک روایت بالکل صحیح ہو تو اس کی تائید میں کمزور روایت پیش کرنا حرام وممنوع نہیں ہے۔

(12)

لاہور' ماہنامہ صحیفہ کراچی' روزنامہ احسان لاہور' روزنامہ زمیندار لاہور' روزنامہ نوائے پاکستان لاہور' ماہنامہ الحمراء لاہور' ہفت روزہ الاعتصام لاہور' ہفت روزہ نوائے ملت مردان' پندرہ روزہ نور توحید لکھنؤ' ماہنامہ فاران کراچی' روزنامہ نوائے وقت لاہور' ماہنامہ ترجمان دہلی کے تبصرے بھی ہیں۔ مگر اس کپڑا فروش نے ان میں سے کسی کو شعبدہ باز قرار نہیں دیا۔ حالانکہ سند ایک ہونے کے بعد اہم فرق یہ ہے کہ بیس تراویح کو تلقی بالقبول [عـہ ۱] حاصل ہے اور فاتحہ علی الجنازہ کو تلقی بالرد۔ [عـہ ۲] جیسا کہ امام مالک کا فرمان المدونہ میں ہے۔

جسارت : مصنف عبدالرزاق خیرالقرون میں ایک ضخیم کتاب حدیث کی جمع کی گئی۔ یہ عبدالرزاق امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد اور امام بخاری کے دادا استاد ہیں۔ یہ کتاب گیارہ بڑی بڑی جلدوں میں ہے۔ اس کے سب راوی خیرالقرون کے راوی ہیں۔ مگر یہ کپڑا فروش اس ساری کتاب کو ضعیف اور ناقابل اعتماد قرار دے رہا ہے کہ مصنف کا راوی الدبری [عـہ ۳] ضعیف اور مصحف ہے (ص ۶۸) حالانکہ ہمیشہ محدثین اس کتاب سے استفادہ کرتے چلے آرہے ہیں۔

بدحواسی : غیر مقلدین آٹھ رکعت تراویح باجماعت کو سنت موکدہ کہتے ہیں۔ مگر اس کے نزدیک گیارہ رکعت سنت رسول اللہ' سنت خلفاء راشدین اور سنت صحابہ ہے (ص ۲۳) اور کہیں ۸+۳ لکھتا ہے۔ ص ۳ پر تو لکھتا ہے کہ تراویح اور وتر ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں اور یہاں ۸ تراویح اور ۳ وتر کو دو الگ الگ نمازیں تسلیم کر رہا ہے اور جب غیر مقلدین کے نزدیک وتر درحقیقت ایک رکعت ہے تو ایک رکعت پڑھنے سے تراویح' تہجد' وتر سب کچھ ادا ہوگیا۔ جتنی برائے نام دلیلیں اس نے نقل کی ہیں ان سب میں وتر الگ نماز ہے۔ جب کہ اس کے نزدیک یہ الگ نماز نہیں۔ [عـہ ۴]

[عـہ ۵] دلائل پر نظر : (۱) پہلی دلیل مسلم ص ۲۵۴' ج ۱ سے نقل کی ہے جس میں دس رکعت تہجد اور ایک وتر کا ذکر ہے۔ (۲) دوسری دلیل بھی عائشہ سے بخاری ص ۲۶۹' ج ۱ کے حوالہ سے ذکر کی ہے۔ مولف کے نزدیک ان گیارہ رکعتوں میں بھی ایک وتر ہے۔ تو دس رکعت تہجد [عـہ ۵] کی ہوئیں۔ (۳) حدیث جابرؓ ص ۱۰ آٹھ رکعت اور وتر کا ذکر ہے جس سے یہ تو معلوم ہوا کہ ایک نماز وتر تھی' دوسری آٹھ رکعت کونسی نماز تھی' تہجد یا تراویح' اس کی وضاحت [عـہ ۶] نہیں۔ اگر یہ تراویح ہو تو امت

Islamic Research Centre Rawalpindi

کا اتفاق ہے کہ اس پر استقرار نہیں ہوا تو سنت نہ ہوئی۔ (۴) حدیث ابی بن کعبؓ پوری عبارت نقل نہیں کی ... کا ترجمہ کیا ہے۔ لیکن یہ رضا کی سنت بن گئی۔ اس پر بھی نہ

الخیر (۳۹) نماز تراویح ...

استقرار ہوا اور نہ اس کی صحت متفق علیہ ہے (۵-۶-۷) دور فاروقی میں گیارہ۔ یہاں بھی دو نمازیں ہوئیں۔ ایک ہونے کا دعویٰ بالکل جھوٹ نکلا۔ ان گیارہ میں بھی ایک وتر اور دس تراویح مولف کے نزدیک ہوں گی۔ اور یہ بات متفق علیہ امت میں ہے کہ اس پر استقرار نہیں ہوا۔ تو سنت نہ ہوئی۔ استقرار بیس رکعت پر ہوا تو سنت وہی بنی۔ یہاں دلیل نمبر۷ پر مولف نے لکھا ہے سیوطی ۹۱۱ھ نے لکھا ہے: بسند فی غایت الصحہ (الحاوی ص۳۵۰) مگر اس کپڑا فروش کو نظر ٹیسٹ کرانی چاہئے۔ یہ کلام سبکی کا ہے، سیوطی محض ناقل ہے۔ پھر سبکی نے اس سے پہلے یہ بھی لکھا ہے کہ بیس رکعت عہد فاروقی میں صحیح سند سے ثابت ہیں۔ دونوں کو صحیح ماننے کے بعد آخری فیصلہ بیس رکعت تراویح پر عہد فاروقی میں استقرار ہوا (الحاوی ص۳۵۰، ج۱) یہ بات ایسی ہے کہ کوئی شخص کہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا نہایت صحیح سند سے ثابت ہے اور یہ بھی لکھے کہ بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنا بھی ثابت ہے۔ پھر کہے کہ استقرار بیت اللہ شریف کی طرف نماز پڑھنے پر ہوا۔ اب کوئی عیسائی یا یہودی صرف اتنا نقل کردے کہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا نہایت صحیح سند سے ثابت ہے اور نہ یہ بتائے کہ اس نے بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنے کو بھی صحیح لکھا ہے اور نہ ہی یہ بتائے کہ استقرار اس نے بیت اللہ شریف کی طرف نماز پڑھنے پر نقل کیا ہے تو حوالہ دینے کا یہ طریقہ کس قدر دجل و فریب پر مبنی ہے۔

جواب:

۱ اس بات کو ہرگز تلقی بالقبول حاصل نہیں ہے کہ بیس رکعات تراویح سنتِ مؤکدہ ہے، خود آلِ دیو بند کے بہت سے اکابر آٹھ کو سنت اور بیس کو مستحب (یعنی نفل وغیرہ) سمجھتے ہیں۔

لطیفہ: درج ذیل لوگوں نے آٹھ رکعات تراویح کا سنتِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہونا تسلیم کیا ہے:

① ابن ہمام (فتح القدیر والبحر الرائق ج۲ص۶۶، ۶۷)

② ابن نجیم (السابق باقرارہ)

③ طحطاوی (حاشیۃ علی الدر المختار ج۱ص۲۹۵ وقال:" لأن النبي ﷺ لم يصلها عشرين بل ثماني " إلخ کیونکہ بے شک نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بیس نہیں پڑھیں بلکہ آٹھ پڑھی ہیں۔)

تنبیہ: اس کے بعد طحطاوی نے یہ جھوٹ لکھ رکھا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بیس پڑھیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کی موافقت کی

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

④ محمد احسن نانوتوی (حاشیہ کنز الدقائق ص ۳۶ حاشیہ نمبر ۴)

⑤ انور شاہ کشمیری، وغیرہم

② امام شافعی و امام احمد، جنازہ میں فاتحہ کے قائل و فاعل ہیں۔

(الافصاح عن معانی الصحاح ج ۱ ص ۱۶۹ وغیرہ)

بلکہ ابن ہبیرہ نے امام مالک و امام ابوحنیفہ کے علاوہ اس پر " وأجمعوا " یعنی اجماع نقل کیا ہے۔ یعنی جس بات کو جمہور کا تلقی بالقبول حاصل ہے اسے اوکاڑوی صاحب "تلقی بالرد" کہہ رہے ہیں۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون

③ الدبری کا ضعیف ہونا، راقم الحروف نے اسماء الرجال کی معتبر کتابوں سے ثابت کر دیا ہے۔ دیکھئے تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ (ص ۶۸، ۶۹)

اوکاڑوی صاحب کا اب کام یہ ہے کہ وہ مناظرے، تقاریر اور تلبیسات چھوڑ کر الدبری کا ثقہ ہونا ثابت کریں، وہ اس سلسلے میں اپنے شہداء (یعنی شرکاء) کو بھی ملا سکتے ہیں۔

④ یہ مراراً (بار بار) ثابت کیا جا چکا ہے کہ وتر، تراویح، تہجد، قیام لیل، قیام رمضان ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں، مثلاً دریائے اٹک، اباسین، سین، دریائے سندھ ایک ہی دریا کے مختلف نام ہیں، ہوسکتا ہے کہ اوکاڑوی صاحب ان چاروں ناموں کی وجہ سے انھیں چار دریا سمجھتے ہوں۔!

⑤ دیکھئے جواب سابق

⑥ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے متعدد علماء نے آٹھ رکعات تراویح ثابت کی ہے، رمضان میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کی نماز با جماعت پڑھائی تھی تو تراویح کس وقت پڑھی تھی؟

یہ سچ ہے کہ ملا آں باشد کہ چپ نہ شود، پر عمل کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب نے چپ نہ رہنے کی گویا قسم اٹھا رکھی ہے حالانکہ وہ مقلد ہیں اور مقلد کے لئے سیوطی صاحب کا مشورہ ہے کہ

" شرط المقلد أن یسکت ...... وإن خاض المقلد فی المحاجۃ

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net
Islamic Research Centre Rawalpindi

فذلك منه فضول " یعنی مقلد کے لئے یہ شرط (لازم) ہے کہ وہ چپ رہے ......اور اگر مقلد، بحث مباحثہ میں شامل ہو کر حجت و دلائل بیان کرے تو یہ اس کے لئے فضول ہے۔ (الحاوی فی الفتاوی ج ۲ ص ۱۱۶، اتمام النعمۃ فی اختصاص الاسلام بھذہ الامۃ)

۷ امت کے اتفاق سے یہاں مراد اوکاڑوی صاحب و آلِ دیوبند و امثالہم کا اتفاق ہے اور بس!

۸ پوری حدیث کے نقل نہ کرنے کی وجہ صرف اور صرف اختصار ہے، اس کا کوئی حصہ ہمارے خلاف نہیں۔ والحمدللہ

۹ نمازیں دو نہیں ہوتیں بلکہ ایک ہی نماز ہے صرف آپ کو جمع تفریق اور حساب نہیں آتا۔

لطیفہ: مقلدین حضرات اتنے بڑے جاہل ہوتے ہیں کہ جس کی انتہا نہیں۔

محمد عبدالقدوس خان قارن دیوبندی حیاتی، مدرس "نصرۃ العلوم" گوجرانوالہ نے مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کے رد میں واویلا کرتے ہوئے ایک کتاب لکھی ہے "مجذوبانہ واویلا"، اثری صاحب نے آلِ دیوبند کا رد کرتے ہوئے بتایا تھا کہ امام ابوحنیفہ کی نماز جنازہ (بقول کتبِ مناقب) وفات والے دن چھ (۶) مرتبہ پڑھی گئی۔ اور پھر قبر پر بیس دن تک یہ نماز ہوتی رہی۔ (لہٰذا ثابت ہوا کہ دیوبندیوں کا یہ مذہب بالکل باطل ہے کہ دوبارہ جنازہ پڑھنا غلط ہے) اس کا جواب دیتے ہوئے سرفراز خان صفدر کا یہ جاہل بیٹا لکھتا ہے:

"اور دوسری بات کرنے میں تو اثری صاحب نے بے تکی کی حد ہی کر دی جب وہ ذرا ہوش میں آئیں تو ان سے کوئی پوچھے کہ کیا امام صاحبؒ کے جنازہ میں صرف احناف شریک تھے؟ دیگر مذاہب (مالکی، شافعی اور حنبلی وغیرہ)[1] کے لوگ شریک نہ تھے، جب وہ لوگ شریک تھے اور ان کے نزدیک قبر پر جنازہ پڑھنا درست ہے اور انہوں نے اپنے مذہب کے مطابق عمل کیا تو اس پر اعتراض کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے؟" (مجذوبانہ واویلا ص ۲۸۹ طبع اول جون ۱۹۹۵ء)

....

(۱) بریکٹ اور بریکٹ کے اندر جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ قارن کا لکھا ہوا ہی ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net
Islamic Research Centre Rawalpindi

اعتراض یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔

(تقریب التہذیب ص ۱۶، اکمال فی اسماء الرجال ص ۴۲ وعام کتبِ رجال)

اور امام شافعی رحمہ اللہ (امام ابوحنیفہ کی وفات کے بعد) ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔

(تقریب ص ۲۸۹، اکمال ص ۴۱ وعام کتبِ رجال)

قارن صاحب! ذرا یہ تو بتائیں کہ امام شافعی وامام احمد رحمہما اللہ کے مزعوم مقلدین، جو امام ابوحنیفہ کی وفات کے سالوں بعد پیدا ہوئے، اپنی پیدائش سے پہلے، اپنی ارواح کو مثالی اجسام میں متشکل کرکے کس طرح آ گئے تھے؟

سچ یہ ہے کہ قارن صاحب نے جھوٹ کا بھی ''لک'' توڑ دیا ہے۔

امید تو یہی ہے کہ وہ میری یہ عبارت پڑھ کر بے ہوش ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ جب وہ ہوش میں آئیں تو کوئی ان سے پوچھے کہ اپنی ولادت سے پہلے آکر جنازہ پڑھنے والوں پر امام صاحب کے شاگردوں نے جو انکار کیا تھا وہ تاریخ یا ان کتبِ مناقب سے ثابت کریں، جن کتبِ مناقب کو وحی الٰہی سمجھ کر یہ کوثری گروپ دن رات پروپیگنڈا کرتا رہتا ہے۔

۱۰ آپ کا ازحد شکریہ، تاہم سیاقِ کلام سے یہی ظاہر ہے کہ سیوطی بھی سبکی کا مؤید ہی ہے۔ واللہ اعلم

سیوطی کی یہ عادت بھی ہی ہے کہ نقول میں اپنی طرف سے تشریحی نوٹ بھی لکھ دیتے ہیں لہذا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ان کا ہی کلام ہو۔

۱۱ یہ دعویٰ کہ عہدِ فاروقی میں لوگ، بیس رکعات تراویح سنتِ موکدہ سمجھ کر پڑھتے تھے، نہ تو سبکی نے لکھا ہے اور نہ سیوطی نے۔

۱۲ اسلام کے جو احکام منسوخ ہوئے ہیں وہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہی منسوخ ہوئے ہیں اور ان کے نسخ کی دلیل قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

صرف ''تراویح'' کا ہی مسئلہ ایسا ہے کہ نبی ﷺ تو آٹھ رکعات پڑھتے تھے جیسا کہ حنفی ودیوبندی ''علماء'' کو تسلیم ہے، مگر آپ کی وفات کے بعد نامعلوم لوگوں نے اس سنت کو

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

بقولِ اوکاڑوی منسوخ کردیا۔ إنا للّٰہ وإنا إلیه راجعون

کیا دیوبندیوں کی عقل کا استعمال یہی مسئلہ ہے؟

لطیفہ:

دیوبندی حضرات مجھے کپڑا فروش کہہ کر مطعون کرتے اور خوب قہقہہ لگاتے ہیں ''مفتی'' اکرام الرحمٰن دیوبندی نے ایک کتاب لکھی ہے ''جماعت المسلمین، قرآن وسنت کی عدالت میں'' یہ کتاب محمد یوسف لدھیانوی دیوبندی کی پسند فرمودہ ہے اور اس پر تقریظ: محمد امین اوکاڑوی صاحب نے بھی لکھی ہے (ص ۱۱)، یہ کتاب کراچی کے متعدد کتب خانوں پر دستیاب ہے مثلاً مکتبہ بنوریہ وغیرہا

اس کتاب کے ص ٦١ پر ایک حدیث کے بارے میں مفتی صاحب لکھتے ہیں:

'' وقال الاستاد زبیر بن مجدد علي زئي ، وإسناده حسن لشاهده الذي عند أحمد (٢٧٨/٥) وغيره''

یعنی استاد زبیر بن مجدد علی زئی نے کہا: یہ سند حسن ہے اس شاہد کی رو سے جو مسند احمد وغیرہ میں ہے۔

قارئین کرام!

دیوبندیوں نے مجھے استاد بلکہ الاستاد تسلیم کر کے حدیث کے فن میں میرا قول ان لوگوں (نام نہاد جماعت المسلمین) کے خلاف پیش کیا ہے جو کہ میرے سخت مخالف ہیں، سوال یہ ہے کہ جب انھوں نے یہ بات تسلیم کر لی تو پھر مجھے کپڑا فروش اور تقریب سے بھی ناواقف کہہ کر کیوں شور مچا رہے ہیں؟ ھل من مجیب؟

(13) مطالبہ : جب آپ کے پیش کردہ حوالہ میں آگے یہ ثابت ہوگیا کہ عہد فاروقی میں استقرار بیس تراویح پر ہوا تو اس استقرار کے بعد آپ ایک ہی خلیفہ راشد' ایک ہی صحابی' ایک ہی تابعی کا نام بسند صحیح پیش کریں کہ وہ آٹھ پڑھ کر بھاگ جاتا تھا۔ جب آپ یہ ثابت نہ کرسکیں اور تا صبح قیامت ثابت نہیں کرسکیں گے تو اس بات کو آپ ''اجماع'' کا نام دیں گے یا کوئی اور نام دیں گے۔ اور اس استقرار کے بعد آٹھ رکعت کو خلاف سنت اور خلاف اجماع مانیں گے یا نہیں؟ ذرا

Islamic Research Centre Rawalpindi

مخالفت سنت اور خارق اجماع کا حکم دلیل شرعی سے بیان فرمائیں!

رواۃ کی بحث : ہمارے ہاں راویوں کی بحث نہ متواترات میں ہے نہ مشہورات میں' بلکہ ان اخبار احاد میں بھی نہیں جن کو تلقی بالقبول کا شرف نصیب ہو۔ مگر غیر مقلدین کے مذہب میں یقین کا نام نشان نہیں۔ ہر ہر مسئلہ پہلی رات کے مختلف فیہ چاند کی حیثیت رکھتا ہے جس میں گواہ اور تعدیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کا دل چاہے گواہ پر عدم اعتماد کرکے روزہ توڑ دے۔ اس لئے ان کو راویوں کی بحث کا خاص چسکا ہے۔ اور معیار صرف اور صرف حق پوشی ہے۔ ایک دو مثالیں

(۲۸۷)

(۴۰) نماز تراویح

ملاحظہ فرمائیں۔ (۱) لکھتا ہے علی بن الجعد تشیع کے ساتھ مجروح ہے (ص۲۸) ابن حجر نے لکھا ہے وہ صحیح بخاری اور ابوداؤد کا راوی اور ثقہ اور ثبت ہے' اس پر تشیع کا الزام ہے (تقریب ص۲۴۴) اور یعقوب بن عبداللہ شیعہ سے حدیث جابر لی ہے۔ جس سے امام بخاری نے ایک حدیث بھی باسند نہیں لی۔ اور نہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں اس سے کوئی حدیث لی ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں صدوق یہم سچا تھا مگر وہمی تھا۔ دیکھو ثقہ ثبت کی حدیث کو رد کرنا اور وہمی کی حدیث کو قبول کرنا کیا یہی دیانت ہے۔ پھر شیعہ کی وہ روایت مردود ہوتی ہے جو سنی موقف کے خلاف ہو۔ اور چونکہ استقرار بیس تراویح پر ہوا اس کے خلاف آٹھ رکعت سنی موقف کے خلاف شیعہ کی مردود روایت ہے۔ (۲) حفص بن غیاث اور اعمش کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ مدلس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی احادیث مقبول نہیں۔ حالانکہ یہ دونوں صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں۔ اگر ان کی عن والی روایات صحاح ستہ سے نکال دی جائیں تو وہاں خاک اڑنے لگے گی۔ کیا زبیر علی صاحب سے امید ہے کہ وہ ان سینکڑوں احادیث کو صحاح ستہ سے نکال دیں۔ ہمیں انتظار رہے گا مگر وہ یہ کام نہیں کریں گے۔ اور ابن حبان' ابن خزیمہ اور فتح الباری میں جو روایات ہوں جن کی سند میں ان کا عنعنہ ہو نکال دیں۔ ہم دو ماہ کی مہلت دیتے ہیں۔ وہ ان تمام احادیث کو جھوٹا اور موضوع کہہ کر موضوعات پر ایک نئی کتاب تیار کریں۔

○ آخر میں اہل سنت بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ اس بات پر مضبوط رہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے درمیان امت ہی واسطہ ہے۔ دین کا جو حصہ باجماع امت ہمیں ملا وہ حجت قاطعہ ہے۔ اس میں کسی نئی تحقیق کی گنجائش نہیں اور جو حصہ ائمہ مجتہدین میں مختلف فیہ ہے وہ اختلاف قرات کی طرح رحمت واسعہ ہے۔ جس ملک میں جو قرات تلاوتاً متواتر ہوگی سب اسی پر عمل کریں گے۔ اسی طرح جس ملک میں مذاہب اربعہ میں سے جو مذہب عملاً متواتر ہوگا اسی پر عمل کریں گے۔ اس سے امت میں اتفاق بھی باقی رہتا ہے اور سنت پر عمل بھی ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ اور صحیح عمل کی توفیق عطاء فرمائیں۔ (تمام شد ناقل)

Islamic Research Centre Rawalpindi

جواب:

① (ص ۴۲ پر) امام قرطبی رحمہ اللہ کا یہ قول گزر چکا ہے کہ کثیر اہل العلم (بہت سے علماء) آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہیں، کیا صحابہ، تابعین " أهل العلم " کے زمرہ سے، اوکاڑوی صاحب کے نزدیک خارج ہیں؟ ابی بن کعب، تمیم داری، رضی اللہ عنہما لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھاتے تھے، السائب بن یزید رضی اللہ عنہ اوران کے ساتھی گیارہ رکعات پڑھتے تھے جیسا کہ '' تعداد رکعاتِ قیامِ رمضان'' میں باحوالہ لکھ دیا گیا ہے، کیا یہ علماء صحابہ کرام نہیں ہیں؟ کیا کسی ایک تابعی سے بھی یہ ثابت ہے کہ وہ بیس رکعات تراویح کو سنتِ مؤکدہ کہتا ہو یا سنتِ مؤکدہ کہہ کر پڑھتا ہو؟

② الحمدللہ مذہب اہل الحدیث سے مراد دین اسلام ہی ہے، ہمارا دین و مذہب، یقین و ایمان پر ہی قائم ہے، میں اور میرے تمام ساتھی علی الاعلان اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ مذہب اہلِ الحدیث ہی حق ہے ،اس کے علاوہ باقی تمام مذاہب باطل ہیں چاہے وہ دیوبندیوں کا مذہب ہو یا شیعوں خارجیوں کا۔ والحمدللہ

ہمیں تو اپنے دین و مذہب کے مکمل سچا ہونے کا پورا پورا یقین ہے مگر آپ لوگ یعنی آلِ دیوبند یہ سمجھتے ہیں کہ دیوبندیوں کا مذہب درست ہے مگر اس میں خطاء کا احتمال ہے۔

دیکھئے وحدتِ امت (ص ۱۶، مصنف: مفتی محمد شفیع دیوبندی، ناشر دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

③ اصولِ حدیث کا ایک اتفاقی مسئلہ ہے کہ ثقہ کی روایت اگر اوثق کے خلاف ہو تو شاذ ہو کر مردود ہو جاتی ہے۔ (عام کتبِ اصولِ حدیث)

اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ اگر ایک روایت میں راوی مختلف فیہ ہو، کسی نے جرح اور کسی نے توثیق کی ہو، اس کی روایت اُس راوی کے مخالف ہو جو کہ بالاتفاق ثقہ ہے تو مختلف فیہ راوی کی روایت شاذ ہو کر مردود ہو جائے گی۔

اس اصول کی رو سے میں نے دیوبندیوں کو یہ سمجھایا کہ علی بن الجعد تو مختلف فیہ اور مجروح ہے۔ (تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ ص ۲۸، طبع جدید ص ۳۱)

Islamic Research Centre Rawalpindi

لہٰذا موطأ کی بالاتفاق صحیح الحدیث وثقہ راویوں والی سند کے مقابلے میں مردود ہے۔

میں نے لکھا تھا: ''ایسے مختلف فیہ راوی کی روایت موطأ امام مالک کی صحیح روایت کے خلاف کیوں کر پیش کی جاسکتی ہے؟'' (ایضاً ص ۲۸)

علی بن الجعد مختلف فیہ راوی ہے، جمہور نے اس کی توثیق کی ہے، مگر یہ بھی مروی ہے کہ وہ عبداللہ بن عمر، معاویہ بلکہ عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین پر سخت تنقید کرتا تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس کا یہ عقیدہ تھا کہ انھوں نے - معاذ اللہ - بیت المال سے ایک لاکھ درہم ناحق لے لئے تھے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وہ تکفیر کا قائل تھا۔ وہ کہتا تھا کہ مجھے یہ بُرا نہیں لگتا کہ اللہ تعالیٰ معاویہ کو عذاب دے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۵۷ وغیرہ

علی بن الجعد اور صحیح بخاری

میرے علم کے مطابق اس کی، صحیح بخاری میں فقط چودہ (۱۴) احادیث ہیں:

① ج ا ص ۱۳ ح ۵۳ تابعه غندر ، عنده [ح ۸۷]

② ج ا ص ۲۱ ح ۱۰۶ تابعه غندر عند مسلم ج ا ص ۷ ح ۱

③ ج ا ص ۱۵۷ ح ۱۱۷۹ تابعه آدم عنده [ح ۶۷۰]

④ ج ا ص ۱۸۷ ح ۱۳۹۳ تابعه آدم عنده ، وهذا فى المتابعات [ح ۱۳۹۳]

⑤ ج ا ص ۱۹۱ ح ۱۴۲۴ تابعه آدم بن أبي إياس عنده [ح ۱۴۱۱]

⑥ ج ا ص ۴۱۱ ح ۲۹۳۸ تابعه آدم عنده [ح ۵۸۷۵، وغندر عنده: ۷۱۶۲]

⑦ ج ا ص ۵۰۳ ح ۳۵۶۳ تابعه غندر عند أحمد [۲/۴۷۹ ح ۱۰۲۱۲]
والحديث في صحيح مسلم ج ۲ ص ۱۸۷ ح ۲۰۶۴

⑧ ج ا ص ۵۲۶ ح ۳۷۰۷ تابعه حماد بن زيد عن أيوب به عند ابن المنذر ، فتح الباري ج ۷ ص ۷۳

[دیکھئے النکت الظراف ۷/۴۳۱، اخبار القضاۃ ۲/۳۹۹]

Islamic Research Centre Rawalpindi

﴿۹﴾ ج ۲ ص ۸۰۵ ح ۵۳۴۸ تابعه مسلم بن إبراهيم عنده [ح ۲۲۸۳]

﴿۱۰﴾ ج ۲ ص ۸۶۷ ح ۵۸۳۴ تابعه عبيد بن سعيد عند مسلم ج ۲ ص ۱۹۱ ح ۲۰۶۹ وعنده ''عبيدة'' خطأ

﴿۱۱﴾ ج ۲ ص ۹۰۳ ح ۶۱۱۹ تابعه يحي القطان عنده [ح ۳۵۶۲]

﴿۱۲﴾ ج ۲ ص ۹۲۳ ح ۶۲۴۷ تابعه غندر عند مسلم ج ۲ ص ۲۱۴ ح ۲۱۶۸

﴿۱۳﴾ ج ۲ ص ۹۶۴ ح ۶۵۱۶ تابعه آدم عنده [ح ۱۳۹۳]

﴿۱۴﴾ ج ۲ ص ۱۰۷۹ ح ۷۲۶۶ تابعه النضر بن شميل وغيره

یہ وہی حدیث ہے جو نمبر: ۱ میں گزر چکی ہے۔

صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۴ ح ۶۸۶۲ میں علی غیر منسوب ہے، اس کی متابعت بھی محمد بن عبداللہ بن عبدالاعلیٰ الاسدی نے کر رکھی ہے۔ (شرح السنۃ للبغوی ج ۱۰ ص ۱۴۹ ح ۲۵۱۹)

مختصر یہ کہ صحیح بخاری میں، علی بن الجعد کی تمام روایات متابعات میں ہیں، اگرچہ وہ ثقہ وصدوق ہے لیکن سخت بدعتی بھی ہے، ایسے راوی کی روایت اگر بالاتفاق ثقہ راویوں کے خلاف ہو تو مردود ہوتی ہے، یہ بات دیانت و امانت اور صحیح علم کے خلاف ہے کہ بالاتفاق ثقہ راویوں کی محفوظ روایت کو مجروح راوی کی وجہ سے رد کر دیا جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

﴿۴﴾ اوپر والی تفصیل سے معلوم ہوا کہ ''امین'' صاحب امانت و دیانت سے کوسوں دور ہیں۔

﴿۵﴾ اصولِ حدیث کی رو سے مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے، اسی اصول پر عمل کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب نے سفیان الثوری، مدلس کی عن والی روایت پر جرح کی ہے۔ دیکھئے مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۳۱ حوالہ نمبر: ۸۷ وغیر مقلدین کی غیر مسند نماز (ص ۲۳)

رہا یہ مسئلہ کہ صحیحین میں بھی مدلسین کی عن والی روایتیں موجود ہیں تو اس کا جواب اوکاڑوی صاحب کے ممدوح سرفراز خان صفدر صاحب دیوبندی حیاتی سے سن لیں:

''مدلّس راوی عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں اِلا یہ کہ وہ تحدیث کرے یا اس کا کوئی ثقہ متابع ہو مگر یاد رہے کہ صحیحین میں تدلیس مضر نہیں۔ وہ دوسرے طرق سے سماع پر محمول ہے''

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

(مقدمہ نووی ص ۱۸، فتح المغیث ص ۷۷ وتدریب الراوی ص ۱۴۴)'' (خزائن السنن ۱/۱)

یہاں پر بطورِ عبرت عرض ہے کہ اوکاڑوی صاحب نے۔خود صحیحین کے راویوں پر جرح کر رکھی ہے، مثلاً دیکھئے مجموعہ رسائل (۲۰۵/۱) تحقیق مسئلہ رفع الیدین (ص ۲۹، ابوقلابہ) وغیرہ

دوسروں کو نصیحت اور خود میاں فضیحت!

صحیحین پر خاک اڑانے والوں کے منہ میں خاک پڑے گی۔ان شاء اللہ تعالیٰ

۶ اوکاڑوی صاحب کی جہالت اتنی شدید ہے کہ وہ قراءات متواترہ اور اجتہادی و تقلیدی مذاہب میں کوئی فرق نہیں سمجھتے حالانکہ قراءات متواترہ پر صحیح احادیث کے دلائل ہیں، مثلاً: ((إن هذا القرآن أنزل علٰى سبعة أحرف فاقرؤا ما تيسر منه))

(صحیح البخاری ح ۴۹۹۲ وصحیح مسلم ح ۸۱۸)

جبکہ ان مذاہبِ اربعہ پر کوئی دلیل قائم نہیں بلکہ یہ چوتھی صدی کی بدعت ہیں جیسا کہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے صراحت کی ہے۔

دیکھئے اعلام الموقعین (ج ۲ ص ۲۰۸، سطر نمبر ۷، مطبوعہ: دار الجیل بیروت لبنان)

قراءات متواترہ، قاریوں کی روایت ہے جو انھوں نے اپنے شیوخ سے الی رسول اللہ ﷺ بیان کی ہے جبکہ مذاہبِ اربعہ کا تمام اجتہادی حصہ، اماموں، امتیوں اور مولویوں کی رائے ہے، اوکاڑوی صاحب رائے اور روایت میں فرق نہیں کر سکتے۔

امام ابوعبداللہ الحسین بن الحسن الحلیمی رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۰۳ھ) فرماتے ہیں:

'' وواحد من هذين ...... أعني المقلد و المرتاب – ليس بمسلم ، أما المقلد فلأنه أراد بدينه موافقه قوم '' إلخ

اوران دونوں میں۔یعنی مقلد اور مرتاب (دین میں شک کرنے والا) ایک بھی مسلم نہیں ہے، مقلد اس لئے نہیں کہ اس نے اپنے دین سے (صرف) لوگوں کی موافقت کا ارادہ کیا ہے۔

(المنہاج فی شعب الایمان ج ۱ ص ۱۴۵)

اور آگے لکھا ہے: '' أما المؤمن غير المقلد فرجلان '' إلخ

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

اور غیر مقلد مؤمن دو قسم کے آدمی ہیں۔ (ایضاً ص ۱۴۶)

معلوم ہوا کہ امام حلیمی (جو کہ امام بیہقی رحمہ اللہ کے استاد ہیں) کے نزدیک مؤمن:
غیر مقلد ہوتا ہے اور مقلد غیر مسلم ہوتا ہے۔

اوکاڑوی صاحب! بتایئے آپ کا امام حلیمی رحمہ اللہ کے بارے میں کیا فتوی ہے؟

امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی حیاتی صاحب کے مضمون پر تبصرہ ختم ہوا، اب ان کی خدمت میں موضوع اور اس مضمون کے مطابق چند سوالات پیش کیے جاتے ہیں:

اوکاڑوی صاحب جواب دیں!

① آپ نے مجموعہ رسائل میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ مجسم شرم وحیاء کی نظر مبارک، حالتِ نماز میں، معاذ اللہ گدھی اور کتیا کی شرمگاہ پر پڑتی رہی۔ دیکھئے ص ۲۲
اس کا حوالہ صحیح حدیث سے صراحتاً پیش کریں۔

② آپ نے نبی کریم ﷺ سے ایک حدیث ''**لا جمعة إلا بخطبة**''، منسوب کی ہے (دیکھئے ص ۱۸) اس کا حوالہ صحیح حدیث سے پیش کریں۔

③ آپ نے آمین کے مسئلہ میں یہ لکھا ہے کہ عطاء بن ابی رباح کی دوسو صحابہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے اور قراءت فی الجنازہ کے مسئلہ میں لکھا ہے کہ عطاء کو دوسو صحابہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ دیکھئے ص ۲۴، اس صریح تناقض کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟

④ انور شاہ کاشمیری دیوبندی تقلیدی صاحب کا دعوی ہے کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے۔ (دیکھئے ص ۳۳) انور شاہ صاحب اپنے اس دعویٰ میں سچے ہیں یا جھوٹے؟

⑤ امام سیوطی نے مقلدین حضرات مثلاً فرقہ دیوبندیہ کو اہلِ سنت والجماعت سے خارج قرار دیا ہے۔ (دیکھئے ص ۳۵) امام سیوطی صاحب اس فیصلہ میں سچے ہیں یا جھوٹے؟
یہ خیال رہے کہ وہ تبییض الصحیفہ (فی مناقب ابی حنیفہ) کے مصنف ہیں!

⑥ لکھنوی اور کوثری نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اپنی تقلید سے منع کیا ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi

(دیکھئے ص ۳۵) لکھنوی اور کوثری اس نقل میں جھوٹے ہیں یا سچے؟

۷ کیا امام ابوحنیفہ نے اپنے تقلید کرنے کا بھی صریح حکم کہیں دیا ہے؟

۸ طحطاوی اور تھانوی نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ غیر مقلد تھے، (دیکھئے ص ۳۵) طحطاوی اور تھانوی سچے ہیں یا جھوٹے؟

۹ آپ کے علماءِ دیوبند، نبی کریم ﷺ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہتے ہیں۔ (دیکھئے ص ۳۶) کیا یہ عقیدہ امام ابوحنیفہ سے بھی صراحتاً ثابت ہے؟

۱۰ سلطان باہونے، آپ جیسے ''اہل تقلید'' کو جاہل اور حیوان سے بھی بدتر قرار دیا ہے۔ (دیکھئے ص ۳۹) سلطان باہو اپنے اس فتوی میں حق بجانب ہیں یا باطل؟

۱۱ بانی مدرسہ دیوبند، جناب نانوتوی صاحب نے اپنے جھوٹا ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ (دیکھئے ص ۲۰) نانوتوی صاحب اس اعتراف میں سچے ہیں یا جھوٹے؟

۱۲ دیوبندی اکابر نے خضر علیہ السلام کو ان کے مرنے کے صدیوں بعد، انگریزوں کی فوج میں دیکھا۔ (دیکھئے ص ۴۶) یہ بتائیں کہ خضر علیہ السلام اپنے مرنے کے بعد، دوبارہ زندہ ہوکر انگریزوں کی حمایت میں کیوں آ گئے تھے؟

۱۳ ابن ہمام نے آٹھ رکعات کو سنت اور باقی کو مستحب لکھا ہے۔ (دیکھئے ص ۴۷) ابن ہمام کا یہ فتویٰ صحیح ہے یا غلط؟

۱۴ کیا آپ، زیدی شیعوں کی مسند زید کا امام زید بن علی (رحمہ اللہ) سے صحیح ہونا ثابت کر سکتے ہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو عمرو بن خالد الواسطی کا تعارف بھی اسماء الرجال سے کرائیں۔

۱۵ تھانوی صاحب کی تحقیق میں امتی کا قول بلا دلیل ماننا تقلید ہے، قرآن وحدیث کو ماننا تقلید نہیں بلکہ اتباع ہے۔ (دیکھئے ص ۶۲، ۶۳) تھانوی صاحب اپنی اس تحقیق میں حق پر ہیں یا باطل پر؟

۱۶ بہت سے علماء نے کہا ہے کہ "لسنا مقلدین" ہم مقلد نہیں ہیں۔ (دیکھئے ص ۶۳) کیا کسی ایک مستند عالم نے یہ بھی کہا ہے: "أنا مقلد" ؟ اپنی آلِ دیوبند کا حوالہ نہ دیں

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

بلکہ عند الفریقین مستند علماء میں سے کسی کا حوالہ پیش کریں، مثلاً صحابہ، تابعین، محدثین وغیرہم۔

﴿۱۷﴾ ہدایہ کے حاشیہ میں جاہل سے مراد مقلد لیا گیا ہے۔ (دیکھئے ص ۶۴) یہ مفہوم صحیح ہے یا غلط؟

﴿۱۸﴾ ان ۶۷ صحابۂ کرام کے نام باحوالہ لکھیں جو غزوہ بدر میں بھی شامل تھے اور جنگِ صفین میں بھی؟

﴿۱۹﴾ پالن پوری نے آپ جیسے لوگوں پر نفس پرست، پیٹ بھرنے والا وغیرہ فتویٰ لگایا ہے۔ (دیکھئے ص ۶۸) یہ فتویٰ صحیح ہے یا غلط؟

﴿۲۰﴾ طحطاوی وغیرہ کا یہ دعویٰ ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بیس تراویح نہیں پڑھیں بلکہ آٹھ پڑھی ہیں۔ (دیکھئے ص ۷۰) طحطاوی وغیرہ اس دعوی میں سچے ہیں یا جھوٹے؟

﴿۲۱﴾ سیوطی صاحب، آپ جیسے مقلد کے لئے یہ شرط لگاتے ہیں کہ چپ رہے۔ بحث و مباحثہ میں مقلد کا دلائل بیان کرنا فضول ہے۔ (دیکھئے ص ۷۱) سیوطی صاحب نے یہ شرط کون سی دلیل کی وجہ سے لگائی ہے؟

﴿۲۲﴾ آپ لوگوں نے راقم الحروف کو ''الاستاذ'' لکھا ہے۔ (دیکھئے ص ۷۴) یہ ''الاستاذ'' کس دلیل سے لکھا ہے؟

﴿۲۳﴾ کیا کپڑا فروش ہونا اور حلال روزی کمانا جرم و حرام ہے؟

﴿۲۴﴾ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ میری کتاب ''تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ'' اور اس مضمون دونوں کو متن میں رکھ کر میری طرح تمام اعتراضات و دلائل کا جواب دیں؟ اگر ممکن ہے تو آپ جواب کیوں نہیں دیتے۔ خاموش کیوں ہو گئے ہیں؟

جناب بھائی عمران صاحب! آپ کے مطالبہ کے مطابق، اوکاڑوی حیاتی صاحب کے مضمون کا مکمل جواب دیا ہے، اب آپ کوشش کریں کہ اوکاڑوی صاحب میرے اس مضمون اور کتاب کا مکمل جواب دیں، اگر وہ انھیں متن میں رکھ کر مکمل جواب نہیں دیں گے تو ان کے جواب کو باطل و کالعدم سمجھا جائے گا۔ وما علینا إلا البلاغ

حافظ زبیر علی زئی (۱۱-۱-۲۰۰۰)

Islamic Research Centre Rawalpindi

نور المصابیح فی مسئلۃ التراویح

الحمد للّٰہ وحدہ والصلٰوۃ والسلام علٰی من لانبي بعدہ ، أما بعد :

مسئلہ: ہمارے امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے بعد صبح کی نماز تک گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔[غیر رمضان میں تہجد اور رمضان میں تراویح: گیارہ رکعات سنت ہے۔]

دلیل نمبر ①:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

" کان رسول اللّٰہ ﷺ یصلي فیما بین أن یفرغ من صلاۃ العشاء وھي التي یدعوالناس العتمۃ إلی الفجر إحدیٰ عشرۃ رکعۃ یسلم بین کل رکعتین ویوتر بواحدۃ " إلخ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد صبح تک گیارہ رکعات پڑھتے تھے اور اسی نماز کو لوگ عتمہ بھی کہتے تھے۔ آپ ہر دو رکعات پر سلام پھیرتے تھے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔ الخ (صحیح مسلم ۱/۲۵۴ ح ۷۳۶)

دلیل نمبر ②:

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی رمضان میں (رات کی) نماز (تراویح) کیسی ہوتی تھی؟ تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

" ماکان یزید في رمضان ولا في غیرہ علٰی إحدیٰ عشرۃ رکعۃ " إلخ

رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، الخ

(صحیح بخاری ۱/۲۶۹ ح ۲۰۱۳، عمدۃ القاری ۱۱/۱۲۸، کتاب الصوم، کتاب التراویح باب فضل من قام رمضان)

ایک اعتراض:

اس حدیث کا تعلق تہجد کے ساتھ ہے۔ !

Islamic Research Centre Rawalpindi

جواب:

تہجد، تراویح، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔

دلیل 1:

نبی ﷺ سے تہجد اور تراویح کا علیحدہ علیحدہ پڑھنا قطعاً ثابت نہیں ہے۔

دلیل 2:

ائمۂ محدثین و دیگر علماء نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر قیام رمضان اور تراویح کے ابواب باندھے ہیں، مثلاً:

① صحیح بخاری، کتاب الصوم (روزے کی کتاب) کتاب صلوٰۃ التراویح (نمازِ تراویح کی کتاب) باب فضل من قام رمضان (فضیلت قیامِ رمضان)

② موطأ محمد بن الحسن الشیبانی: ص ۱۴۱، باب قیام شہر رمضان و ما فیہ من الفضل۔

عبدالحئ لکھنوی نے اس کے حاشیہ پر لکھا ہے: "قوله، قیام شهر رمضان ویسمی التراویح" یعنی: قیام رمضان اور تراویح ایک ہی چیز ہے۔

③ السنن الکبریٰ للبیہقی (۲/۴۹۵، ۴۹۶) باب ماروی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان

دلیل 3:

متقدمین میں سے کسی ایک محدث یا فقیہ نے یہ نہیں کہا کہ اس حدیث کا تعلق نماز تراویح کے ساتھ نہیں ہے۔

دلیل 4:

اس حدیث کو متعدد علماء نے بیس رکعات والی موضوع و منکر حدیث کے مقابلہ میں بطور معارضہ پیش کیا ہے۔ مثلاً:

① علامہ زیلعی حنفی (نصب الرایہ ۲/۱۵۳)

② حافظ ابن حجر عسقلانی (الدرایہ ۱/۲۰۳)

③ علامہ ابن ہمام حنفی (فتح القدیر ۱/۴۶۷، طبع دار الفکر)

Islamic Research Centre Rawalpindi

④ علامہ عینی حنفی (عمدۃ القاری ۱۱/۱۲۸)

⑤ علامہ سیوطی (الحاوی للفتاوی ۱/۳۴۸) وغیرہم

دلیل 5:

سائل کا سوال صرف قیام رمضان سے متعلق تھا جس کو تراویح کہتے ہیں، تہجد کی نماز کے بارے میں سائل نے سوال ہی نہیں کیا تھا۔ لیکن ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں سوال سے زائد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامِ رمضان وغیر رمضان کی تشریح فرمادی لہٰذا اس حدیث سے گیارہ رکعات تراویح کا ثبوت صریحاً ہے۔

(ملخصاً من خاتمۂ اختلاف ص ۶۴ باختلاف یسیر)

دلیل 6:

جن لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ دو نمازیں ہیں، ان کے اصول پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ رکعات تراویح (۲۰+۳) پڑھیں جیسا کہ ان لوگوں کا عمل ہے اور اسی رات کو گیارہ رکعات تہجد (۸+۳) پڑھی۔ (جیسا کہ ان کے نزدیک صحیح بخاری کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے)

یہاں پر اشکال یہ ہے کہ اس طرح تو یہ لازم آتا ہے کہ ایک رات میں آپ نے دو دفعہ وتر پڑھے، حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لا وتران في ليلة)) ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔

(ترمذی ۱/۱۰۷ ح ۴۷۰، ابوداود: ۱۴۳۹، نسائی: ۱۶۷۸، صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۰۱، صحیح ابن حبان: ۶۷۱، اسنادہ صحیح)

اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا: ''**هٰذا حديث حسن غريب**''

یاد رہے کہ اس حدیث کے سارے راوی ثقہ ہیں۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہو سکتا لہٰذا یہ ثابت ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات میں صرف ایک وتر پڑھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف گیارہ (۱۱) رکعات (۸+۳) ثابت ہیں، ۲۳ ثابت نہیں ہیں (۲۰+۳) یعنی (۲۳) اور (۱۱) والی روایتوں میں صرف (۱۱) والی روایت ہی ثابت ہے لہٰذا تہجد اور تراویح میں فرق کرنا باطل ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi

دلیل 7:

انور شاہ کشمیری دیوبندی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے اوران دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، دیکھئے فیض الباری (۴۲۰/۲) العرف الشذی (۱۶۶/۱) یہ مخالفین کے گھر کی گواہی ہے۔اس کشمیری قول کا جواب ابھی تک کسی طرف سے نہیں آیا۔

؎ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

دلیل 8:

سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی تہجد اور تراویح دونوں کو ایک ہی سمجھتے تھے، تفصیل کے لئے دیکھئے فیض الباری (۴۲۰/۲)

دلیل 9:

متعدد علماء نے اس شخص کو تہجد پڑھنے سے منع کیا ہے جس نے نماز تراویح پڑھ لی ہو۔

(قیام اللیل للمروزی بحوالہ فیض الباری ۴۲۰/۲)

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان علماء کے نزدیک تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے۔

دلیل 10:

سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ کی روایت: ''**صلّی بنا رسول الله** صلی اللہ علیہ وسلم **في رمضان ثمان رکعات والوتر** ''إلخ بھی اس کی مؤید ہے جیسا کہ آگے بالتفصیل آرہا ہے، لہٰذا اس حدیث کا تعلق تراویح کے ساتھ یقیناً ہے۔ **تلك عشرة کاملة**

دلیل نمبر ③:

سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں نماز پڑھائی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھے.....الخ۔

(صحیح ابن خزیمہ ۱۳۸/۲ ح ۱۰۷۰، صحیح ابن حبان (الاحسان) ۶۲/۴، ۶۴ ح ۲۴۰۱، ۲۴۰۶)

ایک اعتراض:

اس کی سند میں محمد بن حمید الرازی ہے۔(مختصر قیام اللیل للمروزی ص ۱۹۷) جو کہ کذاب ہے۔!

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

جواب: اس حدیث کو یعقوب بن عبداللہ القمی سے محمد بن حمید کے علاوہ اور بھی بہت سے راویوں نے بیان کیا ہے، مثلاً:

① جعفر بن حمید الکوفی (الکامل لابن عدی ۵/۱۸۸۹، المعجم الصغیر للطبرانی ۱/۱۹۰)

② ابوالربیع (الزہرانی/ مسند ابی یعلی الموصلی ۳/۳۳۶، ۳۳۷ ح ۱۸۰۱، صحیح ابن حبان ح ۲۴۰۱، ۲۴۰۶)

③ عبدالاعلیٰ بن حماد (مسند ابی یعلیٰ ۳/۳۳۶ ح ۱۸۰۱، الکامل لابن عدی ۵/۱۸۸۸)

④ مالک بن اسماعیل (صحیح ابن خزیمہ ۲/۱۳۸ ح ۱۰۷۰)

⑤ عبیداللہ یعنی ابن موسیٰ (صحیح ابن خزیمہ ۲/۱۳۸، ۱۰۷۰)

یہ سارے راوی ثقہ وصدوق ہیں، لہٰذا محمد بن حمید پر اعتراض غلط اور مردود ہے۔

دوسرا اعتراض:

اس کی سند میں یعقوب القمی ضعیف ہے، اس کے بارے میں امام دارقطنی نے کہا:

"لیس بالقوي"

جواب: یعقوب القمی ثقہ ہے، اسے جمہور علماء نے ثقہ قرار دیا ہے:

① نسائی نے کہا: لیس به بأس

② ابوالقاسم الطبرانی نے کہا: ثقة

③ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا (اور اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

④ جریر بن عبدالحمید اسے "مومن آل فرعون" کہتے تھے۔

⑤ ابن مہدی نے اس سے روایت بیان کی۔ (تہذیب التہذیب ۱۱/۳۴۲، ۳۴۳)

اور ابن مہدی صرف ثقہ سے روایت کرتے ہیں۔ (تدریب الراوی ۱/۳۱۷)

⑥ حافظ ذہبی نے کہا: صدوق (الکاشف ۳/۲۵۵)

⑦ ابن خزیمہ نے اس کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

⑧ نورالدین الہیثمی نے اس کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

⑨ امام بخاری نے تعلیقات میں اس سے روایت لی ہے اور اپنی "التاریخ الکبیر"

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

(۳۹۱/۸ ت:۳۴۴۳) میں اس پر طعن نہیں کیا، لہٰذا وہ ان کے نزدیک بقولِ تھانوی ثقہ ہے۔
دیکھئے قواعد فی علوم الحدیث (ص ۱۳۶، ظفر احمد تھانوی)

⑩ حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۱۲/۳ تحت ح ۱۱۲۹) میں اس کی منفرد حدیث پر سکوت کیا ہے اور یہ سکوت (دیوبندیوں کے نزدیک) اس کی تحسینِ حدیث کی دلیل ہے۔
(دیکھئے قواعد فی علوم الحدیث ص ۵۵)

تیسرا اعتراض:

اس روایت کی سند میں عیسیٰ بن جاریہ ضعیف ہے، اس پر ابن معین، الساجی، العقیلی، ابن عدی اور ابوداود نے جرح کی ہے، بعض نے منکر الحدیث بھی لکھا ہے۔

جواب: عیسیٰ بن جاریہ جمہور علماء کے نزدیک ثقہ، صدوق یا حسن الحدیث ہیں:

۱۔ ابوزرعہ نے کہا: **لا بأس به**

۲۔ ابن حبان نے الثقات میں ذکر کیا ہے۔

۳۔ ابن خزیمہ نے اس کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔

۴۔ الہیثمی نے اس کی حدیث کی تصحیح کی۔ (مجمع الزوائد ۷۲/۲)
اور اسے ثقہ کہا۔ (مجمع الزوائد ۱۸۵/۲)

۵۔ البوصیری نے زوائد سنن ابن ماجہ میں اس کی حدیث کی تحسین کی ہے۔
(دیکھئے حدیث:۴۲۴۱)

۶۔ الذہبی نے اس کی منفرد حدیث کے بارے میں ''**إسناده وسط**'' کہا۔

۷۔ بخاری نے التاریخ الکبیر (۳۸۵/۶) میں اسے ذکر کیا ہے اور اس پر طعن نہیں کیا۔

۸۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس کی حدیث پر سکوت کیا۔ (۱۰/۳ تحت ح ۱۱۲۹)

۹۔ حافظ منذری نے اس کی ایک حدیث کو ''**بإسناد جيد**'' کہا۔
(الترغیب والترہیب ۵۰۷/۱)

۱۰۔ ابوحاتم الرازی نے اسے ذکر کیا اور اس پر کوئی جرح نہیں کی۔

Islamic Research Centre Rawalpindi

(دیکھئے الجرح والتعدیل ۲۷۳/۶)

ابوحاتم کا سکوت (دیوبندیوں کے نزدیک) راوی کی توثیق ہوتی ہے۔

(قواعد فی علوم الحدیث ص ۲۴۷)

۱۱۔ نیموی حنفی نے اس کی بیان کردہ ایک حدیث کو ''و إسناده صحیح'' کہا۔

(آثار السنن: ۹۶۰ عن جابر رضی اللہ عنہ)

معلوم ہوا کہ یہ سند حسن ہے۔

دلیل نمبر ④:

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رمضان میں آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ (رد) بھی نہیں فرمایا: ((فكانت سنة الرضا))

پس یہ رضامندی والی سنت بن گئی۔ (مسند ابی یعلیٰ ۳/۲۳۶، ح ۱۸۰۱)

علامہ ہیثمی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا:

''رواه أبو يعلٰى والطبراني بنحوه فى الأوسط وإسناده حسن''

اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا اور اسی طرح طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔ (مجمع الزوائد ۲/۷۴)

اس حدیث کی سند وہی ہے جو حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ کی ہے، دیکھئے دلیل نمبر ۳

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

''اپنے وقت میں اگر علامہ ہیثمی کو صحت اور سقم کی پرکھ نہیں، تو اور کس کو تھی؟''

(احسن الکلام ۱/۲۳۳، توضیح الکلام ۱/۲۷۹)

دلیل نمبر ⑤:

سیدنا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا اُبی بن کعب اور سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ لوگوں کو (رمضان میں رات کے وقت) گیارہ رکعات پڑھائیں۔

(موطأ امام مالک ۱/۱۱۴ ح ۲۴۹، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۴۹۶)

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

Islamic Research Centre Rawalpindi

یہ حدیث بہت سی کتابوں میں موجود ہے۔ مثلاً:

① شرح معانی الآثار (۲۹۳/۱) واحتج به

② المختارۃ للحافظ الضیاء المقدسی (بحوالہ کنز العمال ۴۰۷/۸ ح ۲۳۴۶۵)

③ معرفۃ السنن والآثار للبیہقی (ق ۳۶۷/۲، ۳۶۸، مطبوع ۳۰۵/۲ ح ۱۳۶۶ ب)

④ قیام اللیل للمروزی (ص ۲۰۰)

⑤ مصنف عبدالرزاق (بحوالہ کنز العمال ح ۲۳۴۶۵)

⑥ مشکوٰۃ المصابیح (ص ۱۱۵ ح ۱۳۰۲)

⑦ شرح السنۃ للبغوی (۱۲۰/۴ تحت ح ۹۹۰)

⑧ المہذب فی اختصار السنن الکبیر للذہبی (۴۶۱/۲)

⑨ کنز العمال (۴۰۷/۸ ح ۲۳۴۶۵)

⑩ السنن الکبریٰ للنسائی (۱۱۳/۳ ح ۴۶۸۷) اس فاروقی حکم کی سند بالکل صحیح ہے۔

دلیل 1:

اس کے تمام راوی زبردست قسم کے ثقہ ہیں۔

دلیل 2:

اس سند کے کسی راوی پر کوئی جرح نہیں ہے۔

دلیل 3:

اسی سند کے ساتھ ایک روایت صحیح بخاری کتاب الحج میں بھی موجود ہے۔ (ح ۱۸۵۸)

دلیل 4:

شاہ ولی اللہ الدہلوی نے ''اہل الحدیث'' سے نقل کیا ہے کہ موطأ کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ ۲۴۱/۲، اردو)

دلیل 5:

طحاوی حنفی نے '' فهذا يدل '' کہہ کر یہ اثر بطور حجت پیش کیا ہے۔ (معانی الآثار ۲۹۳/۱)

Islamic Research Centre Rawalpindi

دلیل 6:

ضیاء المقدسی نے المختارہ میں یہ اثر لا کر اپنے نزدیک اس کا صحیح ہونا ثابت کر دیا ہے۔

(دیکھئے اختصار علوم الحدیث ص ۷۷)

دلیل 7:

امام ترمذی نے اس جیسی ایک سند کے بارے میں کہا: "حسن صحیح" (ح ۹۲۶)

دلیل 8:

اس روایت کو متقدمین میں سے کسی ایک محدث نے بھی ضعیف نہیں کہا۔

دلیل 9:

علامہ باجی نے اس اثر کو تسلیم کیا ہے۔ (موطأ بشرح الزرقانی ۲۳۸/۱ ح ۲۴۹)

دلیل 10:

مشہور غیر اہلِ حدیث محمد بن علی النیموی (متوفی: ۱۳۲۲ھ) نے اس روایت کے بارے میں کہا: "وإسناده صحيح" (آثار السنن ص ۲۵۰) اور اس کی سند صحیح ہے۔

(لہٰذا بعض متعصب لوگوں کا پندرہویں صدی میں اسے مضطرب کہنا باطل اور بے بنیاد ہے)

❀❀❀

Islamic Research Centre Rawalpindi

سنت خلفائے راشدین

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فمن أدرك منكم فعليه بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ)) پس تم میں سے جو یہ (اختلاف) پائے تو اس پر (لازم) ہے کہ میری سنت اور میرے خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑ لے، اسے اپنے دانتوں کے ساتھ (مضبوط) پکڑ لو۔ (سنن ترمذی ۲/۹۶ ح ۲۶۷۶)

اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا: ''**هٰذا حديث حسن صحيح**''

یاد رہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خلیفۂ راشد ہونا نصِ صحیح سے ثابت ہے اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اقتدوا بالذين من بعدي أبي بكر و عمر))

میرے بعد ان دو شخصوں ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی اقتدا (اطاعت) کرنا۔

(سنن ترمذی ۲/۲۰۷ ح ۳۶۶۲، ابن ماجہ: ۹۷)

اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا: ''**هٰذا حديث حسن**''

لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ فاروقی حکم بھی حدیث مرفوع کے حکم میں ہے، جبکہ مرفوع احادیث بھی اس کی تائید کرتی ہیں اور ایک بھی صحیح مرفوع حدیث اس کے مخالف نہیں ہے۔

دلیل نمبر ⑥:

سیدنا السائب بن یزید (صحابی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''**كنا نقوم في زمان عمر بن الخطاب رضي الله عنه بإحدىٰ عشرة ركعة ......**'' إلخ

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے...الخ

(سنن سعید بن منصور بحوالہ الحاوی للفتاوی ۱/۳۴۹ وحاشیہ آثار السنن ص ۲۵۰)

اس روایت کے تمام راوی جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔

جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وفي مصنف سعيد بن منصور بسند في غاية الصحة"

اور یہ (گیارہ رکعات والی روایت) مصنف سعید بن منصور میں بہت صحیح سند کے ساتھ ہے۔

(المصابیح فی صلوٰۃ التراویح للسیوطی ص ۱۵، الحاوی للفتاوی ۱/۳۵۰)

لہٰذا ثابت ہوا کہ گیارہ رکعات قیام رمضان (تراویح) پر صحابۂ کرام کا اجماع ہے۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

دلیل نمبر ⑦:

مصنف ابن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ) میں ہے کہ "إن عمر جمع الناس علىٰ أبي و تميم فكانا يصليان إحدىٰ عشرة ركعة إلخ" بے شک عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اُبی (بن کعب) اور تمیم (الداری) رضی اللہ عنہما پر جمع کیا، پس وہ دونوں گیارہ رکعات پڑھاتے تھے۔

(۲/۳۹۲ ح ۷۶۷۰)

اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے اور اس کے سارے راوی صحیح بخاری وصحیح مسلم کے ہیں اور بالاجماع ثقہ ہیں۔

دلیل نمبر ⑧:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعات تراویح قطعاً ثابت نہیں ہیں۔

انور شاہ کشمیری دیوبندی فرماتے ہیں: "وأما عشرون ركعة فهو عنه عليه السلام بسند ضعيف وعلىٰ ضعفه إتفاق" اور جو بیس رکعت ہیں تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضعیف سند کے ساتھ (مروی) ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ (العرف الشذی ۱/۱۶۶)

لہٰذا بیس رکعات والی روایت کو امت مسلمہ کا "تلقی بالرد" حاصل ہے یعنی امت نے

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

اسے بالاتفاق رد کر دیا ہے۔

طحطاوی حنفی اور محمد احسن نانوتوی کہتے ہیں: " **لأن النبي عليه الصلوٰة والسلام لم يصلها عشرين بل ثماني** " بے شک نبی ﷺ نے بیس (رکعات) نہیں پڑھیں بلکہ آٹھ پڑھی ہیں۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ۲۹۵/۱ واللفظ لہ، حاشیہ کنز الدقائق ص ۳۶ حاشیہ: ۴)

خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی نے کہا: "اور سنت مؤکدہ ہونا تراویح کا آٹھ رکعت تو بالاتفاق ہے" (براہین قاطعہ ص ۱۹۵) نیز دیکھئے ص ۱۰۹

عبدالشکور لکھنوی نے کہا: "اگرچہ نبی ﷺ سے آٹھ رکعت تراویح مسنون ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعت بھی ......" (علم الفقہ ص ۱۹۸)

یہ حوالے بطورِ الزام پیش کئے گئے ہیں۔

دلیل نمبر ⑨:

امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے باسند صحیح متصل بیس رکعات تراویح قطعاً ثابت نہیں ہیں۔ یحییٰ بن سعید الانصاری اور یزید بن رومان کی روایتیں منقطع ہیں (اس بات کا اعتراف حنفی و تقلیدی علماء نے بھی کیا ہے) اور باقی جو کچھ بھی ہے وہ نہ تو خلیفہ کا حکم ہے اور نہ خلیفہ کا عمل اور نہ خلیفہ کے سامنے لوگوں کا عمل، ضعیف و منقطع روایات کو وہی شخص پیش کرتا ہے جو خود ضعیف اور منقطع ہوتا ہے۔

دلیل نمبر ⑩:

کسی ایک صحابی سے باسند صحیح متصل بیس رکعات تراویح قطعاً ثابت نہیں ہیں۔

تلك عشرة كاملة

لہٰذا ثابت ہوا کہ گیارہ رکعات سنتِ رسول ﷺ، سنتِ خلفائے راشدین اور سنتِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔

ابوبکر بن العربی (متوفی ۵۴۳ھ) نے کیا خوب فرمایا ہے: " **والصحيح أن يصلي إحدىٰ عشرة ركعة صلاة النبي ﷺ وقيامه فأما غير ذلك من الأعداد فلا أصل له** "

Islamic Research Centre Rawalpindi

اور صحیح یہ ہے کہ گیارہ رکعات پڑھنی چاہئیں (یہی) نبی ﷺ کی نماز اور قیام ہے، اور اس کے علاوہ جو اعداد ہیں تو ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (عارضۃ الاحوذی شرح الترمذی ۱۹/۴)

امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا:

" الذي آخذ لنفسي في قيام رمضان ، هو الذي جمع به عمر بن الخطاب الناس إحدىٰ عشرة ركعة وهي صلوٰة رسول الله ﷺ ولا أدري من أحدث هٰذا الركوع الكثير " میں تو اپنے لئے گیارہ رکعات قیامِ رمضان (تراویح) کا قائل ہوں اور اسی پر عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے لوگوں کو جمع کیا تھا، اور یہی رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے، مجھے پتا نہیں کہ لوگوں نے یہ بہت سی رکعتیں کہاں سے نکال لی ہیں؟

(کتاب التہجد ص ۱۷۶ ح ۸۹۰، دوسرا نسخہ ص ۲۸۷)

قارئین کرام!

متعدد علماء (بشمول علمائے احناف) سے گیارہ رکعات (تراویح) کا سنت ہونا ثابت ہے، چونکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ اور خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے گیارہ رکعات ثابت ہیں۔ جیسا کہ اوپر گزرا ہے۔ لہٰذا ہمیں کسی عالم کا حوالہ دینے کی یہاں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وفيه كفاية لمن له دراية

❀❀❀

Islamic Research Centre Rawalpindi

أطراف الأحاديث والآثار

الآيات بعد المأتين ١٩
أحسبه موضوعًا ٦٥
اقتدوا بالذين من بعدى ٩٢
ألالعنةاللّٰه على الظالمين .... ٢٢،٣١
أما المؤمن غير المقلد ٧٩
إن الحمد للّٰه ٢١
إن عمر جمع الناس على أبي ٩٣
إن هذا القرآن أنزل ٧٩
أنا مقلد ٨٠
إنها سنة ٦٩
ثم اختلف فى قيام رمضان ٤٢
الحمد للّٰه رب العالمين ١٧
الذي آخذ به لنفسي .... ٤١،٩٥
شرط المقلدأن يسكت ٧١
فالمقلد ذهل ٣٩
فإن ذلك من النوافل ٥٨
فمن أدرك منكم فعليه بسنتي ٩٢
فهم علٰى مذهب أهل الحديث ٦٢
فيبقى ناس جهال ٦٢

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

كان رسول الله ﷺ يصلي ٨٣

كنا نقوم في زمان عمر بن الخطاب رضى الله عنه ٩٢

لاجمعة إلا بخطبة .... ١٨،٢٢،٨٠

لا وتران في ليلة ٨٥

لأن النبي ﷺ لم يصلها عشرين .... ٧٠،٩٤

لسنا مقلدين ٨٠

ما كان يزيدفي رمضان ٨٣

المسلمون على شروطهم ٢٧

من كثرت صلاته بالليل ٦٥

وأما أ ن يقول قائل ٣٤

والذي يجب أن يقال ٣٤

والأرجح أن يصلى إحدى ٥٩

والصحيح أن يصلى إحدى عشرة ٩٤

وجبت ٤٤

وقال الأستاد زبير ٧٤

وقد نقل أبو بكر القفال ٦٣

وما توفيقي إلا با لله ١٦

وما علينا إلاا لبلاغ .... ٢٠،٨٢

وواحد من هذين ٧٩

هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين ٥١

هي صلوة رسول الله ﷺ ٥٨

يحتمل أن يكون مراده ٦٤

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

فہرست رجال

آدم (بن ابی ایاس) ۷۷
آمدی ۳۵
ابراہیم بن ابی یحییٰ ۶۴
ابراہیم بن محمد الاسفرائنی ۴۵
ابن ابی شیبہ .... ۹۳،۵۲،۵۰
ابن ابی لیلیٰ (محمد) .... ۲۶،۲۵،۱۸
ابن تیمیہ .... ۶۲،۵۸،۵۵،۳۵،۳۴
ابن حبان .... ۸۸،۸۶،۲۳
ابن حجر عسقلانی .... ۸۸،۸۴،۵۴
ابن خزیمہ .... ۸۷،۲۳
ابن عابدین ۳۱
ابن عبدالبر ۶۴
ابن عربی (ابوبکر) ۴۷
ابن قدامہ ۵۷
ابن قیم .... ۷۹،۲۳
ابن مغیث ۴۱
ابن ابی ملیکہ ۵۲
ابن المنذر ۷۷
ابن مہدی (عبدالرحمٰن) .... ۸۷،۱۹

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

ابن نجیم ۷۰
ابن ہبیرہ ۷۱
ابن ہمام .... ۱۶، ۴۷، ۷۰، ۸۱، ۸۴
ابوبکر بن العربی .... ۴۱، ۴۷، ۹۴
ابوبکر بن عیاش .... ۳۷، ۳۸
ابوبکر القفال ۶۳
ابوحاتم الرازی ۸۸
ابوالحسن ندوی ۶۸
ابوالحسناء ۵۰
ابوحنیفہ .... ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۴۲، ۵۰، ۵۴، ۶۴، ۷۱، ۷۲، ۸۰، ۸۱
ابوداود ۲۴
ابوالربیع الزہرانی ۸۷
ابوزرعہ .... ۶۸، ۸۸
ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ۸۳
ابوشیبہ (ابراہیم بن عثمان) ۶۶ـ۶۸
ابوعلی ۶۳
ابویعلیٰ ۸۹
ابویوسف قاضی ۶۳
ابی بن کعب .... ۷۶، ۸۹، ۹۳
احسن نانوتوی (محمد احسن) ۱۶
احمد بن حنبل .... ۳۴، ۴۹، ۶۳، ۷۱، ۷۳
احمد بن عمر القرطبی ۴۱

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

احمد رضا خان بریلوی ۱۳
احمد علی لاہوری ۲۶
اسحاق بن ابراہیم الزبیدی ۲۴
اسحاق بن وہب ۶۵
اشرفعلی تھانوی .... ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۳۶، ۴۴، ۵۹، ۶۲
اشہب بن عبدالعزیز ۴۱
اقبال عابد قاری ۴۲
اکرام الرحمٰن دیوبندی ۷۴
ام یحییٰ .... ۱۸، ۲۵
امجد بریلوی ۱۳
امداد اللہ مکی ۳۶
اندرا گاندھی ۱۱
انس بن مالک ۲۶
انور شاہ کشمیری .... ۲۰، ۳۳، ۵۲، ۷۱، ۸۰، ۸۶، ۹۳
ایوب ۷۷
باجی ۹۱
بن باز (عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز) ۹
بشیر احمد قادری ۱۱
بخاری .... ۲۳، ۶۲، ۶۸، ۷۷، ۸۷، ۸۸، ۹۳
بیہقی .... ۲۳، ۳۷، ۶۸
بسرۃ رضی اللہ عنہا ۳۱
بشر بن غیاث المریسی ۶۱

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

بوصیری ۸۸
پالن پوری ۸۲
پنڈت سری رام ۱۰
ترمذی ۹۱
تمیم داری ۷۶،۹۳
تھانوی (اشرفعلی) ۱۰،۱۱،۱۳،۸۱
تھانوی (ظفر احمد) ۸۸
ثابت بن موسیٰ الزاہد ۶۵
جانباز مرزا ۹،۴۶
جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ ۵۵
جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ۷۱،۸۶،۸۹
جریر بن عبدالحمید ۸۷
جعفر بن حمید ۸۷
جمیل، ابوسیف ۲۷
چمن محمد قاری ۱۷،۶۴
حارث بن عبداللہ ہمدانی ۵۲
حاکم ۲۳
حبیب الرحمٰن ۶۸
حسن بن زیاد اللولوی ۶۱
حسین احمد مدنی ۱۱
الحسین بن الحسن الحلیمی ۷۹
حکم بن عتیبہ ۶۵۔۶۷

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

حماد بن زید ۷۷
حنبلی ۷۲
خالد محمود سومرو .... ۱۸، ۲۷، ۲۹
خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ .... ۶۵، ۶۶
خضر علیہ السلام .... ۹، ۱۰، ۴۶، ۸۱
خلف ۵۰
خلیل احمد سہارنپوری انبیٹھوی .... ۱۶، ۳۱، ۴۷، ۴۹
خیر محمد جالندھری ۳۳
دارقطنی .... ۲۳، ۲۴، ۶۵، ۶۸، ۸۷
داود بن قیس ۵۲
الدبری ۷۱
درویش .... ۱۹، ۳۰
دھرم کوٹی ۳۶
دوست محمد قریشی ۳۸
ذہبی .... ۲۳، ۵۶، ۶۵، ۸۷، ۸۸
الرافعی ۶۳
رام سہائے ۱۰
رام لال ۱۰
ربیع ۵۰
ربیعہ الرائے ۳۱
رحمت الٰہی محمدی ۲۹
رشید احمد گنگوہی .... ۱۰، ۲۰

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

رشید احمد لدھیانوی .... ۸،۲۰،۳۴،۴۵
روپڑی (عبداللہ) ۲۲
الروذباری ۳۷
زاھد الکوثری .... ۲۶،۶۱
زبیر بن مجدد ۷۴
زفر ۳۵
زکریا تبلیغی ۲۶
زہری ۱۸
زید بن علی ۸۱
زیدی .... ۴۹،۸۱
زیلعی .... ۶۳،۸۴
سائب بن یزید .... ۷۶،۹۲
سبکی ۷۳
سرفراز صفدر .... ۷۲،۷۸،۸۹
سعید بن جبیر ۵۲
سفیان ثوری ۷۸
سکندر جاگیرانی ۲۸
سلطان باہو .... ۳۹،۶۴،۸۱
سلطان کوہاٹی ۲۱
سلطان محمود بریلوی ۳۶
سوید بن غفلہ .... ۵۱،۵۲
سیوارام سوار ۱۰

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

سیوطی .... ۲۰، ۳۳ـ۳۵، ۵۸، ۷۱، ۷۳، ۸۰، ۸۲، ۸۵، ۹۳
شافعی امام .... ۲۰، ۲۶، ۳۴، ۵۵، ۷۱، ۷۳
شافعی لوگ ۷۲
شبیر احمد عثمانی ۱۰
شتیر ۵۲
شعبہ .... ۵۰، ۶۵، ۶۸
شعبی ۵۲
شمس الحق شاہ .... ۱۸، ۲۶
شوکانی ۵۸
صادق سیالکوٹی ۲۰
صدیق حسن بھوپالی .... ۵۸، ۵۹
طبرانی .... ۸۷، ۸۹
طحاوی .... ۶۳، ۹۰
طحطاوی .... ۱۶، ۱۹، ۳۵، ۷۰، ۸۱، ۸۲، ۹۴
طیب دیوبندی .... ۱۱، ۱۲
عاشق الٰہی میرٹھی ۱۰
عائشہ رضی اللہ عنہا .... ۳۱، ۴۲، ۵۵، ۸۳، ۸۴
عبدالاعلی بن حماد ۸۷
عبدالجلیل ۲۷
عبدالحق اشبیلی ۴۱
عبدالحق حقانی ۷
عبدالحمید سواتی ۳۶

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

عبدالحئی لکھنوی .... ۲۰، ۶۳، ۶۵، ۸۴
عبدالرحمٰن بن اسود ۵۲
عبدالرحمٰن بن مہدی ۸۷
عبدالسمیع رامپوری ۳۱
عبدالشکور لکھنوی .... ۱۶، ۹۴
عبدالعزیز بن باز ۹
عبدالعزیز دہلوی ۵۶
عبدالقدوس قارن ۷۲
عبداللطیف تبسم ۲۷
عبداللہ المعتاز ۴۲
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ۷۷
عبداللہ دامانوی ۳۰
عبداللہ روپڑی ۲۲
عبدالمتین ۴۲
عبید بن سعید ۷۷
عبیداللہ بن موسیٰ ۸۷
عبیدہ ۷۸
عثمان رضی اللہ عنہ ۷۷
عزیز الرحمٰن ۶۴
عسقلانی (ابن حجر) ۶۷
عطاء بن ابی رباح .... ۱۸، ۲۵، ۸۰
عطیہ سالم ۴۲

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ .... ۳۶، ۶۵
علی بن الجعد .... ۷۷، ۷۸
علی بن ربیعہ ۵۰
علی محمد حقانی .... ۱۹، ۲۹
علی محمد سیال ۲۷
عمار رضی اللہ عنہ ۶۵
عمران لاہوری .... ۱۷، ۸۲
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ .... ۴۹، ۷۰، ۸۶، ۸۹، ۹۲، ۹۴
عمرو بن الحصین ۶۵
عمرو بن خالد الواسطی .... ۴۹، ۸۱
عنایت اللہ شاہ گجراتی ۸
عیسی بن جاریہ ۸۸
عینی .... ۶۳، ۸۵
غلام احمد قادیانی ۱۱
غلام فرید خواجہ ۵۶
غلام قادر قادیانی .... ۱۹، ۱۲
غندر .... ۷۷، ۷۸
فاروقی ۳۹
فرید الوحیدی ۱۱
فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی ۱۰
قادیانی مرزا ۴۹
قاری چمن محمد ۱۷

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

قارن (محمد عبدالقدوس) ۷۳
قاسم نانوتوی (محمد قاسم) .... ۸،۱۰۔۱۲،۲۰،۵۹
قاضی حسین ۶۳
قرطبی .... ۴۱،۴۷،۷۶
کرم داس گاندھی ۱۱
کفایت اللہ دہلوی، مفتی .... ۷،۱۲
کوثری (زاہد) .... ۳۵،۷۳،۸۰،۸۱
گنگوہی (رشید احمد) ۴۶
لالہ بیجناتھ ۱۰
لعل شاہ بخاری ۳۸
لکھنوی .... ۳۵،۸۰،۸۱
مالک .... ۳۴،۴۱،۴۳،۵۱،۵۵،۷۱،۷۷،۹۵
مالک بن اسماعیل ۸۷
مالکی ۷۲
مبشر احمد ربانی ۱۲
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ۸۳
محمد آبادی ۳۷
محمد احتشام الدین مراد آبادی ۳۷
محمد احسن نانوتوی .... ۱۰،۱۷،۹۴
محمد احمد ۹
محمد اسلم زاہد ۹
محمد افضل ۸

Islamic Research Centre Rawalpindi

محمد امجد بریلوی ۱۳
محمد امین صفدر .... ۱۳، ۲۱
محمد ایوب قادری ۱۰
محمد بن ابی لیلیٰ ۲۵
محمد بن الحسن الشیبانی .... ۶۱، ۶۳، ۸۴
محمد بن حمید الرازی ۸۷
محمد بن عبداللہ بن عبدالاعلی ۷۸
محمد عبدالقدوس قارن ۷۲
محمد عثمان خواجہ ۳۶
محمد بن عدی بن زحر ۲۴
محمد بن علی الآجری ۲۴
محمد بن علی النیموی ۹۱
محمد بن عوف ۲۴
محمد بن ابی یعلیٰ ! ۲۵
محمد پالن حقانی ۶۸
محمد جوناگڑھی ۱۹
محمد حسین بٹالوی ۱۱
محمد حسین ظاہری ۲۷
محمد زبیر (شجرہ نسب) ۲۸
محمد زکریا تبلیغی ۶۸
محمد شفیع دیوبندی .... ۳۵، ۷۶
محمد عظیم ۲۸

Islamic Research Centre Rawalpindi

محمد عمران لاہوری .... ۸۲،۲۱،۱۷
محمد مرید ۲۸
محمد میاں ۹
محمد نعیم ملتانی ۱۳
محمد ولی درویش ۳۰
محمد یوسف لدھیانوی ۱۲
محمود اوکاڑوی ۲۶
مختیار علی ۲۸
مرزا قادیانی ۴۹
المزی ٦۷
مسعود احمد خان ۱۷
مسلم .... ۹۳،۲۲
مسلم بن ابراہیم ۷۷
معاویہ رضی اللہ عنہ ۷۷
مغیرہ بن زیاد ۳۷
مفرور مکی ۴٦
ملا علی قاری ۵۸
المنذری ۸۸
منشی تلسی رام ۱۰
منشی موتی لال ۱۰
منشی ہردواری لال ۱۰
منیر احمد ۲۸

Islamic Research Centre Rawalpindi

مودودی ۸
میاں محمد افضل ۸
میر نورالحسن ۵۸
ناصرالدین البانی ۲۸
نانوتوی (محمد قاسم) .... ۸۱،۴۶
نذیر احمد رحمانی ۵۸
نذیر حسین دہلوی .... ۵٦،۴۹،۹
نسائی ۸۷
نضر بن شمیل ۷۸
نعیم ملتانی ۲۳
نورالحسن .... ۵۹،۵۸
نووی ۷۹
وحیدالزمان .... ۵۸،۲۰
ولی اللہ الدہلوی ۹۰
ولی محمد ۲۶
ہیثمی ۸۷
یحییٰ القطان ۷۷
یحیی بن سعید الانصاری ۹۴
یزید بن رومان ۹۴
یزید بن ابی زیاد ۳۰
یعقوب بن عبداللہ ۸۷
یونس بن عبداللہ بن محمد بن مغیث (ابن مغیث) ۴۱

Islamic Research Centre Rawalpindi

انور اوکاڑوی صاحب کے جواب میں

راقم الحروف نے امین اوکاڑوی کی زندگی میں ایک رسالہ "امین اوکاڑوی کا تعاقب" لکھا تھا جس میں اوکاڑوی صاحب کے تنقیدی مضمون کو مکمل بحروفہٖ نقل کر کے اس کا دندان شکن جواب دیا تھا۔ اوکاڑوی صاحب اس رسالے کو مکمل نقل کر کے اس کا جواب دینے سے عاجز رہے۔
ماہنامہ الخیر میں انھوں نے جو غلط سلط جواب دے کر اپنے عوام کو مطمئن کرنے کی کوشش کی تھی اس میں بھی وہ ناکام رہے اب ان کے بھائی انور اوکاڑوی صاحب یہ کوشش کر رہے ہیں کہ دیوبندی عوام کو کس طرح چپ کرایا جائے۔ اس مضمون میں ان کے جواب الجواب کا جواب حاضر ہے۔ والحمدللہ

Islamic Research Centre Rawalpindi

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الأمین ، أما بعد :

ہمیں آل دیوبند سے یہ شکایت ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ بانیٔ مدرسہ دیوبند محمد قاسم نانوتوی صاحب فرماتے ہیں کہ "لہٰذا میں نے جھوٹ بولا اور صریح جھوٹ میں نے اسی روز بولا تھا" (ارواح ثلاثہ ص ۲۹۰ حکایت نمبر: ۳۹۱ ومعارف الاکابر ص ۲۶۰، امین اوکاڑوی کا تعاقب ص ۲۰)

تنبیہ: خط کشیدہ الفاظ "امین اوکاڑوی کا تعاقب" سے کمپوزنگ کی غلطی کی وجہ سے سہواً رہ گئے ہیں۔ [جدید ایڈیشن میں اس کی اصلاح کردی گئی ہے۔]

رشید احمد گنگوہی صاحب نے فرمایا: "جھوٹا ہوں"

(مکاتیب رشیدیہ ص ۱۰، فضائل صدقات حصہ دوم ص ۵۵۶، امین اوکاڑوی کا تعاقب ص ۲۰)

ان دیوبندی اعترافات کے بعد امین اوکاڑوی صاحب کے بھائی: محمد انور اوکاڑوی کے دو صریح جھوٹ پیش خدمت ہیں:

انوراوکاڑوی جھوٹ نمبر 1:

شیخ محمد فاخر الہ آبادی رحمہ اللہ ۱۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۶۴ھ میں فوت ہوئے۔

(دیکھئے نزہۃ الخواطر، عربی ج ۶ ص ۳۵۰، ۳۵۱)

آپ نے دہلی کی جامع مسجد میں آمین بالجہر کہی۔ (دیکھئے تراجم علمائے حدیث ہند، از ابو یحییٰ امام خان نوشہروی ص ۳۳۹ ونقوش ابو الوفاء ص ۳۴، ۳۵ و ماہنامہ الخیر ملتان، دسمبر ۲۰۰۵ء ص ۳۹)

"**الشيخ العالم الكبير المحدث محمد فاخر بن محمد يحيى بن محمد أمين العباسي السلفي**" رحمہ اللہ کے بارے میں انوراوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

"قارئین کرام! اس آمین بالجہر کہنے والے کا تعارف بھی بقول مولوی ثناء اللہ صاحب غیر مقلد سن لیں۔ مولانا فرماتے ہیں، آج کل اس (تقویۃ الایمان بحث) کو اٹھانے والے حضرت فاخر صاحب الہ آبادی ہیں جن کا ذکر خیر اہلحدیث مورخہ ۵/ستمبر میں ہو چکا ہے۔ ان ہی صاحب نے اخبار شوکت بمبئی مورخہ ۳۱/اگست میں مولانا شہیدؒ اور مولانا کے ہم صحبت حضرت مولانا عبدالحی مرحوم کو دو کتے کہہ کر دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں..." (ماہنامہ الخیر ج ۲۳ شمارہ نمبر ۱۱ ص ۳۹ بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ صفحہ ۱۰۲ جلد ۱)

انور صاحب مزید مناظرِ اسلام ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

"مولانا فاخر میرے ذاتی دوست ہیں اس لئے میں آپ سے ذاتی محبت کرتا ہوں........."

(الخیر ۲۳/۱۱ ص ۳۹ بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ ۱/۱۰۳ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۲۴ء)

مؤدبانہ عرض ہے کہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ ۱۲۸۵ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔

(دیکھئے بزم ارجمنداں / محمد اسحاق بھٹی ص ۱۴۳)

یا ۱۲۸۷ھ کو آپ پیدا ہوئے۔

(دیکھئے تفسیر ثنائی کا آخری حصہ ص ۸۳۳ مطبوعہ: بلال گروپ آف انڈسٹریز کراچی لاہور)

انگریزی حساب سے آپ ۱۸۶۸عیسوی کو پیدا ہوئے، دیکھئے کتاب "حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری" از فضل الرحمٰن بن میاں محمد (ص ۲۸) وتفسیر ثنائی کا آخری حصہ (ص ۸۳۳)

Islamic Research Centre Rawalpindi

وبزم ارجمنداں (ص ۱۴۳)
عبدالقدوس ہاشمی صاحب کی ''تقویم تاریخی'' (ص ۳۲۲) سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۸۵ھ کی تاریخ ہی راجح ہے۔معلوم ہوا کہ محدث فاخرالہ آبادی رحمہ اللہ کی وفات کے (ایک صدی سے زیادہ عرصے کے) بعد ثناء اللہ رحمہ اللہ پیدا ہوئے تھے لہٰذا اس بات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ فاخرالہ آبادی سے ان کی کبھی ملاقات ہوئی ہو یا وہ ان کے دوست رہے ہوں۔
تقویۃ الایمان والے شاہ اسماعیل بن عبدالغنی الدہلوی ۱۱۹۳ھ میں پیدا ہوئے تھے۔
(دیکھئے نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۶۶ وحیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی ص ۲۵)
لہٰذا اس بات کا تصور بھی ممکن نہیں ہے کہ محدث فاخرالہٰ آبادی رحمہ اللہ نے اسماعیل دہلوی کی پیدائش سے پہلے ان کی کتاب تقویۃ الایمان پر رد کیا ہو۔!
کیا دیوبندی حلقے میں ایسا کوئی شخص موجود نہیں جو انوراوکاڑوی صاحب کو سمجھائے کہ محدث فاخرالہ آبادی جنھوں نے جامع مسجد دہلی میں آمین بالجہر کہی تھی علیحدہ شخص تھے اور ثناء اللہ امرتسری کے دوست فاخرالہ آبادی علیحدہ شخص تھے.....!؟
تنبیہ (۱): جامع مسجد دہلی میں کسی خاص دور میں آمین بالجہر کا نہ ہونا اس کی دلیل نہیں ہے کہ پورے ہندوستان میں کہیں بھی آمین بالجہر نہیں ہوتی تھی اور نہ اس بات کی دلیل ہے کہ محدث فاخرالہ آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۴ھ) کی پیدائش سے صدیوں پہلے ہندوستان میں آمین نہیں کہی جاتی تھی۔
تنبیہ (۲): محدث فاخر رحمہ اللہ کے بارے میں ابوالحسن ندوی کے والد عبدالحئی الحسنی فرماتے ہیں: ''وکان فرید زمانه فی الاقبال علی اللّٰه والاشتغال بالعبادة والمعاملة الربانية، قدغشيه نور الإيمان وسيماء الصالحين، انتهى إليه الورع وحسن السمت والتواضع والاشتغال بخاصة النفس، واتفق الناس على الثناء عليه والمدح لشمائله وصار مشارًا إليه فى هذا الباب، وكان لا يتقيد بمذهب ولا يقلد في شئٍ من أمور دينية بل كان يعمل بنصوص

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

الکتاب والسنة ویجتهد برأیه وهو أهل لذلك '' (نزہۃ الخواطر ج ٦ ص ٣٥١)
عبارت کا مفہوم یہ ہے: وہ اللہ کی طرف رجوع، عبادت میں مشغولیت اور ربانی معاملے میں یکتائے روزگار تھے ۔ صالحین کے نشان اور نورِ ایمان نے انھیں ڈھانپ رکھا تھا، پرہیز گاری، بہترین وقار، تواضع اور خاص اپنے معاملات سے مشغول ہونے کا ان پر خاتمہ ہے۔آپ کی تعریف وثنا اور مدحِ سیرت پر (تمام) لوگوں کا اتفاق ہے۔اس باب میں ان کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا۔وہ کسی (فقہی) مذہب کی قید نہ اختیار کرتے اور امورِ دینیہ میں کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے بلکہ نصوص کتاب وسنت پر عمل کرتے اور (مسائل غیر منصوصہ میں) اجتہاد کرتے اور وہ اس کے اہل تھے۔[انتہی]

حکیم عبدالحیٔ الحسنی نے فاخر رحمہ اللہ کو ''الشیخ العالم الکبیر المحدث.... أحد العلماء المشهورین'' قرار دیا ہے۔(ج ٦ ص ٣٥٠) ایسے عالم کبیر اور محدث شہیر کے خلاف انور اوکاڑوی صاحب وغیرہ کی ہرزہ سرائی کیا معنی رکھتی ہے؟

انور اوکاڑوی جھوٹ نمبر 2:

انور اوکاڑوی صاحب کتاب ''امین اوکاڑوی کا تعاقب'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''بہر حال یہ رسالہ حقیقت میں جنوری ٢٠٠٠ء سے پہلے کا شائع ہو چکا ہے....'' الخ

(ماہنامہ الخیر، نومبر ٢٠٠٥ء ص ٢٤)

عرض ہے کہ یہ (رسالہ یا) کتاب مئی ٢٠٠٥ء میں پہلی بار شائع ہوئی، اس سے پہلے یہ شائع نہیں ہوئی بلکہ اس کتاب کے قلمی نسخے کی فوٹوسٹیٹ امین اوکاڑوی صاحب کی ''خدمت'' میں بھیجی گئی تھی جس کا انھوں نے جون، جولائی اور اگست ٢٠٠٠ء کے ماہنامہ الخیر میں جواب دینے کی کوشش کی تھی۔

تنبیہ (١): راقم الحروف نے جس قلمی نسخے کی فوٹوسٹیٹ اوکاڑوی صاحب کو بھیجی تھی اُس کی اصل میرے پاس محفوظ ہے۔اس اصل کے صفحہ ٥٠ پر لکھا ہوا ہے: ''٢٠٠٠-١-١١''

یہ تاریخ کمپوزنگ کی غلطی کی وجہ سے اس طرح چھپ گئی: ''٢٠٠٠-١٠-١١''

Islamic Research Centre Rawalpindi

(امین اوکاڑوی کا تعاقب ص ۷۱)

کافی عرصہ پہلے کمپوزنگ کی اس غلطی کا پتا چل گیا تھا اور ناشر کو تحریری اطلاع دے دی گئی تھی اب ایڈیشن ختم ہونے کی صورت میں یہ کتاب دوبارہ چھپے گی تو اس غلطی کا ازالہ کر دیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ) [دوسرے ایڈیشن میں غلطی کا ازالہ کر دیا گیا تھا۔]

جو شخص اصل مسودہ دیکھنا چاہے وہ ہمارے پاس تشریف لا کر دیکھ سکتا ہے۔ والحمدللہ

یاد رہے کہ کمپوزنگ کی غلطیاں، پوری کوشش اصلاح کے باوجود، بعض اوقات رہ جاتی ہیں۔ مثلاً آلِ دیوبند کی تحریروں میں کمپوزنگ کی چند غلطیاں درج ذیل ہیں:

- ''تقاقب'' (ماہنامہ الخیر، نومبر ۲۰۰۵ء ص ۲۸) [صحیح ''تعاقب'' ہے]
- ''وسلام علی عبداہ الذین اصطفیٰ'' (ایضاً ص ۱۳) [صحیح ''علی عبادہ الذین اصطفیٰ'' ہے]
- ''البتہ اثری صاحبؒ نے ترجمہ اردو صحیح کیا ہے۔''

(توضیح الکلام پر ایک نظر، از حبیب اللہ ڈیروی ص ۶۱ مطبوعہ ستمبر ۲۰۰۲ء)

ارشاد الحق اثری صاحب کے ساتھ حبیب اللہ ڈیروی کا ''ؓ'' یعنی رضی اللہ عنہ لکھنا عجیب و غریب ہے۔!؟

دیوبندی حضرات سے گزارش ہے کہ کمپوزنگ اور سہو و خطا والی غلطیوں کا مذاق اُڑانے کے بجائے مدلل و باحوالہ بحث کریں تا کہ عام لوگوں کو فریقین کا موقف سمجھنے میں آسانی ہو۔

تنبیہ (۲): راقم الحروف اور عام اہل حدیث کو عام آلِ دیوبند اور اوکاڑوی گروپ سے شکایت ہے کہ وہ مخالف کے دلائل کا جواب دینے کے بجائے ادھر اُدھر کی باتیں لکھ کر اپنے عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ''ہم نے جواب دے دیا ہے۔''

اسی وجہ سے راقم الحروف نے امین اوکاڑوی صاحب کے مکمل مضمون کو متن میں رکھ کر مکمل و دندان شکن جواب دیا اور یہ مطالبہ کیا کہ ''اوکاڑوی صاحب میرے اس مضمون اور کتاب کا مکمل جواب دیں، اگر وہ انھیں متن میں رکھ کر مکمل جواب نہیں دیں گے تو ان کے جواب کو باطل و کالعدم سمجھا جائے گا۔'' (امین اوکاڑوی کا تعاقب، طبع ۲۰۰۵ء ص ۷۱ و مخطوطہ ص ۵۰)

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

اس مطالبے کا مذاق اُڑاتے ہوئے انوراوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے'' (ماہنامہ الخیر جلد ۲۳ شمارہ: ۱۰ ص ۲۳)

مؤدبانہ عرض ہے کہ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کی کتاب ''مطالعۂ بریلویت حصہ دوم'' کے شروع میں ''اعلان وانتباہ'' لکھا ہوا ہے کہ ''دیوبندی، بریلوی اختلاف پر پہلی کتاب ''انوارِ ساطعہ'' عوام کے سامنے آئی تھی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری رحمہ اللہ نے ''انوارِ ساطعہ'' کو متن بنا کر ذیل میں ''براہین قاطعہ'' کے نام سے اس کا جواب لکھا۔ تاکہ مطالعہ کرنے والا دونوں طرف کی بات ایک ہی وقت میں دیکھ سکے۔

فضیلۃ الاستاذ علامہ خالد محمود صاحب نے نزاع کو ختم کرنے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے کتاب ہذا ہدیہ قارئین کی ہے اگر کوئی صاحب اس کا جواب لکھنا چاہیں تو وہ اس کتاب کو متن بنا کر ساتھ ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔ کتاب ہذا کے لفظ لفظ کو سامنے لائے بغیر اس کا جواب ناکافی اور ناقابل اعتناء سمجھا جائے گا۔ جب تک کوئی جواب کتاب ہذا کے پورے متن کا حامل نہ ہوگا اسے کتاب ہذا کا جواب نہ سمجھا جائے گا۔

مرتب کتاب ہذا۔ حافظ محمد اسلم عفا اللہ عنہ، ساکن ڈنکاسٹر انگلینڈ: فاضل جامعہ رشیدیہ ساہیوال پاکستان: ۵/اکتوبر ۱۹۸۵ء'' (مطالعۂ بریلویت ج ۲ ص ۱۶، اشاعت اول ۱۹۸۶ء)

کیا خیال ہے، انوراوکاڑوی صاحب اپنے حافظ محمد اسلم، ڈاکٹر خالد محمود، خلیل احمد سہارنپوری اور رشید احمد گنگوہی صاحب پر بھی ''یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے'' کا فتویٰ لگا دیں گے؟!

ایک ہی کام دیوبندیوں کے نزدیک ایک جگہ صحیح وجائز ہے اور یہی کام وہ وہاں ناجائز سمجھتے ہیں جہاں اُن کے مفادات پر زد پڑتی ہو۔ سبحان اللہ! کیا انصاف اسی کا نام ہے؟!

آخر میں عرض ہے کہ جس کتاب ''امین اوکاڑوی کا تعاقب'' کا جواب دینے کی انور اوکاڑوی صاحب کوشش کر رہے ہیں اس کے مقدمۃ الکتاب کا پہلا حوالہ درج ذیل ہے:

''اوکاڑوی صاحب دن رات، اہل حدیث کو غیر مقلدین کہہ کر خوب مذاق اڑایا کرتے اور اہل حق: اہل سنت والجماعت سے خارج قرار دیتے تھے، جبکہ اس کے سراسر برعکس مفتی

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

کفایت اللہ الدہلوی: دیوبندی (متوفی ۱۹۵۲ء) فرماتے ہیں:

''جواب۔ ہاں اہل حدیث مسلمان ہیں اور اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں، ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا درست ہے۔ محض ترک تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہل سنت والجماعت سے تارک تقلید باہر ہوتا ہے'' (کفایت المفتی: ۱/۳۲۵ جواب نمبر: ۳۷۰)''

(امین اوکاڑوی کا تعاقب ص ۵)

اس پہلے حوالے کا ہی (امین اوکاڑوی اور) انور اوکاڑوی صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اسی وجہ سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ میری پوری عبارتیں مکمل نقل کر کے ان کا جواب دیا جائے۔

انور اوکاڑوی صاحب! مفتی کفایت اللہ الدہلوی صاحب کا ترکِ تقلید والے اہلِ حدیث کو اہل سنت والجماعت میں داخل سمجھنا صحیح ہے یا غلط؟

اگر صحیح ہے تو پھر اوکاڑوی صاحب پر کیا فتویٰ لگے گا جو کہ اہل حدیث کو اہل سنت نہیں سمجھتے تھے؟!

اہل الحدیث اور سلفی العقیدہ علماء وعوام کے خلاف اوکاڑوی پارٹی کا سارا پروپیگنڈا درج ذیل اقسام پر مشتمل ہے:

① اختلافی مسائل مثلاً فاتحہ خلف الامام، رفع یدین اور آمین بالجہر وغیرہ۔

② سوالات کرنا مثلاً کیا بھینس حلال ہے؟

③ طعن وتشنیع، کذب وافترا اور بہتان طرازی، مثلاً ''غیر مقلد'' ''لامذہب'' وغیرہ کہہ کر مذاق اڑانا اور یہ دعویٰ کرنا کہ اہلِ حدیث کا وجود انگریزوں کے دور سے ہے۔

④ وحید الزمان وغیرہ متروکین کے حوالے اہلِ حدیث کے خلاف پیش کرنا۔

اب ان اقسام کا مختصر تعارف مع تبصرہ پیشِ خدمت ہے:

(۱) اختلافی مسائل مثلاً فاتحہ خلف الامام، رفع یدین اور آمین بالجہر وغیرہ۔

عرض ہے کہ اہلِ حدیث اور آلِ دیوبند کے درمیان اصل اختلاف یہ اختلافی مسائل نہیں ہیں بلکہ اختلاف کی بنیادی وجہ عقائد واُصول ہیں جن میں سے بعض کا تذکرہ اسی مضمون میں

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

آرہا ہے۔ان شاءاللہ

ان فروعی اختلافی مسائل میں آلِ دیوبند کا اہلِ حدیث سے بحث و مناظرہ کرنا سرے سے مردود ہے۔

دلیل اول: اہلِ حدیث کے یہ تمام مسائل احادیثِ صحیحہ، آثارِ صحابہ، آثارِ تابعین اور ائمۂ کرام سے ثابت ہیں مثلاً فاتحہ خلف الامام صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھئے کتاب القراءت للبیہقی (ص ۶۴ ح ۱۲۱ وسندہ حسن، وقال البیہقی رحمہ اللہ: وھذا اسناد صحیح ورواتہ ثقات)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب امام سورۂ فاتحہ پڑھے تو تُو بھی اسے پڑھ اور امام سے پہلے اسے ختم کرلے۔

(جزء القراءۃ للبخاری: ۲۸۳ وسندہ صحیح وقال النیموی فی آثار السنن: ۳۵۸ "واسنادہ حسن")

حسن بصری (تابعی) نے فرمایا: امام کے پیچھے ہر نماز میں سورۂ فاتحہ اپنے دل میں (سراً) پڑھ۔ (کتاب القراءۃ ص ۱۰۵ ح ۲۴۲ والسنن الکبریٰ ۲/ ۱۷۱ وسندہ صحیح)

امام اوزاعی رحمہ اللہ (فقیہ مشہور اور امام اہل الشام) نے فرمایا: امام پر یہ (لازم و) حق ہے کہ وہ نماز شروع کرتے وقت، تکبیر اولیٰ کے بعد سکتہ کرے اور سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بعد ایک سکتہ کرے تاکہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے سورۂ فاتحہ پڑھ لیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو وہ (مقتدی) اسی کے ساتھ سورۂ فاتحہ پڑھے اور جلدی پڑھ کر ختم کرلے پھر کان لگا کر سنے۔

(کتاب القراءۃ للبیہقی ص ۱۰۶ ح ۲۴۷ وسندہ صحیح)

امام شافعی رحمہ اللہ (فقیہ مشہور و امام من الائمۃ الأربعۃ عندھم) فرماتے ہیں:

"کسی آدمی کی نماز جائز نہیں ہے جب تک وہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھ لے۔ چاہے وہ امام ہو یا مقتدی، امام جہری قراءت کر رہا ہو یا سری، مقتدی پر یہ لازم ہے کہ سری اور جہری (دونوں نمازوں) میں سورۂ فاتحہ پڑھے۔" (معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج ۲ ص ۵۸ ح ۹۲۸ وسندہ صحیح)

اس قول کے راوی ربیع بن سلیمان المرادی نے کہا: "یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا آخری قول ہے جو اُن سے سنا گیا" (معرفۃ السنن والآثار ۲/ ۵۸ وسندہ صحیح)

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

اس آخری قول کے مقابلے میں کتاب الام وغیرہ کے کسی مجمل ومبہم قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے بلکہ اسے اس صریح نص کی وجہ سے منسوخ سمجھا جائے گا۔ لہٰذا دیوبندیوں کا ان اختلافی مسائل میں اہلِ حدیث پر حملے کرنا اور طعن وتشنیع کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

دلیل دوم: دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) برحق ہیں۔ جن اختلافی مسائل کی وجہ سے یہ لوگ اہلِ حدیث پر اعتراضات کرتے ہیں، یہ تمام مسائل شافعیوں یا حنبلیوں یا مالکیوں سے ثابت ہیں۔ والحمدللہ

مثلاً شافعیہ مسبوق کی تخصیص کے ساتھ فاتحہ خلف الامام کی فرضیت کے قائل ہیں۔

(دیکھئے کتاب الفقہ علی المذاہب الأربعۃ ج ۱ ص ۲۲۹)

شافعی حضرات رفع یدین کے قائل ہیں۔

(دیکھئے عبدالرحمٰن الجزیری کی الفقہ علی المذاہب الأربعۃ ج ۱ ص ۲۵۰)

شافعیہ وحنابلہ کا اتفاق ہے کہ سری نماز میں سری آمین اور جہری نماز میں جہری آمین کہنا چاہئے۔ (دیکھئے الفقہ علی المذاہب الأربعۃ ج ۱ ص ۲۵۰)

یہی حال دوسرے مسائل کا ہے۔ اس کے باوجود آلِ دیوبند اپنے عوام کو یہ کہہ کر دھوکا دیتے ہیں کہ "یہ غیر مقلدین کا مسلک ہے اور یہ غیر مقلدین کا مذہب ہے"

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جس بات کو وہ حق سمجھتے ہیں اس پر بالکل اعتراض نہ کریں۔

۲ سوالات کرنا مثلاً کیا بھینس حلال ہے؟ مثلاً دیکھئے امین اوکاڑوی کا رسالہ "غیر مقلدین سے دوسو سوالات" (۱۶۳ ص ۳۷) اور مجموعہ رسائل (ج ۱ ص ۴۰۵ طبع اکتوبر ۱۹۹۱ء)

اس قسم کے سوالات سے اوکاڑوی پارٹی کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث غیر مکمل ہے (!) اور اسے دیوبندی علماء نے آکر مکمل کیا ہے۔ **(نعوذ باللہ من ذالك)**

اس پر (تمام مسلمانوں کا) اجماع ہے کہ بھینس گائے کے حکم میں ہے۔ (الاجماع لابن المنذر: ۹۱)

امت کے اس اجماع کے خلاف اوکاڑوی اعتراضات کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟

اوکاڑوی پارٹی والے مختلف باطل شرطوں کے ساتھ سوالات گھڑ کر اہلِ حدیث سے جوابات

Islamic Research Centre Rawalpindi

پوچھتے رہتے ہیں۔ امین اوکاڑوی صاحب بذاتِ خود فرماتے ہیں: ''مدعی سے خاص دلیل کا مطالبہ کرنا کہ یہ خاص قرآن سے دکھاؤ یا خاص ابوبکرؓ وعمر فاروقؓ کی حدیث دکھاؤ یا خاص فلاں فلاں کتاب سے دکھاؤ یہ محض دھوکا اور فریب ہے''

(مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۹۷ تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۲۱)

اوکاڑوی صاحب اپنے ایک ''حضرت'' سے نقل کرتے ہیں کہ: ''فرمایا مدعی سے بھی دلیل کا مطالبہ تو کیا جا سکتا ہے مگر دلیل خاص کا مطالبہ جائز نہیں ہوتا۔ یہ تو کافروں کا طریقہ تھا.....''

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۲۰ مطبوعہ نومبر ۱۹۹۵ء مضمون: میں حنفی کیسے بنا؟)

اوکاڑوی صاحب کی ان عبارتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اب دل تھام کر ان کا اہلِ حدیث سے پہلا سوال سنیں۔

''کیا قرآن پاک میں نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالترتیب وبالتفصیل موجود ہے؟''

(مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۳۷۲، غیر مقلدین سے دوسو سوالات ص ۵، سوال نمبر ۱)

اب اگر کوئی اہلِ حدیث قرآن مجید سے نماز کا مکمل طریقہ بالترتیب وبالتفصیل ثابت نہیں کر سکے گا تو دیوبندیوں کی فتح ہو جائے گی، پھر نعرے بلند ہوں گے کہ نعرۂ تکبیر، اوکاڑوی صاحب زندہ باد!! حالانکہ اوکاڑوی صاحب بذاتِ خود اس قسم کے سوالات کو ''کافروں کا طریقہ'' قرار دے چکے ہیں۔

۳ طعن وتشنیع، کذب وافترا اور بہتان طرازی، مثلاً ''غیر مقلد'' و ''لا مذہب'' وغیرہ کہہ کر مذاق اُڑانا اور یہ دعویٰ کرنا کہ اہلِ حدیث کا وجود انگریزوں کے دور سے ہے۔

طعن وتشنیع، کذب وافترا اور بہتان طرازی کا تو دیوبندیوں کو، مرنے کے بعد حساب دینا پڑے گا۔ ان شاء اللہ

دیوبندیوں کے ''حکیم الامت'' اشرفعلی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

''کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے۔'' (مجالس حکیم الامت ص ۳۴۵)

ائمۂ اربعہ کے بارے میں طحطاوی حنفی فرماتے ہیں:

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

"وهم غير مقلدين" اور وہ غیر مقلدین تھے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ۱ ص ۵۱)

معلوم ہوا کہ صحیح العقیدہ مسلمانوں کو "غیر مقلد" کہہ کر مذاق اُڑانے والے دراصل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر حملہ کرتے ہیں کیونکہ امام صاحب ان کے نزدیک بھی غیر مقلد تھے۔

محمد امین ابن عابدین شامی نے لکھا ہے:

"قالوا: العامي لا مذهب له بل مذهبه مذهب مفتيه..." انھوں نے کہا کہ عامی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا بلکہ اس کا وہی مذہب ہوتا ہے جو اس کے مفتی کا مذہب ہوتا ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار ج ۳ ص ۲۰۹ مطبوعہ: المکتبۃ الرشیدیہ، کوئٹہ بلوچستان)

ابن عابدین کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تمام دیوبندی مقلدین (عوام) لامذہب ہیں۔

یہ کہنا کہ "اہلِ حدیث کا وجود انگریزوں کے دور سے ہے۔" بہت بڑا جھوٹ ہے۔ اس کی تردید کے لئے یہی کافی ہے کہ مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

"تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہلِ حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلافِ انظار کے پیشِ نظر پانچ مکاتبِ فکر قائم ہوگئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہلِ حدیث۔ اسی زمانے سے لے کر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا"

(احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۱۶)

اس دیوبندی عبارت سے معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث کا وجودِ مسعود ۱۰۱ھ یا ۲۰۱ھ سے روئے زمین پر ہے۔ والحمدللہ

مفتی کفایت اللہ دیوبندی لکھتے ہیں:

"جواب۔ ہاں اہلِ حدیث مسلمان ہیں اور اہلِ سنت والجماعت میں داخل ہیں، ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا درست ہے۔ محض ترکِ تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہلِ سنت والجماعت سے تارکِ تقلید باہر ہوتا ہے۔" (کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۲۵ جواب نمبر: ۳۷۰)

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک بھی اہلِ حدیث اہلِ سنت ہیں اور یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ اہلِ سنت کا وجودِ مسعود، انگریزوں کے دور سے بہت پہلے کا ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi

دوسری طرف خود دیوبندیوں کا وجود نامسعود ۱۸۶۷عیسوی، انگریزی دور میں مدرسہ دیوبند کے آغاز سے ہے جس کی بنیاد محمد قاسم نانوتوی صاحب نے مَنے شاہ کے ذریعے سے رکھی تھی۔ جو لوگ بذاتِ خود انگریزی دور کی پیداوار ہیں وہ اب اہلِ حدیث کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

اب چند حوالے پیشِ خدمت ہیں جن سے آلِ دیوبند کا انگریز نواز ہونا ثابت ہوتا ہے اور پورا فرقۂ آلِ دیوبند اپنے ہی ان حوالوں کے جواب سے ''صمٌّ بکمٌ'' ہو کر عاجز ہے۔

حوالہ نمبر۱: انگریز سرکار کے ساتھ محمد قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی وغیرہ کے تعلقات کے بارے میں عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں: ''جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے'' (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۷۹)

سیاق وسباق سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں ''مہربان سرکار'' سے مراد انگریز سرکار ہے۔

حوالہ نمبر۲: دیوبندیوں کے مولوی فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں کہا: ''لڑنے کا کیا فائدہ خضر کو تو میں انگریزوں کی صف میں پا رہا ہوں۔''

(حاشیہ سوانح قاسمی ج ۲ ص ۱۰۳، علماء ہند کا شاندار ماضی ج ۴ ص ۲۸۰)

حوالہ نمبر۳: لفٹننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے مدرسہ دیوبند کے بارے میں کہا: ''یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد معاون سرکار ہے''

(محمد احسن نانوتوی از محمد ایوب قادری ص ۲۱۷، فخر العلماء ص ۶۰)

حوالہ نمبر۴: محمد احسن نانوتوی نے ۱۸۵۷ء کو تقریر کرتے ہوئے انگریزی حکومت کے بارے میں مسلمانوں کو بتایا: ''حکومت سے بغاوت کرنا خلاف قانون ہے''

(محمد احسن نانوتوی ص ۵۰)

حوالہ نمبر۵: اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے فرمایا:

''ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا تھا اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو(گے) میں نے کہا کہ محکوم بنا کر رکھیں (گے) کیونکہ جب خدا نے حکومت دی تو

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

محکوم ہی بنا کر رکھیں گے مگر ساتھ ہی اس کے نہایت راحت اور آرام سے رکھا جائے گا اس لئے کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے......" (ملفوظات حکیم الامت ج ۶ ص ۵۵ ملفوظ: ۱۰۷، دوسرا نسخہ ۶/ ۱۰۲)

معلوم ہوا کہ انگریزوں نے دیوبندیوں کو (بہت) آرام پہنچایا ہے۔ یہ کیوں پہنچایا ہے؟ اس کا جواب شاید انور اوکاڑوی صاحب دے دیں۔!!

جو لوگ بذاتِ خود ملکہ وکٹوریہ کے ایجنٹ تھے ان کے پیروکار "چور مچائے شور: چور چور" کے اصول کے پیشِ نظر اہلِ حدیث کو انگریزی دور کی پیداوار کہہ رہے ہیں۔ کچھ تو شرم کریں۔!

۴ وحید الزمان وغیرہ متروکین کے حوالے اہلِ حدیث کے خلاف پیش کرنا۔

میں نے "متروکین" اس وجہ سے لکھا ہے کہ امین اوکاڑوی صاحب فرماتے ہیں:

"کیونکہ نواب صدیق حسن خاں، میاں نذیر حسین، نواب وحید الزماں، میر نور الحسن، مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ نے جو کتابیں لکھی ہیں، اگرچہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن و حدیث کے مسائل لکھے ہیں لیکن غیر مقلدین کے تمام فرقوں کے علماء اور عوام بالاتفاق ان کتابوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر چکے ہیں بلکہ برملا تقریروں میں کہتے ہیں کہ ان کتابوں کو آگ لگا دو۔" (مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۲۲، تحقیق مسئلہ تقلید ص ۶)

اس عبارت سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میاں نذیر حسین وغیرہ میرے نزدیک متروک ہیں۔ اس عبارت کا صرف یہ مطلب ہے کہ اوکاڑوی کے نزدیک وحید الزمان اور صدیق حسن خان کے تمام حوالے اہلِ حدیث علماء اور اہلِ حدیث عوام کے نزدیک بالاتفاق غلط اور مسترد ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اوکاڑوی پارٹی والے ان حوالوں کو اہلِ حدیث کے خلاف پیش کرتے ہیں۔!

قارئین کرام! مسلک اہلِ حدیث قرآن و حدیث پر سلف صالحین کے اتفاقی فہم کی روشنی میں عمل کرنے کا نام ہے۔ قرآن و حدیث سے اجماعِ امت کا حجت ہونا ثابت ہے لہذا اجماع شرعی حجت ہے۔ قرآن و حدیث سے اجتہاد کا جواز ثابت ہے لہذا اجتہاد کرنا اور اپنے اجتہاد پر عمل کرنا جائز ہے۔ اہل حدیث کے نزدیک کتاب و سنت اور اجماع کے صریح

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

مقابلے میں ہر شخص کی بات مردود ہے۔

اہلِ حدیث اپنے علمائے کرام کا احترام کرتے ہیں لیکن انھیں معصوم نہیں سمجھتے۔ایک مشہور اہلِ حدیث عالم علی محمد سعیدی صاحب نے لکھا ہے:

''اصول کی بنا پر اہلِ حدیث کے نزدیک ہر ذی شعور مسلمان کو حق حاصل ہے کہ وہ جملہ افراد امت کے فتاویٰ، ان کے خیالات کو کتاب وسنت پر پیش کرے جو موافق ہوں سر آنکھوں پر تسلیم کرے ورنہ ترک کرے، علمائے حدیث کے فتاویٰ، ان کے مقالہ جات بلکہ دیگر علمائے امت کے فتاویٰ اسی حیثیت میں ہیں۔'' (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱ ص ۶)

اس سنہری اصول سے ثابت ہوا کہ سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ وغیرہ کے فتاویٰ کو اہلِ حدیث کے خلاف پیش کرنا غلط ہے۔اہلِ حدیث حق پرست تو ہیں لیکن اکابر پرست، قبر پرست اور خود پرست نہیں۔ اہلِ حدیث کے نزدیک علمائے کرام کا وہ مقام نہیں جو دیوبندیوں نے اپنے علماء واکابر کو دے رکھا ہے۔اب آلِ دیوبند کے چند حوالے سن لیں۔

① عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے لکھا ہے: ''واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھوکر پینا نجاتِ اُخروی کا سبب ہے'' (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۱۳)

② دیوبندی تبلیغی جماعت کے ''شیخ الحدیث'' زکریا صاحب نے اپنے دو بزرگوں رائے پوری اور مدنی صاحب کے بارے میں کہا:

''میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ دونوں کی جوتیوں کی خاک اپنے سر میں ڈالنا باعثِ نجات اور فخر اور موجبِ عزت سمجھتا ہوں۔'' (آپ بیتی ج ۱ ص ۴۵۹)

③ دیوبندی تبلیغی جماعت کے بانی الیاس صاحب کی نانی کے بارے میں عزیز الرحمٰن دیوبندی صاحب لکھتے ہیں: ''جس وقت انتقال ہوا تو ان کپڑوں میں کہ جن میں آپ کا پاخانہ لگ گیا تھا عجیب وغریب مہک تھی کہ آجتک کسی نے ایسی خوشبو نہیں سونگھی۔''

(تذکرہ مشائخ دیوبند، حاشیہ ص ۹۶)

محمد عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں:

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

''پوتڑے نکالے گئے جو نیچے رکھ دیئے جاتے تھے تو ان میں بدبو کی جگہ خوشبو اور ایسی نرالی مہک پھوٹتی تھی کہ ایک دوسرے کو سنگھاتا اور ہر مرد وعورت تعجب کرتا تھا چنانچہ بغیر دھلوائے ان کو تبرک بنا کر رکھ لیا گیا۔'' (تذکرۃ الخلیل ص۹۶، ۹۷)

مسلمانو دیکھو! دیوبندی مذہب والے لوگ کتنے بڑے اکابر پرست ہیں کہ اپنے ایک بزرگ کی نانی کے پاخانے، ٹٹی کو سونگھتے، سنگھاتے ہیں اور تبرک بنا کر رکھ دیتے ہیں۔

انور اوکاڑوی صاحب اور تمام آلِ دیوبند سے سوال ہے کہ کیا انھوں نے بھی یہ تبرک سونگھا یا سنگھایا ہے اور کیا اس تبرک میں سے انھیں بھی کچھ حصہ ملا ہے؟

اہلِ حدیث کے نزدیک سید نذیر حسین دہلوی ہوں یا ثناء اللہ امرتسری، شیخ الاسلام ابن تیمیہ ہوں یا حافظ ابن القیم، امام بخاری ہوں یا امام مسلم، ثقہ بالاتفاق امام زہری ہوں یا امتِ مسلمہ کا کوئی بڑے سے بڑا عالم ہو، ہم ان سے محبت کرتے ہیں، جائز عقیدت رکھتے ہیں لیکن ان کی تقلید نہیں کرتے، اندھی عقیدت نہیں رکھتے، ان کے نام پر فرقہ وارانہ مذاہب نہیں بناتے اور نہ شخصیت پرستی کرتے ہیں۔ ان کے اقوال وتحقیقات اگر کتاب وسنت واجماع کے مطابق ہوں تو سر آنکھوں پر، اور اگر خلاف ہوں تو ان اقوال وتحقیقات کو رد کر کے دیوار پر دے مارتے ہیں۔

ہمارا منہج، مسلک، مذہب، عقیدہ اور طرزِ عمل انتہائی آسان اور سیدھا سادہ ہے۔ قرآن، حدیث اور اجماع پر سلف صالحین کے فہم کی روشنی میں عمل اور عندالضرورت اجتہاد جائز، لیکن اس اجتہاد کو دائمی اور قانونی شکل نہیں دی جائے گی۔

میں بذاتِ خود پٹھانوں کے ایک غیر اہلِ حدیث خاندان سے تعلق رکھتا ہوں، میں جب چھوٹا نابالغ بچہ تھا تو میرا ایک رشتہ دار، جو ہمارے گاؤں میں دیوبندیوں کا سردار، سخت انتہا پسند تبلیغی ہے، اُس نے امام بخاری رحمہ اللہ کو ماں، بہن کی گالیاں دی تھیں۔ صحیح بخاری کی محبت نے مجھے کھینچ لیا اور میں نے مسلک اہلِ حدیث قبول کرلیا، مجھ پر قاتلانہ حملے کرنے والو سُن لو! جب تک میری جان میں جان ہے، جسم میں روح ہے، ہاتھ، زبان، آنکھ، کان اور

Islamic Research Centre Rawalpindi

دماغ کی طاقت ہے میں قرآن وحدیث اور اجماع کا دفاع کرتا رہوں گا، مسلکِ اہلِ حدیث کا دفاع کرتا رہوں گا۔ (إن شاء اللّٰہ)

اگر اللہ رحمٰن ورحیم نے میرے گناہ معاف فرما دیئے، مجھے جہنم کے عذاب سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا تو پھر میرے لئے کامیابی ہی کامیابی ہے۔ اللّٰھم اغفروارحم

ٹٹی اور پاخانے کو تبرک بنا کر رکھنے والے دیوبندیو! تم اہلِ حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

والحمد للّٰہ علی ذلك

تنبیہ بلیغ: میرے نزدیک اگر کوئی دیوبندی وغیرہ اہلِ حدیث ہو جائے تو صرف یہ ہو جانا مسلکِ اہلِ حدیث کے حق ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ کوئی اہلِ حدیث بنے یا نہ بنے مسلک اہلِ حدیث حق ہے اور یہی طائفہ منصورہ ہے۔ لوگوں کا مذاہب ومسالک تبدیل کرنا کبھی کسی مسلک کے حق ہونے کی دلیل نہیں ہوتا۔

آپ نے اہلِ حدیث کے خلاف دیوبندی پروپیگنڈے کی اقسام پر تبصرہ پڑھ لیا اب ''اہلِ حدیث اور دیوبندیوں کے درمیان اصل اختلاف کیا ہے'' پیشِ خدمت ہے:

لوگو! اہلِ حدیث کا دیوبندیوں کے ساتھ اصل اختلاف: فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین بالجہر، سینے پر ہاتھ باندھنا اور قیام اللیل (تراویح) پر نہیں ہے اور قطعاً نہیں بلکہ صرف اور صرف اصل اختلاف عقائد واصول میں ہے۔ اس کی تفصیل تو میری کتاب ''اکاذیب آلِ دیوبند'' میں ہے تاہم فی الحال دس مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

1 دیوبندیوں کے پیر اور سید الطائفۃ الدیوبندیہ حاجی امداد اللہ صاحب اپنے اشعار میں نبی ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

''یا رسولِ کبریا فریاد ہے یا محمدؐ مصطفیٰ فریاد ہے
آپ کی امداد ہو میرا یا نبیؐ حال ابتر ہوا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے مرے مشکل کشا فریاد ہے''

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

(کلیات امدادیہ ص۹۰، ۹۱ نالۂ امداد غریب ص۴، ۵)

یہ عبارت اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ حاجی صاحب ــــ نبی کریم ﷺ کو ''مشکل کشا'' کہتے اور سمجھتے ہیں اور آپ کی وفات کے بعد آپ کو مدد کے لئے پکار رہے ہیں۔ حاجی صاحب کا یہ عقیدہ ﴿وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ اور اے اللہ ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں (الفاتحہ:۵) کے سراسر خلاف ہے پھر بھی اشرفعلی تھانوی صاحب یہ فرماتے ہیں:

''حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہی عقائد ہیں جو اہلِ حق کے ہیں'' (امداد الفتاویٰ ج۵ص۲۷۰)

رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں:

''ہم تو حضرت حاجی صاحب کو ایسا سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی یوں کہے کہ حضرت حاجی صاحب کی پیدائش سے پہلے اور آسمان زمین تھے۔ خدا تعالیٰ نے حاجی صاحب کی خاطر سے نیا آسمان اور نئی زمین پیدا فرمادی تو ہم اس کا بھی یقین کرلیں۔ ہم تو حاجی صاحب کو ایسا سمجھتے ہیں۔''

(حسن العزیز/ ملفوظات اشرفیہ ج۱ص۵۴۲)

قاری محمد طیب دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہ، جو گویا پوری اس جماعت دیوبند کے شیخ طائفہ ہیں''

(خطبات حکیم الاسلام ج۷ص۲۰۶)

بریلویوں پر مشرک کا فتویٰ لگانے والو! کیا کبھی اپنے گھر کی بھی خبر لی ہے؟

حاجی امداد اللہ صاحب بھی رسول اللہ ﷺ کو مشکل کشا کہہ کر مدد کے لئے پکارتے ہیں اور آلِ بریلی بھی اسی عقیدے پر گامزن ہیں۔

۲ حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:

''اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہونچا تا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں......''

(کلیات امدادیہ ص۳۵، ۳۶ وضیاء القلوب ص۲۸، ۲۹)

اصل کتاب میں پورے سیاق وسباق کے ساتھ یہ عبارت پڑھ لیں۔ اس عبارت سے صاف

Islamic Research Centre Rawalpindi

ثابت ہے کہ حاجی صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ بندہ برزخ البرازخ کے مقام پر پہنچ کر ''باطن میں خدا ہو جاتا ہے''

بندے کا خدا ہو جانا قرآن کی کس آیت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس حدیث یا کس دلیل سے آلِ دیوبند نے بنایا ہے؟ جن لوگوں نے اللہ کے بندوں میں سے بعض کو اللہ کا جزء بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ اور انھوں نے اللہ کے بندوں میں سے اس کے جز بنا دیئے، بے شک انسان واضح ناشکرا ہے۔ (الزخرف:۱۵) نیز دیکھئے سورۃ الاعراف (آیت نمبر:۱۹۰)

۱۳ دیوبندی مذہب کے بانی محمد قاسم نانوتوی صاحب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے ہوئے کہتے ہیں:

'' مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار''

'' جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار''

(قصائد قاسمی ص ۸)

'' رجاؤ خوف کی موجوں میں ہے امید کی ناؤ جو تُو ہی ہاتھ لگائے تو ہووے بیڑا پار''

(قصائد قاسمی ص ۹)

ان اشعار میں نانوتوی صاحب یہ عقیدہ بتا رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی بھی نانوتوی صاحب کا حامیٔ کار نہیں ہے لہٰذا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مافوق الاسباب پکار رہے ہیں کہ میری مدد کریں، میری کشتی کو کنارے لگا دیں۔

یہ نانوتوی صاحب وہی ہیں جو لکھتے ہیں:

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا'' (تحذیر الناس ص ۳۴ مطبوعہ دار الاشاعت، اردو بازار کراچی نمبر ا)

اب اس کی تاویل میں نانوتوی وغیرہ کے جتنے بھی دوسرے اقوال پیش کریں یہ عبارت اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بالفرض

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے تو ختمِ نبوت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ یہ ہے وہ طریقۂ استدلال جو مرزائی مذہب والے لوگ دن رات پیش کر رہے ہیں۔ عرض ہے کہ نبی پیدا ہونے والی بات کہاں سے آ گئی؟ ''لا نبي بعدي'' وغیرہ نصوص شرعیہ کی رُو سے کسی نبی کا پیدا ہونا محال اور ناممکن ہے۔ اگر معاذ اللہ ان تمام نصوصِ شرعیہ کو رد کر کے کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ دوسرا نبی پیدا ہو سکتا ہے یا کسی نبی کے پیدا ہونے کے باوجود بھی ختمِ نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا تو عرض ہے کہ فرق بالکل آتا ہے، اس قول سے تو ختمِ نبوت والا عقیدہ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ ''اگر بالفرض اللہ کا کوئی شریک پیدا ہو جائے تو توحید میں کوئی فرق نہیں آئے گا'' تو ہم کہتے ہیں کہ یہ شخص بالکل جھوٹا ہے۔ اس کا یہ دعویٰ کہ ''اللہ کا شریک پیدا ہو جانے سے توحید میں کوئی فرق نہیں آئے گا'' بالکل جھوٹ اور باطل ہے۔ اس طرح تو توحید سرے سے ہی ختم ہو جائے گی اور ساری کائنات فساد و تباہی کا شکار ہو جائے گی۔

جس طرح اللہ کا کوئی شریک نہیں، شریک کا پیدا ہونا محال، ناممکن اور باطل ہے، اسی طرح نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ نبی کا پیدا ہونا محال، ناممکن اور باطل ہے۔

۴ دیوبندی مذہب کے تیسرے بڑے ''امام'' رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

''یا اللہ معاف فرمانا کہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا ہے۔ جھوٹا ہوں، کچھ نہیں ہوں۔ تیرا ہی ظل ہے، تیرا ہی وجود ہے میں کیا ہوں، کچھ نہیں ہوں۔ اور وہ جو میں ہوں وہ تُو ہے اور میں اور تو خود شرک در شرک ہے۔ استغفر اللہ......''

(فضائل صدقات حصہ دوم ص ۵۵۸/۱۹۸ واللفظ لہ، مکاتیب رشیدیہ ص ۱۰)

اس عبارت میں گنگوہی صاحب نے صاف صاف یہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ: ''یا اللہ.... اور وہ جو میں (یعنی گنگوہی) ہوں وہ تُو (یعنی اللہ) ہے اور میں اور تُو (کہنا) خود شرک در شرک ہے۔'' معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب اپنے آپ کو خُدا سمجھتے تھے۔ وہ گنگوہی اور خُدا میں فرق کرنا شرک سمجھتے تھے۔ ﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾

۵ عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی اپنے ''امام ربانی'' رشید احمد گنگوہی صاحب کے بارے

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

میں لکھتے ہیں:

''جس زمانہ میں مسئلہ امکان کذب پر آپ کے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا ہے۔ سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے امام ربانی قدس سرہ کا ذکر کیا اور کہا امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سنکر سائیں توکل شاہ صاحب نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہکر مُنہ اوپر اٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے لوگو تم کیا سمجھتے ہو میں مولانا رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا دیکھ رہا ہوں۔''

(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۳۲۲)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ گنگوہی صاحب امکان کذبِ باری تعالیٰ (یعنی دیوبندیوں کے نزدیک: اللہ جھوٹ بول سکتا ہے) کا عقیدہ رکھتے تھے۔ امکان کا مطلب ہے ہوسکنا، اور کذب کا معنی جھوٹ ہے، باری تعالیٰ، اللہ کو کہتے ہیں۔ یہاں خلف وعید کا مسئلہ نہیں بلکہ امکانِ کذب کا مسئلہ ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾ اور اللہ سے کس کا قول سچا ہے۔ (النسآء: ۱۲۲)

ان لوگوں کو اس بات سے شرم نہیں آتی کہ امکانِ کذب باری تعالیٰ کا باطل اور گستاخانہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

۶ دیوبندی مذہب کے ایک بڑے بزرگ ''حکیم الامت'' اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''دستگیری کیجئے میرے نبی ... کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ ... فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی''

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص ۱۹۴)

درج ذیل اشعار میں تھانوی صاحب اپنے پیر حاجی امداد اللہ صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اپنے پیر نور محمد جھنجھانوی کو ان الفاظ میں پکارتے ہیں:

''آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا ... تم سوا اوروں سے ہرگز نہیں ہے التجا

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا
اے شہ نور محمدؐ وقت ہے امداد کا "

(امداد المشتاق ص ۱۱۶ فقرہ: ۲۸۸ نیز دیکھئے شمائم امدادیہ ص ۸۳، ۸۴)

معلوم ہوا کہ دیوبندی اکابر کے نزدیک دنیا میں آسرا صرف نور محمد جھنجھانوی ہے۔ وہ دنیا میں اور قیامت کے دن بھی امداد کے لئے صرف اسے ہی پکاریں گے۔!

۷ اشرفعلی تھانوی صاحب اپنی ایک مشہور کتاب میں لکھتے ہیں:

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔" (حفظ الایمان ص ۱۳)

اس انتہائی دل آزار عبارت میں "ایسا علم غیب" کے لفظ سے کیا مراد ہے، اس کی تشریح میں حسین احمد ٹانڈوی مدنی صاحب فرماتے ہیں: "لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے" (الشہاب الثاقب ص ۱۰۳)

معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی ہے۔ (**معاذاللہ ثم معاذ اللہ**)

یاد رہے کہ اس صریح گستاخی سے تھانوی صاحب کا توبہ کرنا ثابت نہیں ہے۔

۸ دیوبندیوں کا مشہور مناظر محمد امین اوکاڑوی ایک حدیث کا مذاق اُڑاتے ہوئے لکھتا ہے: "لیکن آپؐ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی، اور ساتھ گدھی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔" (تجلیات صفدر ج ۵ ص ۴۸۸ غیر مقلدین کی غیر مستند نماز: ۱۹۶)

اس عبارت میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سخت گستاخی کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ "تجلیات صفدر" نامی کتاب اوکاڑوی صاحب کی اجازت اور دستخطوں کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اس خبیث عبارت سے اوکاڑوی صاحب کا توبہ کرنا ثابت نہیں ہے۔ اس عبارت کو کاتب کی غلطی

Islamic Research Centre Rawalpindi

قرار دینا بھی غلط اور باطل ہے۔

۹ نبی کریم ﷺ بعض اوقات سری نمازوں میں بھی ایک دو آیتیں جہر کے ساتھ پڑھ لیتے تھے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اس کی تشریح میں اشرفعلی تھانوی صاحب کہتے ہیں: ''اور میرے نزدیک اصل وجہ یہ ہے کہ آپ پر ذوق وشوق کی حالت غالب ہوتی تھی جس میں یہ جہر واقع ہو جاتا تھا اور جب کہ آدمی پر غلبہ ہوتا ہے تو پھر اس کو خبر نہیں رہتی کہ کیا کر رہا ہے۔'' (تقریر ترمذی ص ۷۱ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

یہ کہنا کہ نبی ﷺ کو خبر نہیں رہتی تھی کہ آپ کیا کر رہے ہیں اور اس حالتِ ذوق وشوق میں آپ ایک دو آیتیں جہراً پڑھ لیتے تھے، آپ کی صریح گستاخی ہے۔

۱۰ سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما مدینہ سے عراق تشریف لے گئے تو آپ کو کربلا میں انتہائی ظالمانہ طریقے سے شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی ان لوگوں پر لعنت ہو جنھوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یا شہید کرنے میں کسی قسم کی بھی مدد اور تعاون کیا۔

محمد حسین نیلوی دیوبندی لکھتا ہے:

''ایسے تو پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے جنرل ضیاء الحق ہی اچھا رہا کہ جب بھی اسے کوئی مہم پیش آتی تو سیدھا مکہ شریف جا پہنچتا اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کرتا...'' (مظلوم کربلا ص ۱۰۰)

یہ کہنا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے تو جنرل ضیاء الحق ہی اچھا تھا، مسلمانوں کے محبوب امام اور نواسۂ رسول کی صریح گستاخی ہے۔

میں نے یہ جتنے حوالے پیش کئے ہیں دیوبندیوں کی اصل کتابوں سے خود نقل کر کے پیش کئے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بے شمار حوالے ہیں جن میں سے بعض کے لئے میری کتاب ''اکاذیب آلِ دیوبند'' کا مطالعہ مفید ہے۔

آپ نے دیکھ لیا کہ دیوبندیوں کے عقائد سراسر کتاب وسنت کے خلاف ہیں اور باطل ہیں۔

دیوبندی حضرات فروعی مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کا بڑھ چڑھ کر دعویٰ کرتے ہیں جیسا کہ محمود حسن دیوبندی ایک شخص کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

’’آپ ہم سے وجوب تقلید کی دلیل کے طالب ہیں۔ ہم آپ سے وجوب اتباع محمدی ﷺ، ووجوب اتباع قرآنی کی سند کے طالب ہیں۔‘‘ (ادلۂ کاملہ ص ۷۸)

یہی محمود حسن صاحب مزید لکھتے ہیں: ’’لیکن سوائے امام اور کسیکے قول سے ہمپر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے۔‘‘ (ایضاح الادلہ ص ۲۷۶)

ایسے ہی مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

’’معہذا ہمارا فتویٰ اور عمل قول امام رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مطابق ہی رہے گا۔ اس لئے کہ ہم امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلہ اربعہ کہ ان سے استدلال وظیفہ مجتہد ہے۔‘‘ (ارشاد القاری ص ۴۱۲)

معلوم ہوا کہ دیوبندی مقلدین کے نزدیک ادلۂ اربعہ (قرآن، حدیث، اجماع اور اجتہاد) حجت نہیں ہے اور نہ ان سے استدلال جائز ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ فروعی اور فقہی مسائل میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کا دعویٰ کرنے والو! کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ کیا تمھارے عقائد و نظریات بھی امام صاحب کے مطابق ہیں یا نہیں؟ کیا امکانِ نظیر مصطفیٰ ﷺ اور امکانِ کذب باری تعالیٰ کے گندے عقیدے امام صاحب سے بھی ثابت کر سکتے ہو؟ کچھ تو غور کرو!

آخر میں اہلِ حدیث بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ دیوبندیوں کے ساتھ ہمارا اصل اور بنیادی اختلاف نماز روزے کے مسائل میں بالکل نہیں بلکہ اصل اختلاف عقیدے، ایمان اور اصول میں ہے لہٰذا ان لوگوں سے آپ صرف درج ذیل موضوع پر ہی بات کیا کریں۔

☆ عقائد علمائے دیوبند

آپ دیکھیں گے کہ دیوبندی حضرات کس طرح پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں۔ یہ لوگ زہر کا پیالہ تو پی سکتے ہیں مگر اپنے عقائد قرآن و حدیث و اجماع بلکہ اپنے مزعوم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ ولو کان بعضھم لبعض ظھیراً

اگر یہ لوگ آپ سے سوال کریں تو صاف کہہ دیں کہ ایک سوال تم کرو اور ایک سوال ہم کریں گے۔ تم جواب دو اور ہم بھی جواب دیں گے۔ وما علینا إلا البلاغ (۹ محرم ۱۴۲۷ھ)

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

امین اوکاڑوی کے پچاس (50) جھوٹ

ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی (آنجہانی) کا دیوبندیوں کے نزدیک بڑا مقام ہے۔ وہ اُن کے مشہور مناظر اور وکیل تھے۔ چونکہ اب بھی اکثر دیوبندیوں کے مباحث کا دارومدار انھی پر ہے اس لئے اوکاڑوی صاحب کے پچاس جھوٹ پیشِ خدمت ہیں تاکہ عوام و خواص پر حقیقتِ حال منکشف ہو سکے یاد رہے ان میں وہ ''جھوٹ'' بھی شامل ہیں جو حوالے غلط ہونے کی وجہ سے اوکاڑوی اصول سے جھوٹ قرار پاتے ہیں۔ مثلاً حکیم صادق سیالکوٹی (اہلِ حدیث) نے لکھا ہے کہ ''**أفضل الأعمال الصلوٰة في أول وقتها** (بخاری)''
(سبیل الرسول ص ۲۴۶ و طبعہ جدیدہ ص ۱۳۰)

اس حوالے پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ بخاری شریف پر ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادة القرآن میں یہ جھوٹ لکھا ہے کہ بخاری میں حدیث ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی **ھذا خلیفة اللّٰہ المھدی**'' (تجلیات صفدر جلد ۵ ص ۳۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

افضل الاعمال کے بارے میں ''**الصلوٰة لأول وقتها**'' والی حدیث سنن الترمذی (ح ۱۷۰) میں موجود ہے، صحیح بخاری میں نہیں ہے۔ حکیم صاحب نے غلطی سے صحیح بخاری کا حوالہ دے دیا ہے جسے اوکاڑوی صاحب ''جھوٹ'' کہہ رہے ہیں۔

تنبیہ ①: سنن ترمذی والی روایت کی سند ضعیف ہے لیکن صحیح ابن خزیمہ (۳۲۷) وصحیح ابن حبان (۲۸۰) اور مستدرک الحاکم (۱۸۹،۱۸۸/۱) کے صحیح شاہد کی وجہ سے یہ روایت صحیح لغیرہ ہے۔

تنبیہ ②: قاری محمد طیب قاسمی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں: ''پھر ان کے

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net
Islamic Research Centre Rawalpindi

ہاتھ پر بیعت ہوگی -اسی کے بارے میں وہ روایت ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ ایک آواز بھی غیب سے ظاہر ہوگی کہ: **هٰذا خليفة الله المهدى ، فاسمعوا له واطيعوه .**
یہ خلفیۃ اللہ مہدیؑ ہیں ان کی سمع وطاعت کرو.....''

(خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۳۲ طبع نعمان پبلشنگ کمپنی لاہور)

صحیح بخاری سے منسوب اس حوالے کے بارے میں کیا خیال ہے؟!

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:1

امین اوکاڑوی نے کہا: ''اس کا راوی احمد بن سعید دارمی مجسمہ فرقہ کا بدعتی ہے''

(مسعودی فرقہ کے اعتراضات کے جوابات ص ۴۱، ۴۲ تجلیات صفدر، طبع جمعیۃ اشاعۃ العلوم الحنفیہ ج ۲ ص ۳۴۸، ۳۴۹)

تبصرہ: امام احمد بن سعید الدارمی رحمہ اللہ کے حالات تہذیب التہذیب (۱/۳۱، ۳۲) وغیرہ میں مذکور ہیں۔ وہ صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما کے راوی اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کی تعریف کی۔
حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا: '' **ثقة حافظ** '' (تقریب التہذیب: ۳۹)
ان پر کسی محدث، امام یا عالم نے، مجسمہ فرقے میں سے ہونے کا الزام نہیں لگایا۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:2

اوکاڑوی نے کہا: ''رسول اقدسؐ نے فرمایا: '' **لا جمعة الا بخطبة** '' خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا'' (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۶۹ طبع جون ۱۹۹۳ء)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔ مالکیوں کی غیر مستند کتاب ''المدونہ'' میں ابن شہاب (الزہری) سے منسوب ایک قول لکھا ہوا ہے:
'' **بلغني أنه لا جمعة إلا بخطبة فمن لم يخطب صلى الظهر أربعًا** ''
مجھے پتا چلا ہے کہ خطبے کے بغیر جمعہ نہیں ہے پس جو خطبہ نہ دے تو ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔

(ج ۱ ص ۱۴۷)

Islamic Research Centre Rawalpindi

اس غیر ثابت قول کو اوکاڑوی صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے صراحتاً منسوب کر دیا ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:3

اوکاڑوی نے کہا: ''برادران اسلام، اللہ تعالیٰ نے جس طرح کافروں کے مقابلے میں ہمارا نام مسلم رکھا، اسی طرح اہلِ حدیث کے مقابلے میں آنحضرت ﷺ نے ہمارا نام اہلسنت والجماعت رکھا'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۳۶ طبع نومبر ۱۹۹۵ء)

تبصرہ: کسی ایک حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے اہلِ حدیث کے مقابلے میں دیوبندیوں کا نام اہل سنت والجماعت نہیں رکھا۔ یہ بات عام علمائے حق کو معلوم ہے کہ دیوبندی حضرات اہلِ سنت والجماعت نہیں ہیں بلکہ نرے صوفی، وحدت الوجودی اور غالی مقلد ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:4

اوکاڑوی نے صحاحِ ستہ کے مرکزی راوی ابن جریج کے بارے میں کہا:

''یہ بھی یاد رہے کہ یہ ابن جریج وہی شخص ہیں جنھوں نے مکہ میں متعہ کا آغاز کیا اور نوے عورتوں سے متعہ کیا'' (تذکرۃ الحفاظ) (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۶۴)

تبصرہ: تذکرۃ الحفاظ للذہبی (ج ۱ ص ۱۶۹ تا ۱۷۱) میں ابن جریج کے حالات مذکور ہیں مگر ''متعہ کا آغاز'' کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ خالص اوکاڑوی جھوٹ ہے۔ رہی یہ بات کہ ابن جریج نے نوے عورتوں سے متعہ کیا تھا بحوالہ تذکرۃ الحفاظ (ص ۱۷۰، ۱۷۱) یہ بھی ثابت نہیں ہے کیونکہ امام ذہبی نے ابن عبدالحکم تک کوئی سند بیان نہیں کی۔ سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں: ''اور بے سند بات حجت نہیں ہوسکتی'' (احسن الکلام ج ۱ ص ۳۲۷ طبع: باردوم)

متعہ سے امام ابن جریج کے رجوع کے لئے دیکھئے مسند ابی عوانہ (۲۷۹/۲ ح ۳۳۱۳)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:5

ایک مردود روایت کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

Islamic Research Centre Rawalpindi

''مگر تاہم طحطاوی ج ۱/ص ۱۶۰ پر تصریح ہے کہ مختار نے یہ حدیث بذاتِ خود حضرت علیؓ سے سنی.....'' (جزء القراءۃ للبخاری، بتحریفات اوکاڑوی ص ۵۸ تحت ح ۳۸)

تبصرہ: معانی الآثار للطحاوی (بیروتی نسخہ ۱/۲۱۹، نسخہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک کراچی ج ۱ص ۱۵۰) میں لکھا ہوا ہے: ''عن المختار بن عبد الله بن أبي ليلٰى قال: قال علي رضي الله عنه''

یہ بات عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ ''قال'' اور ''سمعت'' میں بڑا فرق ہے۔ قال (اس نے کہا) کا لفظ تصریح سماع کی لازمی دلیل نہیں ہوتا، جزء القراءت کی ایک روایت میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قال لنا أبو نعيم'' (ح ۴۸) اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی فرماتے ہیں:

''اس سند میں نہ بخاریؒ کا سماع ابو نعیم سے ہے اور ابن ابی الحسناء بھی غیر معروف ہے''

(جزء القراءت مترجم ص ۶۴)!

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:6

اوکاڑوی نے کہا:

''اور دوسرا صحیح السند قول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لا يقرؤا خلف الامام کہ امام کے پیچھے کوئی شخص قرأت نہ کرے (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶)''

(جزء القراءۃ، ترجمہ وتشریح: امین اوکاڑوی ص ۶۳ تحت ح ۴۷)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ میں آپ ﷺ کی کوئی حدیث موجود نہیں ہے، بلکہ یہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے مرفوع حدیث بنا لیا ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:7

اوکاڑوی نے کہا: ''حضرت عمرؓ نے حضرت نافع اور انس بن سیرین کو فرمایا: تكفيك قراءة الامام تجھے امام کی قرأت کافی ہے'' (جزء القراءۃ/اوکاڑوی ص ۶۶ تحت ح ۵۱)

Islamic Research Centre Rawalpindi

تبصرہ: انس بن سیرین رحمہ اللہ ۳۳ھ یا ۳۴ھ میں پیدا ہوئے۔(تہذیب التہذیب ۱/۴/۳۷۴)
اورسیدنا عمر رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں شہید ہوئے۔ (تقریب التہذیب:۴۸۸۸)
نافع نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ (اتحاف المہرۃ للحافظ ابن حجر ۱۲/۳۸۶ قبل ح ۱۵۸۱۰)
معلوم ہوا کہ انس بن سیرین اور نافع دونوں، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں موجود ہی نہیں تھے تو ''کوفرمایا'' سراسر جھوٹ ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے گھڑ لیا ہے۔

اکاڑوی جھوٹ نمبر:8

اوکاڑوی نے کہا: ''تقلید شخصی کا انکار ملکہ وکٹوریہ کے دور میں شروع ہوا۔اس سے پہلے اس کا انکار نہیں بلکہ سب لوگ تقلید شخصی کرتے تھے۔'' (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۱۰۴ نسخہ فیصل آباد)
تبصرہ: احمد شاہ درانی کو شکست دینے والے مغل بادشاہ احمد شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ (دور حکومت ۱۱۶۱ھ تا ۱۱۶۷ھ) کے عہد میں فوت ہو جانے والے شیخ محمد فاخر الہ آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۴ھ) فرماتے ہیں:

''جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اجتہاد واجب ہے.... تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی ہے'' (رسالہ نجاتیہ ص ۴۱، ۴۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ نے تقلید شخصی کی مخالفت کی ہے۔(دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر ۹)
حافظ ابن حزم نے اعلان کیا ہے کہ '' والتقليد حرام '' اور (عامی ہو یا عالم) تقلید حرام ہے۔ (النبذۃ الکافیۃ ص ۷۰، ۷۱)
یہ سب ملکہ وکٹوریہ سے بہت پہلے گزرے ہیں۔لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ خالص اوکاڑوی جھوٹ ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:9

اوکاڑوی نے کہا: ''یہی وجہ ہے کہ سب محدثین ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کے مقلد رہے ہیں'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۶۲ طبع اول ۱۹۹۵ء)

Islamic Research Centre Rawalpindi

تبصرہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) سے محدثین کرام کے بارے میں پوچھا گیا کہ " ھل کان ھؤ لاء مجتھدین لم یقلدوا أحداً من الأئمة ، أم کانوا مقلدین " کیا یہ لوگ مجتہدین تھے، انھوں نے ائمہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کی یا یہ مقلدین تھے؟ تو شیخ الاسلام نے جواب دیا:

" الحمد للہ رب العالمین ، أما البخاري و أبو داود فإما مان فی الفقه من أهل الإجتهاد ، وأما مسلم والترمذي والنسائي و ابن ماجة وابن خزيمة و أبو يعلیٰ والبزار و نحوهم فهم علی مذهب أهل الحديث ، ليسوا مقلدين لواحد بعينه من العلماء ، ولا هم من الأئمة المجتهدين علی الإطلاق"

بخاری اور ابوداود تو فقہ کے امام (اور) مجتہد (مطلق) تھے۔ رہے امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلیٰ اور البزار وغیرہم تو وہ اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، علماء میں سے کسی کی تقلید معین کرنے والے، مقلدین نہیں تھے، اور نہ مجتہد مطلق تھے۔"

(مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۳۹، ۴۰)

یہ عبارت اس مفہوم کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی ہے:

توجیہ النظر الیٰ اصول الاثر للجزائری ص (۱۸۵) الکلام المفید فی اثبات التقلید ، تصنیف سرفراز خان صفدر دیوبندی ص (۱۲۷ طبع ۱۴۱۳ھ) ماتمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجہ (ص ۲۶)

تنبیہ: شیخ الاسلام کا ان کبار ائمۂ حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ "نہ مجتہد مطلق تھے" محلِ نظر ہے۔ **رحمه الله رحمة واسعة**

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:10

اوکاڑوی صاحب نے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں کہا:

"میں نے کہا: سرے سے یہ ہی ثابت نہیں کہ عطاء کی ملاقات دوسو صحابہ سے ہوئی ہو، اور یہ

Islamic Research Centre Rawalpindi

تو بالکل ہی غلط ہے کہ ابن زبیرؓ کے وقت تک کسی ایک شہر میں دو سو صحابہ موجود ہوں‘‘

(تحقیق مسئلہ آمین ص ۴۴ و مجموعہ رسائل ج ا ص ۱۵۶، طبع اکتوبر ۱۹۹۱ء)

تبصرہ: دوسرے مقام پر یہی اوکاڑوی صاحب اعلان کرتے ہیں:

’’مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے حضرت عطاء بن ابی رباح یہاں کے مفتی ہیں۔ دو سو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے‘‘

(نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی شرعی حیثیت ص ۹، و مجموعہ رسائل ج ا ص ۲۶۵)

تبصرہ: خود ہی اپنی اداؤں پہ غور کریں ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

دوسرا یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں سے ایک عبارت بالکل جھوٹ ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 11

ایک صحیح حدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے بارے میں امین اوکاڑوی لکھتا ہے: ’’لیکن آپ ؐ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی، اور ساتھ گدھی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔‘‘ (غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ص ۴۳، مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۵۰ حوالہ نمبر ۱۹۸، و تجلیات صفدر، شائع شدہ بعد از موت اوکاڑوی ج ۵ ص ۴۸۸)

تبصرہ: یہ کہنا کہ نبی ﷺ کی نظر مبارک ’’گدھی اور کتیا کی شرمگاہوں پر پڑتی رہی‘‘ کائنات کا سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

تنبیہ: اوکاڑوی نے مذکورہ عبارت کو کاتب کی غلطی کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کی ہے مگر یاد رہے کہ یہ طویل عبارت کاتب کی غلطی نہیں ہے بلکہ ماسٹر امین اوکاڑوی کے دستخطوں والی کتاب ’’تجلیات صفدر‘‘ میں اس کے مرنے کے بعد بھی شائع ہوئی ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 12

ایک روایت کی سند درج ذیل ہے:

’’حدثنا محمود قال: حدثنا البخاري قال: حدثنا شجاع بن الوليد قال:

Islamic Research Centre Rawalpindi

حدثنا النضر قال: حدثنا عكرمة قال: حدثني عمرو بن سعد عن عمر و بن شعيب عن (أبيه عن) جده''

(جزء القراءۃ للبخاری بتحقیقی: ۶۳ و تجلیات صفدر و مطبوعہ جمعیۃ اشاعت العلوم الحنفیہ فیصل آباد ج ۳ ص ۹۳)

اس روایت کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''اس سند میں تین راوی مدلس ہیں، اس لیے ضعیف ہے'' (تجلیات صفدر ج ۳ ص ۹۳)

تبصرہ: عرض ہے کہ اس سند میں عمرو بن سعد پر تدلیس کا کوئی الزام نہیں ہے۔ صرف عمرو بن شعیب اور شعیب بن محمد پر متاخرین کی طرف سے تدلیس کا الزام ہے اور یہ دونوں تدلیس سے بری ہیں، دیکھیں میری کتاب ''الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین (۲/۶۰، ۲/۵۷) باقی سند مصرح بالسماع ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ اوکاڑوی صاحب نے تیسرا کون سا مدلس گھڑ لیا ہے؟

اکاڑوی جھوٹ نمبر: 13

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''یعنی امام سفیان بن عیینہ کے دور دوسری صدی سے لے کر شاہ ولی اللہ کے دور بارہویں صدی تک تمام دنیا اور تمام ممالک میں عوام اور بادشاہ سب حنفی تھے۔''

(تجلیات صفدر مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ج ۵ ص ۴۲)

تبصرہ: یہ بات صریح جھوٹ ہے۔ تقلید نہ کرنے والے، مالکی، شافعی اور حنبلی عوام اور غیر حنفی حکمرانوں سے آنکھیں بند کر لینا کس عدالت کا انصاف ہے؟

ساتویں صدی ہجری کے سلطان کبیر امیر المومنین ابو یوسف یعقوب بن یوسف المراکشی الظاہری رحمہ اللہ تقلید کے سخت خلاف تھے۔ انھوں نے اپنے دورِ خلافت میں حکم جاری کیا تھا: ''**ولا يقلدون أحدًا من الأئمة المجتهدين المتقدمين**''

اور لوگ اگلے ائمۂ مجتہدین میں سے کسی کی تقلید نہیں کریں گے۔ (تاریخ ابن خلکان ج ۷ ص ۱۱)

Islamic Research Centre Rawalpindi

نیز دیکھئے سیر اعلام النبلاء (ج ۲۱ ص ۳۱۴)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:14

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''تمام ممالک میں سلطنت بھی احناف کے پاس رہی اور جہاد بھی انھوں نے کئے ، غیر مقلدوں کو نہ کبھی حکومت نصیب ہوئی نہ جہاد کرنا قسمت میں ہوا......''

(تجلیات صفدر، مکتبہ امدادیہ ملتان ج ۵ ص ۴۵)

تبصرہ: اس کے رد کے لیے دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر (۱۳) پر تبصرہ

سلطان کبیر یعقوب بن یوسف المراکشی کی جہادی مہموں کے لیے وفیات الاعیان وسیر اعلام النبلاء کا مطالعہ کریں۔

☆ اوکاڑوی لکھتا ہے: ''تقلید شخصی کا انکار ملکہ وکٹوریہ کے دور میں شروع ہوا''

(تجلیات صفدر، جمعیۃ اشاعت العلوم الحنفیہ فیصل آباد ج ۲ ص ۴۱۰، دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر ۸)

''اور یہ سب ملکہ وکٹوریہ سے بہت پہلے گزرے ہیں''

مجاہد سلطان المراکشی رحمہ اللہ کا حوالہ اوکاڑوی جھوٹ نمبر (۱۳) کے رد میں گزر چکا ہے۔

یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کے دور سے صدیوں پہلے حافظ ابن حزم اندلسی نے تقلید شخصی وغیر شخصی کی سخت مخالفت کی تھی۔

شیخ قاسم بن محمد القرطبی (متوفی ۲۷۶ھ) نے کتاب الایضاح فی الرد علی المقلدین لکھی تھی۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۱۳/۳۲۹)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:15

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((صلوٰۃ الیل مثنیٰ مثنیٰ فإذا أردت أن تنصرف فارکع رکعۃ توتر لک ما صلیت))

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۵ ح ۹۹۳)

Islamic Research Centre Rawalpindi

''رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنی چاہیے لیکن جس وقت تم نماز ختم کرنے کا ارادہ کرو تو اخیر میں ایک رکعت پڑھ لو کیونکہ جس قدر نماز تم پڑھ چکے وہ سب کی سب وتر (طاق) بن جائے۔'' (صحیح بخاری مع اردو ترجمہ: عبدالدائم جلالی بخاری دیوبندی ج ۱ ص ۵۵۳ ح ۹۴۸)

اب اس حدیث کا ترجمہ اوکاڑوی صاحب کے الفاظ میں پڑھ لیں:

''رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب دو رکعت بعد تو (التحیات پڑھ کر) سلام کا ارادہ کرے تو کھڑا ہو کر ایک رکعت ملا لے وہ وتر ہو جائیں گے.....'' (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۱۱)

یہ ترجمہ جھوٹا اور خود ساختہ ہے۔ ''(التحیات پڑھ کر)'' کے الفاظ حدیث میں قطعاً موجود نہیں ہیں۔

تنبیہ: حکیم صادق سیالکوٹی صاحب نے سبیل الرسول میں لکھا ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پوری خلافت میں اور خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دو برس میں (یکبارگی) تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں۔'' (ص ۲۶۸، دوسرا نسخہ ص ۱۴۴)

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی لکھتا ہے:

''تیسرا جھوٹ: اسی حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے ''یکبارگی'' کا لفظ اپنی طرف سے بڑھایا جو حدیث میں مذکور نہیں'' (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۲)

معلوم ہوا کہ حدیث کی تشریح میں کوئی جملہ یا لفظ بریکٹوں میں لکھا جائے تو وہ اوکاڑوی صاحب کے نزدیک جھوٹ ہوتا ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 16

ایک روایت میں خارجیوں کے بارے میں آیا ہے:

''یقرؤن القرآن لایجاوز حناجرھم'' إلخ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۵۶)

اس کا ترجمہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

Islamic Research Centre Rawalpindi

’’گلہ پھاڑ پھاڑ کر قرآن ۔ حدیث پڑھیں گے (تھوتھا چنا باجے گھنا) مگر گلے سے آگے اثر نہیں ہوگا..‘‘ (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۲۴۹)

’’حدیث پڑھیں گے‘‘ کے الفاظ حدیث میں قطعاً موجود نہیں ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:17

یزید بن ابی زیاد (ضعیف راوی) کی بیان کردہ ترکِ رفع یدین والی روایت کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

’’(۳) پھر یزید بن ابی زیاد سے دس شاگردوں نے اس کو مکمل متن سے روایت کیا ہے......

(۸) شعبہ ۱۶۰ھ (مسند احمد ج ۴ ص ۳۰۳) ‘‘

(جزء رفع الیدین مع تحریفات الاوکاروی ص ۲۹۶، ۲۹۷ تحت ح ۳۴)

تبصرہ: حالانکہ مسند احمد میں ’’رأیت رسول اللّٰہ ﷺ حین افتتح الصلوة رفع یدیه‘‘ کے الفاظ ہیں۔ (ج ۴ ص ۳۰۳ ح ۱۸۸۹۶)

رفع یدین نہ کرنے والے متن کا کوئی نام ونشان تک نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:18

امین اوکاڑوی نے کہا: ’’جیسے محمد جونا گڑھی (جس کی طرف نسبت کر کے اہل حدیث اپنے آپ کو محمدی کہتے ہیں)‘‘ (مجموعہ رسائل طبع اول ستمبر ۱۹۹۴ء ج ۳ ص ۱۶)

یہ اوکاڑوی دعویٰ صریح جھوٹ ہے۔ اس کے برعکس عام اہل حدیث اپنے آپ کو سیدنا محمد ﷺ کی طرف منسوب کر کے محمدی کہتے ہیں اور بعض جامعہ محمدیہ سے سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد محمدی کہلاتے ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:19

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

’’جیسے امام بخاری کو ان کے اساتذہ امام ابوزرعہ اور ابوحاتم نے متروک قرار دیا‘‘

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

(تجلیات صفدر، امدادیہ ج ۲ ص ۶۶)

تبصرہ: امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم دونوں امام بخاری کے شاگرد تھے دیکھئے تہذیب الکمال (۸۶/۱۶، ۸۷) استاد نہیں تھے۔ ان دونوں سے امام بخاری کو ''متروک'' قرار دینا ثابت نہیں ہے۔ الجرح والتعدیل (۱۹۱/۷) کی عبارت کا جواب یہ ہے کہ کسی راوی سے روایت ترک کر دینا اس کی دلیل نہیں ہے کہ وہ راوی روایت ترک کرنے والے کے نزدیک متروک ہے۔ مثلاً امام عبداللہ بن المبارک نے امام ابوحنیفہ سے آخری عمر میں روایت ترک کر دی تھی (الجرح والتعدیل ج ۸ ص ۴۴۹) کیا اوکاڑوی کا کوئی مقلد یہ کہہ سکتا ہے کہ امام عبداللہ بن المبارک کے نزدیک امام ابوحنیفہ ''متروک'' تھے؟

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:20

اوکاڑوی نے کہا:

''ان ائمہ اربعہ میں سے فارسی النسل بھی صرف امام صاحبؒ ہی ہیں'' (مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۳)

امام ابوحنیفہ کا فارسی النسل ہونا قطعاً ثابت نہیں ہے، اس کے برعکس ان کے شاگرد ابونعیم الفضل بن دکین الکوفی (متوفی ۲۱۸ھ) فرماتے ہیں:

''أبو حنیفة النعمان بن ثابت بن زوطی ،أصله من کابل''

یعنی امام ابوحنیفہ اصلاً کابلی تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۲۴، ۳۲۵ وسندہ صحیح)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:21

اوکاڑوی صاحب نے کہا:

''حضراتِ غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اور اپنے صحابہ کا خون دے کر قرآن وحدیث لوگوں تک پہنچایا مگر ان قربانیوں کا اثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک ہی رہا۔ ابھی آپ کی نماز جنازہ بھی ادا نہ ہوئی تھی کہ حضرت عمرؓ نے قیاس کا دروازہ کھول دیا......'' (مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۴)

Islamic Research Centre Rawalpindi

یہ سارا بیان کذب وافترا پر مبنی ہے۔کسی اہلِ حدیث عالم یا ذمہ دار شخص سے یہ بیان قطعاً ثابت نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:22

اوکاڑوی صاحب نے کہا:

''امام عبداللہ بن المبارکؒ جیسے محدثین کے سردار خود فقہ حنفی کو خراسان تک پھیلا رہے۔''

(مجموعہ رسائل ج۳ص۳۶)

امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کا فقہ حنفی خراسان میں پھیلانا کسی صحیح ومقبول روایت سے ثابت نہیں ہے،اس کے برعکس امام ابن المبارک کے چند مسائل درج ذیل ہیں:

① آپ رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین کے قائل وفاعل تھے۔
دیکھئے سنن الترمذی (۲۵۶)

② آپ فاتحہ خلف الامام کے قولاً وفعلاً قائل تھے۔دیکھئے سنن الترمذی (۳۱۱)

③ آپ جرابوں پر مسح کے قائل تھے۔دیکھئے سنن الترمذی (۹۹)

تنبیہ: سنن الترمذی میں امام ابن المبارک کے اقوال کی سندوں کے لیے دیکھئے امام ترمذی کی کتاب العلل الصغیر (ص۸۸۶)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:23

اوکاڑوی ایک وتر کے بارے میں لکھتا ہے:

''اور حضرت عثمانؓ بھی کوئی ایک حدیث پیش نہ فرما سکے......''

(مجموعہ رسائل ج۳ص۶۶)

تبصرہ: یہ کہنا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حدیث پیش نہ کر سکے،سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی گستاخی بھی ہے اور آپ پر جھوٹ بھی ہے۔اوکاڑوی تو حدیثیں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتا ہے کہ آپ ''ایک حدیث پیش نہ فرما سکے'' سبحان اللہ!

Islamic Research Centre Rawalpindi

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:24

اوکاڑوی لکھتا ہے: ''خود دورِ عثمانی میں بیس تراویح کے ساتھ سب تین وتر پڑھتے تھے جس پر کسی نے انکار نہیں کیا'' (مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۶۶)

تبصرہ: کسی صحیح و ثابت روایت میں، دورِ عثمانی میں لوگوں کا بیس تراویح پڑھنا اور سب لوگوں کا تین وتر پڑھنا قطعاً ثابت نہیں ہے۔ (نیز دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر:۲۶)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:25

اوکاڑوی نے کہا: ''قال ابو بکر بن ابی شیبه سمعت عطاء سئل عن المرأة ......

امام بخاریؒ کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے سنا کہ ان سے عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ......''

(مجموعہ رسائل مطبوعہ جون ۱۹۹۳ء ج ۲ ص ۹۶ بحوالہ ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۹)

حالانکہ ابوبکر بن ابی شیبہ کی عطاء سے ملاقات ہی ثابت نہیں ہے۔

امام ابوبکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں:

''حدثنا هشيم قال: أنا شيخ لنا قال: سمعت عطاء سئل عن المرأة''

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۹ ح ۲۷۷۱)

اس سند سے معلوم ہوا کہ اس میں ایک راوی ''شیخ لنا'' ہے۔ جس کا کوئی اتا پتا اسماء الرجال کی کتابوں میں نہیں ہے یعنی مجہول راوی ہے، جسے اوکاڑوی صاحب نے چھپا کر ضعیف سند کو صحیح سند ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:26

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بھی۔ اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھیوں پر سہارا لیتے تھے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

(بیہقی ج ۴ ص ۴۹۶)''   (مجموعہ رسائل، مطبوعہ نومبر ۱۹۹۴ء ج ۴ ص ۱۴)

تبصرہ: ج ۴ تو کاتب کی غلطی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ج ۲ ہے، تاہم یاد رہے کہ السنن الکبریٰ للبیہقی (ج ۲ ص ۴۹۶) پر اس بات کا قطعاً ثبوت نہیں ہے کہ ''حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بھی''لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔! (نیز دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر:۲۴)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:27

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''جب ائمہ اربعہ نے دین کو مدون اور مرتب فرما دیا تو سب اہل سنت ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنے لگے'' (مجموعہ رسائل ۴ ص ۱۸)

تبصرہ: ''دین کو مدون اور مرتب'' کے ثبوت سے قطع نظر کرتے ہوئے عرض ہے کہ ''سب اہل سنت ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنے لگے'' والی بات دروغ بے فروغ ہے۔

دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر(۹)

اس کے برعکس ائمۂ اربعہ سے تقلید کی ممانعت مروی ہے۔ مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع فرمایا ہے۔

(دیکھئے کتاب الام/مختصر المزنی ص ۱، ماہنامہ الحدیث حضرو: ۹ ص ۴۵)

اکاڑوی جھوٹ نمبر:28

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''ثالثاً حضرت جابر کا وصال ۷۰ھ کے بعد مدینہ منورہ میں ہی ہوا اور کم از کم پچپن سال آپ کے سامنے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں بیس رکعت تراویح کی بدعت جاری رہی...''

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۱)

تبصرہ: اوکاڑوی کا یہ بیان کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ سراسر جھوٹ ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے سامنے لوگوں کا بیس رکعات پڑھنا کسی حدیث سے بھی ثابت نہیں

Islamic Research Centre Rawalpindi

ہے۔ نیز دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر ۲۹

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:29

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا وصال ۵۷ ھ میں ہوا۔ پورے بیالیس سال اماں جان کے حجرہ کے ساتھ متصل مسجد نبوی میں بیس رکعات تراویح کی بدعت جاری رہی۔''

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۰)

تبصرہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے ساتھ متصل مسجد نبوی میں، آپ کے سامنے بیس رکعات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس کے برعکس صحیح حدیث میں آیا ہے:

''أن عمر جمع الناس علی أبي وتمیم فکانا یصلیان إحدی عشرة رکعة''

''بے شک عمر (رضی اللہ عنہ) نے لوگوں کو ابی (بن کعب) اور تمیم (داری) پر جمع کیا، دونوں گیارہ رکعتیں پڑھاتے تھے۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۱ و آثار السنن تحت ح ۷۷۵)

دیوبندیوں کا کیا خیال ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ گیارہ رکعتیں پڑھانے کے لیے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جاتے تھے؟

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:30

حنفیوں و دیوبندیوں کا یہ نظریہ ہے کہ نمازِ عیدین میں چھ تکبیریں کہی جائیں، بارہ تکبیریں نہ کہی جائیں۔ اس سلسلے میں حنفی مذہب کی تائید میں کچھ روایات نقل کر کے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''ان احادیث مقدسہ سے ماہ نیم ماہ اور آفتاب نیمروز کی طرح رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور عمل صحابہ کرام کے اجماع سے نماز عید کا یہ طریقہ ثابت ہے۔ مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ میں خیر القرون میں اسی طریقے سے نماز عید پڑھی جاتی تھی۔'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۹)

تبصرہ: اس اوکاڑوی جھوٹے اجماع کے مقابلے میں امام نافع رحمہ اللہ (مشہور تابعی)

Islamic Research Centre Rawalpindi

فرماتے ہیں: ''میں نے (سیدنا) ابو ہریرہ (المدنی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز پڑھی۔ پس آپ نے پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔'' (موطأ امام مالک مترجماً ج اص ۱۸۰ ح ۴۳۴ وسندہ صحیح)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی (7+5) بارہ تکبیروں کے قائل تھے۔

(احکام العیدین للفریابی: ۱۲۸ وسندہ صحیح)

اوکاڑوی صاحب نے کذب وافترا کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسے اجماع کا دعویٰ کر رکھا ہے جس سے سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما باہر ہیں۔ سبحان اللہ!

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:31

اہلِ حدیث کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''اختلافی احادیث میں سے یہ حضرات اس حدیث کو تلاش کرتے ہیں جو کتاب اللہ کے خلاف ہو'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۳۸)

تبصرہ: دیوبندیوں کا یہ نظریہ ہے کہ نماز میں مرد تو ناف کے نیچے اور عورتیں سینہ پر ہاتھ باندھیں۔ جب کہ اہلِ حدیث کی تحقیق ہے کہ مرد و عورت دونوں سینہ پر ہاتھ باندھیں۔

اہلِ حدیث اپنے دلائل میں درج ذیل احادیث بھی پیش کرتے ہیں:

''ورأیته یضع هٰذه علٰی صدره'' اور میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا آپ یہ (ہاتھ) اپنے سینے پر رکھتے تھے۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۶ ح ۲۲۳۱۳ وسندہ حسن)

یہ حدیث قرآن کی کونسی آیت کے خلاف ہے؟ کوئی بتائے کہ ہم بتلائیں کیا؟

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:32

اہلِ حدیث کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''پھر شور مچایا کہ سات سمندر دور دمشق کے مکتبہ ظاہریہ میں جو مسند حمیدی کا قلمی نسخہ ہے اس میں اگرچہ یرفع یدیه بھی رکوع کے ساتھ نہیں ہے تو فلا یرفع بھی نہیں ہے......''

Islamic Research Centre Rawalpindi

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۴۴)

تبصرہ: اس محرف کلام کے مقابلے میں اہلِ حدیث صرف یہ کہتے ہیں کہ دمشق شام کے مکتبہ ظاہریہ میں مسند حمیدی والے نسخہ میں رفع نہ کرنے والے الفاظ نہیں ہیں۔ جنھیں دیوبندی حضرات آج کل پیش کررہے ہیں۔ رہا یہ کہ ''سات سمندر دور'' کے الفاظ تو یہ اوکاڑوی صاحب کا صریح جھوٹ ہے کیونکہ پاکستان کے ساتھ ملا ہوا ایران ہے ایران کے ساتھ عراق ملا ہوا ہے اور عراق کے ساتھ شام ملا ہوا ہے۔ سات سمندروں کے بجائے ایک سمندر بھی حائل نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:33

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ''غیر مقلدین کا دعویٰ تو یہ ہے کہ مقتدی کا امام کے پیچھے ایک سو تیرہ سورتیں پڑھنی حرام ہیں اور ایک سورت فاتحہ پڑھنی فرض ہے..'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۴۷)

تبصرہ: یہ اوکاڑوی بیان سراسر دروغ ہے۔ اس کے برعکس اہلِ حدیث ظہر وعصر میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے علاوہ بھی قراءت کرنے کو جائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سری نمازوں میں امام کے پیچھے، فاتحہ کے علاوہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ والحمدللہ

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:34

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''نماز تراویح کے بارے میں بیس رکعت سے کم کسی امام کا مذہب نہیں۔''

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۵۱)

تبصرہ: اس کے سراسر برعکس امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ

''میں اپنے لیے قیامِ رمضان (تراویح) گیارہ رکعتیں اختیار کرتا ہوں۔''

(کتاب التہجد / عبدالحق اشبیلی ص ۱۷۶، الحدیث حضرو: ۵ ص ۳۸)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ ''اس چیز (تراویح) میں ذرہ برابر تنگی نہیں ہے اور نہ کوئی حد ہے

Islamic Research Centre Rawalpindi

کیونکہ یہ نفل نماز ہے۔ اگر رکعتیں کم اور قیام لمبا ہو تو بہتر ہے اور مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور اگر رکعتیں زیادہ ہوں تو بھی بہتر ہے۔'' (مختصر قیام اللیل للمزنی ص ۲۰۲، ۲۰۳ الحدیث حضرو: ۵ص ۳۸)
معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کم رکعتوں کو زیادہ پسند کرتے تھے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:35

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''حالانکہ ذہبی نے ابوداود سے بیس رکعت ہی نقل کیا ہے..'' (مجموعہ رسائل ج۴ص ۵۲)

تبصرہ: معلوم ہوا کہ اوکاڑوی صاحب کے نزدیک حافظ ذہبی نے امام ابوداود سے بیس راتوں کا لفظ نقل نہیں کیا۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ''**أثر: (د) یونس بن عبید عن الحسن أن عمر جمع الناس علی أبي فکان یصلي بهم عشرین لیلة ...**'' (المہذب فی اختصار السنن الکبیر ج ا ص ۴۶۴)

معلوم ہوا کہ ذہبی نے ابوداود سے بیس راتیں نقل کی ہیں جس کے خلاف اوکاڑوی صاحب شور مچا رہے ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:36

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرات انبیاء علیہم السلام (اپنی امتوں کے) قائدین اور فقہاء (اپنے مقلدوں کے) سردار ہیں'' (مجموعہ رسائل ج۴ص ۶۹)

تبصرہ: اوکاڑوی کا یہ کلام کالا جھوٹ ہے۔ اس کا ثبوت کسی حدیث میں نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:37

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''مثلاً نماز باجماعت میں ساتھی کے ٹخنے پر ٹخنہ مارنا سنت ہے جو مردہ ہو چکی ہے۔ اس پر عمل کرنا سو شہید کا ثواب ہے'' (مجموعہ رسائل ج۴ص ۱۱۲)

Islamic Research Centre Rawalpindi

تبصرہ: ٹخنے سے ٹخنہ ملانا تو حدیث میں آیا ہے لیکن ''ٹخنے پر ٹخنہ مارنا'' یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں اور نہ اہلِ حدیث کا یہ مسلک ہے بلکہ اوکاڑوی صاحب کا اہلِ حدیث پر یہ صریح افترا ہے اور حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزاء ہے۔ (العیاذ باللہ)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:38

اوکاڑوی صاحب نے اہلِ حدیث سے منسوب کیا ہے کہ

''ہم تو صرف بخاری مسلم اور زیادہ مجبوری ہو تو صحاح ستہ کو مانتے ہیں۔ باقی حدیث کی سب کتابوں کا پوری ڈھٹائی سے نہ صرف انکار کرو بلکہ استہزا بھی کرو اور اتنا مذاق اُڑاؤ کہ پیش کرنے والا ہی بے چارہ شرمندہ ہو کر حدیث کی کتاب چھپالے اور آپ کی جان چھوٹ جائے'' (مجموعہ رسائل ج۴ ص۱۱۴)

تبصرہ: یہ سارا بیان جھوٹ ہے، کسی اہلِ حدیث عالم سے ایسا کلام ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اہلِ حدیث کا مذہب یہ ہے کہ صحیح حدیث حجت ہے چاہے وہ جہاں ہو اور جس کتاب میں ہو۔ والحمدللہ

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:39

ایک اہلِ حدیث استاد کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''استاد جی تاکید فرماتے تھے کہ جو نماز نہیں پڑھتا اس کو نہیں کہنا کہ نماز پڑھو۔ ہاں جو نماز پڑھ رہا ہو، اس کو ضرور کہنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی'' (مجموعہ رسائل ج۴ ص۱۱۵)

تبصرہ: یہ سارا بیان جھوٹ ہے اور کسی اہلِ حدیث عالم یا استاد سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:40

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''اب سنیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حدیث یوں ہے کہ نماز نہیں ہوتی اس کی جو فاتحہ اور کچھ اور حصہ قرآن کا نہ پڑھے۔ (!) عن عبادہ مسلم ج۱ ص۱۶۹...'' (مجموعہ رسائل ج۴ ص۱۴۰)

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

تبصرہ: ان الفاظ والی کوئی حدیث صحیح مسلم میں موجود نہیں ہے۔ صحیح مسلم میں لکھا ہوا ہے کہ

''لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بام القرآن ... وزاد: فصاعدًا''

جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ...اور (راوی نے یہ لفظ) زیادہ کیا: پس زیادہ

(ج ۱ ص ۱۶۹ ح ۳۶، ۳۷/۳۹۴ وترقیم دار السلام: ۸۷۶، ۸۷۷)

معلوم ہوا کہ صحیح مسلم میں **فصاعداً** (پس زیادہ) کا لفظ ہے **وصاعداً** (اور زیادہ) کا لفظ نہیں ہے۔

انور شاہ کشمیری دیوبندی اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

''پھر احناف نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس حدیث سے مراد فاتحہ اور سورت ملانے کا وجوب ہے لیکن یہ بات لغت کے خلاف ہے کیونکہ اہل لغت اس پر متفق ہیں کہ ''ف'' کے بعد جو ہو وہ غیر ضروری ہوتا ہے۔ سیبویہ (نحوی) نے (اپنی) الکتاب کے باب الاضافہ میں اس کی صراحت کی ہے۔''

(العرف الشذی ص ۷۶ نیز دیکھئے میری کتاب نصر الباری فی تحقیق جزء القراءۃ للبخاری ص ۴۸)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 41

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''ابن زبیر کہتے ہیں، میرے سامنے ایک دفعہ حضرت صدیق ؓ نے نماز میں رکوع والی رفع یدین کی، میں نے بھی پوچھا یہ کیا ہے؟ یہ جملہ بتا رہا ہے کہ حضرت صدیق ؓ نے ایسی نماز پڑھی کہ اور کوئی صحابی نماز نہ پڑھتے تھے اسی لئے تو پوچھنے کی ضرورت پڑی۔''

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۶۳)

تبصرہ: یہ ساری عبارت جھوٹ کا پلندا ہے اس کے برعکس السنن الکبریٰ للبیہقی میں لکھا ہوا ہے کہ ''**فقال عبد اللّٰہ بن الزبیر: صلیت خلف أبي بکر الصدیق رضي اللّٰہ عنہ فکان یرفع یدیہ إذا افتتح وإذا رکع وإذا رفع رأسہ من الرکوع وقال**

Islamic Research Centre Rawalpindi

أبو بكر: صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلوٰة وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع ،رواته ثقات''

تو (سیدنا) عبداللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے (سیدنا) ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے پس آپ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور ابوبکر (الصدیق رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے پس آپ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے (بیہقی نے فرمایا) اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ (۷۳/۲)

معلوم ہوا کہ نہ تو سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے کوئی سوال کیا ہے اور نہ یہ فرمایا ہے کہ ''ایک دفعہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز میں رکوع والی رفع یدین کی'' ایک دفعہ کا لفظ بھی اوکاڑوی کا گھڑا ہوا ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:42

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''الغرض اس تیسری صدی کے شروع میں ساری دنیا میں یہی ایک آدمی رفع یدین کرنے والا تھا جس کا دماغ چل گیا تھا'' (مجموعہ رسائل ج۴ص۱۶۲)

تبصرہ: اس اوکاڑوی جھوٹ کے برخلاف امام احمد بن حنبل [متوفی ۲۴۱ھ] کا قول درج ذیل ہے: میں نے معتمر (بن سلیمان) [متوفی ۱۸۷ھ] یحیٰ بن سعید (القطان) [متوفی ۱۹۸ھ] عبدالرحمٰن (بن مہدی) [متوفی ۱۹۸ھ] یحیٰ (بن معین) [متوفی ۲۳۳ھ] اور اسماعیل (بن علیہ) [وفات ۱۹۳ھ] کو دیکھا وہ رکوع کے وقت اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین:۱۲۱)

کیا خیال ہے تیسری صدی ہجری میں وفات پانے والے امام یحیٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل وغیرہما کس وقت رفع یدین کرتے تھے؟ یاد رہے کہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے

Islamic Research Centre Rawalpindi

حوالے ہیں مثلاً امام بخاری رحمہ اللہ کس صدی میں رفع یدین کرتے تھے؟ دوسری صدی ہجری میں وفات پانے والے امام عبدالرحمٰن بن مہدی کس وقت رفع یدین کرتے تھے؟

جھوٹ نمبر 43:

اوکاڑوی لکھتا ہے کہ

''امام زہری عظیم محدث ہیں مگر غیر مقلدین کی تحقیق میں وہ شیعہ تھے چنانچہ غیر مقلدین کے مایۂ ناز محقق حکیم فیض عالم صدیقی خطیب جامع مسجد اہل حدیث محلّہ مستریاں جہلم ...''

(مجموعہ رسائل ج۴ص۱۷۱)

تبصرہ: حکیم فیض عالم صدیقی ایک ناصبی اور گمراہ شخص تھا جس کی گمراہیوں سے تمام اہلِ حدیث بری ہیں۔ راقم الحروف نے حکیم فیض عالم کا شدید رد لکھا ہے۔

دیکھئے الحدیث حضرو: ۳۰ص۴۳، الحدیث حضرو: ۸ص۱۶، ۱۷

امام زہری کی جلالت شان وعدالت وثقاہت کے لیے دیکھئے الحدیث: ۳۰ص۴۱، ۴۲

جھوٹ نمبر 44:

اوکاڑوی صاحب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: ''اور پہلی تکبیر کے بعد ہر جگہ رفع یدین کا ترک بھی ثابت ہے......(المدونۃ الکبریٰ ص ۶۸ ج ۱)''

(مجموعہ رسائل ج۴ص۱۷۳)

تبصرہ: ہمارے نسخہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی روایت صفحہ ۷۱ پر موجود ہے۔

''**كان يرفع يديه حذو منكبيه إذافتتح التكبير للصلوٰة**'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے تکبیر افتتاح کہتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے۔ (المدونۃ ج۱ص۷۱)

اس میں ترک رفع یدین کا نام ونشان تک نہیں ہے۔

تنبیہ: المدونۃ الکبریٰ امام مالک کی کتاب نہیں ہے۔ صاحبِ مدونہ ''سحنون'' تک متصل سند نامعلوم ہے۔ لہٰذا یہ ساری کتاب بے سند ہوئی۔ ایک مشہور عالم ابوعثمان سعید بن

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

محمد المغربی رحمہ اللہ نے مدونہ کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ص ۲۰۶)
وہ اس کتاب کو "مدودہ" (کیڑوں والی کتاب) کہتے تھے۔ (العبر فی خبر من غبر ۱۱۲/۲)
نیز دیکھئے میری کتاب القول المتین فی الجہر بالتأمین ص ۷۳

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:45

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ "اسی طرح ساری نماز (بغیر رفع یدین اور بغیر جلسۂ استراحت) کے پڑھائی اور نماز کے بعد فرمایا، لوگو یہ ہے وہ نماز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پڑھ کر دکھاتے تھے (رواہ احمد واسنادہ حسن آثار السنن ص ۱۲۰، ۱۲۱ ج ۱)" (مجموعہ رسائل ج ۴ص ۱۹۰)

تبصرہ: یہ روایت آثار السنن (ح ۴۵۰) ومسند احمد (ج ۵ص ۳۴۳ ح ۲۳۲۹۴) میں طویل متن کے ساتھ موجود ہے لیکن اس میں نہ تو ترک رفع یدین کا ذکر ہے اور نہ ترکِ جلسۂ استراحت کا، یہ دونوں باتیں اوکاڑوی صاحب نے گھڑ کر بریکٹ میں لکھ دی ہیں۔

تنبیہ: اس روایت کی سند میں ایک راوی شہر بن حوشب ہے جو کہ موثق عندالجمہور اور حسن الحدیث ہے۔

جھوٹ نمبر:46

غیر مستند کتاب المدونہ کی ایک روایت (جس کا ذکر اوکاڑوی جھوٹ نمبر ۴۴ میں گزر چکا ہے) کا ترجمہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے۔" (مجموعہ رسائل ج ۴ص ۲۱۷)

تبصرہ: یہ ترجمہ جھوٹ اور افترا پر مبنی ہے۔ اس حدیث ((إن رسول اللّٰه ﷺ كان يرفع يديه حذو منكبيه إذا افتتح الصلوة)) کا صحیح ترجمہ درج ذیل ہے:

بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک

Islamic Research Centre Rawalpindi

www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

اُٹھاتے تھے۔

''صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی'' کے الفاظ سرے سے اس حدیث میں موجود نہیں ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:47

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''تکبیر تحریمہ کے وقت سب رفع یدین کرتے ہیں، کسی کو اختلاف نہیں، کیونکہ اس رفع یدین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بھی دیا اور اس پر عمل بھی فرمایا...''

(مجموعہ رسائل ج۴ص ۲۲۷)

تبصرہ: تکبیر تحریمہ کے وقت، رفع یدین کا حکم ہمیں کسی حدیث میں نہیں ملا۔ اگر دیوبندی حضرات یہ حکم باحوالہ پیش کریں تو جھوٹ نمبر:۴۷ سے اوکاڑوی صاحب کو باہر نکال سکتے ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:48

مشہور ثقہ عندالجمہور راوی عبدالحمید بن جعفر کے بارے میں اوکاڑوی لکھتا ہے:

''اس کی سند میں عبدالحمید بن جعفر ضعیف ہے (میزان)'' (مجموعہ رسائل ج۴ص ۲۸۲)

تبصرہ: حالانکہ میزان الاعتدال میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ''وقال ابن معین ثقة....''

اسے علی بن المدینی نے ثقہ اور نسائی واحمد بن حنبل نے: لیس بہ بأس کہا، ابوحاتم اور سفیان نے جرح کی۔ (میزان الاعتدال ج۲ص ۵۳۹)

معلوم ہوا کہ جمہور کے نزدیک عبدالحمید مذکور ثقہ ولیس بہ بأس ہے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ''صح'' (میزان الاعتدال ج۲ص ۵۳۹ ت ۴۷۶۷)

حافظ ذہبی جب ''صح'' کی علامت لکھیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عمل اس راوی کے ثقہ ہونے پر (ہی) ہے۔ (لسان المیزان ج۲ص ۱۵۹ البدر المنیر لابن الملقن ۱/۲۰۸)

یعنی ایسا راوی ثقہ ہوتا ہے۔

Islamic Research Centre Rawalpindi

تنبیہ: حافظ ذہبی نے میزان میں عبدالحمید بن جعفر کو ضعیف نہیں لکھا اور الکاشف میں لکھا ہے کہ "ثقة" (ج ۲ ص ۱۳۳) والحمدللہ

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:49

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"علماء غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث کے مسائل لکھتے ہیں۔اس دعویٰ سے انہوں نے ہدیۃ المھدی ،نزل الابرار ،نہج المقبول ،بدور الاھلہ، الروضۃ الندیۃ ،فقہ محمدیہ ،عرف الجادی وغیرہ بہت سی کتابیں لکھیں ، ان کتابوں کے بارے میں علماء غیر مقلدین اور عوام غیر مقلدین میں بہت جھگڑا ہے ،علماء کہتے ہیں ،یہ قرآن وحدیث کے خالص مسائل ہیں ،ان میں قیاس ورائے کا کوئی دخل نہیں ،عوام غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہمارے علماء قرآن وحدیث کا نام لے کر جھوٹ لکھ رہے ہیں۔یہ مسائل تو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔الغرض علماء کے نزدیک عوام غیر مقلدین ان کتابوں کا انکار کر کے قرآن وحدیث کے مسائل کے منکر ہیں اور عوام غیر مقلدین کے نزدیک علماء قرآن وحدیث پر جھوٹ بولنے والے تھے۔" (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۳۰۹ غیر مقلدین کے رسالہ مکتوب مفتوح پر ایک نظر)

تبصرہ: اوکاڑوی صاحب کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث علماء کے نزدیک الروضۃ الندیہ، ہدیۃ المہدی، نزل الابرار، عرف الجادی اور بدور الاہلہ وغیرہ کتابیں مقبول ہیں۔

دوسری جگہ خود اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"نواب صدیق حسن نے فقہ حنفی کو تو جھوٹ فریب کہا مگر زیدی شیعہ شوکانی یمن کی فقہ کی کتاب الدرر البھیہ کو من وعن قبول کر لیا اور اس کی شرح الروضۃ الندیۃ لکھ کر اپنے مذہب کی فقہ بنا لیا۔اس کے بعد نواب وحید الزمان نے ہدیۃ المھدی ،نزل الابرار من فقہ النبی المختار اور کنز الحقائق ،میر نور الحسن نے عرف الجادی من جنان ھدی الھادی اور صدیق حسن نے

Islamic Research Centre Rawalpindi

بدورالاہلہ وغیرہ کتابیں لکھیں مگر ان کتابوں کا جو حشر ہوا وہ خدا کسی دشمن کی کتاب کا بھی نہ کرے۔ نہ ہی غیر مقلد مدارس نے ان کو قبول کیا کہ ان میں سے کسی کتاب کو داخلِ نصاب کر لیتے، نہ ہی غیر مقلد مفتیوں نے ان کو قبول کیا کہ اپنے فتاویٰ میں ان کو لیتے اور نہ ہی غیر مقلدین عوام نے ان کو قبول کیا۔ وہ مرزا قادیانی اور سوامی دیانند کی کتابوں سے اتنا نہیں جلتے جتنا ان کتابوں کے نام سے جلتے ہیں۔"

(تجلیات صفدر، جمعیۃ اشاعۃ العلوم الحنفیہ فیصل آباد ج ا ص ۶۲۰، ۶۲۱)

اوکاڑوی کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث مدرسین ومفتیان کے نزدیک ہدیۃ المہدی، نزل الابرار اور عرف الجادی وغیرہ غیر مقبول (مردود) کتابیں ہیں۔

اسی طرح اوکاڑوی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ

"غیر مقلدین میں اگرچہ کئی فرقے اور بہت سے اختلافات ہیں۔ اتنے اختلافات کسی اور فرقے میں نہیں ہیں مگر ایک بات پر غیر مقلدین کے تمام فرقوں کا اتفاق اور اجماع ہے وہ یہ ہے کہ غیر مقلدین کو نہ قرآن آتا ہے نہ حدیث۔ کیونکہ نواب صدیق حسن خان، میاں نذیر حسین، نواب وحید الزمان، میر نور الحسن، مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ نے جو کتابیں لکھی ہیں اگرچہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن وحدیث کے مسائل لکھے ہیں لیکن غیر مقلدین کے تمام فرقوں کے علماء اور عوام بالاتفاق ان کتابوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر چکے ہیں بلکہ برملا تقریروں میں کہتے ہیں کہ ان کتابوں کو آگ لگا دو۔"

(مجموعہ رسائل ج ا ص ۲۲ تحقیق مسئلہ تقلید ص ۶)

اس بیان سے معلوم ہوا کہ تمام اہلِ حدیث علماء کے نزدیک نواب وحید الزمان و میر نور الحسن وغیرہما کی کتابیں (مثلاً ہدیۃ المہدی، نزل الابرار اور عرف الجادی) غلط اور مسترد ہیں۔ ایک جگہ اوکاڑوی صاحب کہتے ہیں کہ اہلِ حدیث علماء ان کتابوں کو "قرآن وحدیث کے خالص مسائل" مانتے ہیں اور دوسری جگہ کہہ رہے ہیں کہ "علماء اور عوام بالاتفاق ان کتابوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر چکے ہیں" ان دونوں متضاد دعووں میں سے ایک دعوے

Islamic Research Centre Rawalpindi
www.ircpk.com www.ahulhadeeth.net

میں اوکاڑوی صاحب خود جھوٹے ہیں۔

جھوٹ نمبر 50:

رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین کے بارے میں اہلِ حدیث پر تنقید کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''کبھی متنازعہ رفع یدین کی حدیث کے متواتر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔'' (مجموعہ رسائل ج۴ص۲۸۴)

تبصرہ: معلوم ہوا کہ اوکاڑوی صاحب کے نزدیک رفع یدین کو متواتر کہنا جھوٹ ہے۔ اس کے برعکس انورشاہ کشمیری دیوبندی فرماتے ہیں کہ

''وليعلم أن الرفع متواتر إسناداً وعملاً لا يشك فيه ولم ينسخ ولا حرف منه وإنما بقي الكلام في الأفضلية''

اور جاننا چاہیے کہ رفع یدین، بلحاظِ سند وبلحاظ عمل متواتر ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ منسوخ نہیں ہوا اور نہ اس کا کوئی حرف منسوخ ہوا ہے۔ صرف افضلیت میں کلام باقی ہے۔

(نیل الفرقدین ص۲۲)

معلوم ہوا کہ اوکاڑوی صاحب کے ظہور وشیوع سے پہلے ہی انورشاہ کشمیری صاحب کے نزدیک اوکاڑوی صاحب کذاب ہیں۔

قارئین کرام!

ماسٹر امین اوکاڑوی صاحب کے پچاس جھوٹ مکمل ہوگئے ۔ ان کے علاوہ بھی اوکاڑوی صاحب کے اور بہت سے جھوٹ ہیں مثلاً اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

حدیث دہم: ''عن عبدالله بن مسعودؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا كبر سكت هنيئة واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين سكت هنيئة وإذا قام في الركعة الثانية لم يسكت وقال الحمدلله رب العالمين ۔'' (ابوبکر بن ابی شیبہ)

Islamic Research Centre Rawalpindi

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کہ تکبیر کہتے تھے۔ تھوڑا سا سکتہ کرتے تھے۔ اور جب غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتے تھے تب بھی تھوڑا سا سکتہ کرتے تھے۔ اور جب دوسری رکعت میں کھڑا ہوتے تھے تو سکتہ نہ کرتے تھے بلکہ کہتے تھے الحمد للہ رب العالمین“

(مجموعہ رسائل ج ا ص ۱۳۸، ۱۳۹ تحقیق مسئلہ آمین ص ۲۶، ۲۷)

یہ روایت ہمیں نہ تو مصنف ابن ابی شیبہ میں ملی ہے اور نہ مسند ابن ابی شیبہ میں اور نہ حدیث کی کسی اور کتاب میں!

تنبیہ: ماسٹر محمد امین اوکاڑوی دیوبندی حیاتی کے یہ پچاس جھوٹ مع تبصرہ، راقم الحروف کی کتاب ”اکاذیب آلِ دیوبند“ سے پیش کیے گئے ہیں۔ وما علینا إلا البلاغ

Islamic Research Centre Rawalpindi

تحفة الأقوياء
كتاب الضعفاء
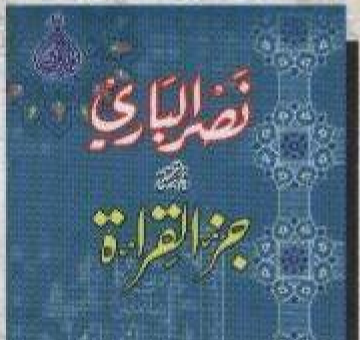
نصر الباري
جزء القراءة
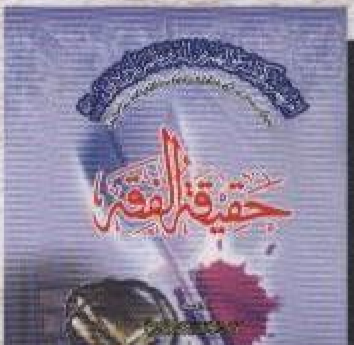
حقيقة الفقه
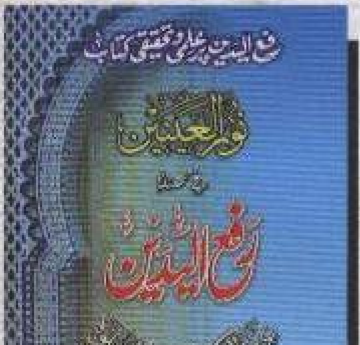
نور العينين
رفع اليدين
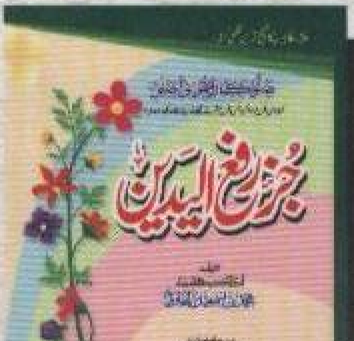
جزء رفع اليدين
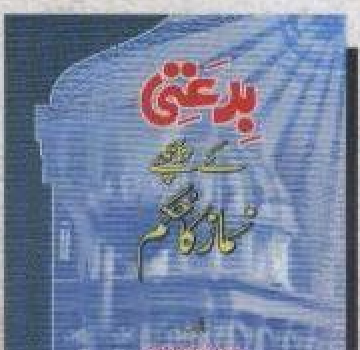
بدعتی
نماز کا حکم